نزلت من حکیم العزیز بن فضلوا المتکلمین بہار کتاب مستطاب شدہ در سنہ ... الحمد للہ کہ دریں زمان کہ توانا

بتوفیقات ازلی تعالیٰ تائیدات لم یزلی تعالیٰ نافع از توالیف احسن المناظرین و افضل المتکلمین مولانا

السید محمد حسن امروہوی دامت برکاتہم و فیوضہم علی رؤس المسترشدین مسمیٰ بہ

مصباح الادلہ

لدفع الادلۃ الاذلہ

بجواب رسالہ ادلہ کاملہ کہ مولوی محمد قاسم صاحب مخاطب باسم محمود حسن المعلم دیوبندی نموده

فرموده اند در سنہ ۱۲۹۹ ہجری در مطبع فیض عام ... طبع پوشیده ... ناظرین با انصاف را ...

در طبہائی ... کتاب مستطاب سنجیده از اول تا آخر ملاحظہ فرمایند

۱۹۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰہم اِنّا نثنی نحوک بتحمیدک و نتوجہ الیک قائلاً لبیک و سعدیک و نصلی علی رسولک

الحبیب الذی ہو رحمۃ للعالمین من لدیک و نجاہد نفوسنا فی طاعتک بتوسل

اقتدار اصحابہ المکرمین و نرکب الصراط المستقیم الذی ہو مسلک آلہ المطہرین

امابعد احقر زمن سید محمد احسن امروہوی وارد حال کلکتہ بخدمت سائر ارباب

بصائر گذارش کرتا ہی کہ اہل علم ذوی الانصاف دور از اعتساف پر یہ امر ہویدا

و ہویدا ہی کہ تمام علوم شرعیہ و دلائل سمعیہ کا پیشوا و مقتدا حدیث امام الرسل علیہ

سید الانس والجان ہی اور کل روایات فرعیہ و احکام فقہیہ بمنزلہ جسم اور حدیث

اونکا دل و جان فروعات فقہیہ وہی معتبر و مختار ہونگی جو اصول حدیث سی مشید

و پایدار ہونگی عبادات مین بہی حدیث شریف ہی اصل الاصول ہی اور معاملات

مین بہی سنت نبی کریم سند مقبول اگر اسرار و کشفیات صوفیۂ کرام مین تو اونکا

سند بہی احادیث خیر الانام مین کسی طرحکی حالات ہون یا کیسی ہی مکاشفات

اگر مخالف سنت سنیہ ہین تو خیالات ہین اور آفات حتی کہ وجوہ تفاسیر معانی

قرآن مجید خلاف سنت غیر مقبول کہ من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ

من النار حدیث واجب القبول ہی عقائد اسلام بہی وہی کامل العیار ہین جو

اس نقاد کامل کی یہان سرہ و جید بی رد و انکار ہین ورنہ محض مردود و مطرود

بار پروردگار میں فذلک مرام حدیث نبی علیہ السلام ہی اصل الاصول جملہ عقائد
واحکام ہی اور سنت سنیہ ہی مرکز دائرہ حلال حرام ولنعم ما قیل نظم کیا تجہسی کہوں
حدیث نبی کیا ہی - دُر دانۂ درج مصطفے ہی - صوفی عالم حکیم دینی - کرتی ہی اوسکی
ہمیشہ چاہی - بابا کی یہاں سی کون لایا - جسنی پایا یہیں سی پایا - یہہ نا ہرہ محمدی ہی
- گنجینۂ راز احمدی ہی مشعل افروز راہ سنت - برہم زن بیخ وشاخ بدعت -
ہوتی ہوئی مصطفے کی گفتار - ست دیکہہ کسیکا قول و کردار ۔ جب اصل ملی تو نقل
کیا ہی ۔ یہاں وہم خطا کا دخل کیا ہی ۔ اب زیادہ تو مجہسی کر نہ کل کل ۔ خورشید
کے آگی کیا ہی مشعل ۔ بالفرض فلان تہا مرد کامل ۔ اوسنی تہا کیا کہاں سی حاصل ۔
وہ بہی اسی در کا اک گدا تہا ۔ گو غوث وامام ومقتدا تہا ۔ ملفوظ بہت ہیں تو نی دیکہی
ملفوظ محمدی کو اب لی ۔ ناحق تجہی اور کچہہ ہوس ہی ۔ قرآن و حدیث تجہکو بس ہی
۔ حق ہو گا حدیث خوان سی خرم ۔ ارشاد رسول فخر عالم ۔ امام ابو بکر بن ابی داود
السجستانی نی فرمایا ہی نظم تمسک بحبل اللہ واتبع الہدی - ولا تک بدعیا لعلک تفلح
ولذ بکتاب اللہ والسنن التی ۔ اتت عن رسول اللہ تنج وتربح ۔ ودع آراء الرجال و
قولہم ۔ فقول رسول اللہ ازکی واشرح ۔ ولا تک فی قوم تلہو بدینہم ۔ فتطعن فی اہل
الحدیث وتقدح ۔ وایضا نعم ما قیل نظم علم الحدیث وسیلۃ مقبولۃ ۔ عند النبی الہاشمی
محمد ۔ فاشغل بہ اوقاتک البیض التی ۔ ملکتہا تشرف بذاک وتسعد ۔ اسی وجہ سے
جہابذہ علمای امہ وثقات مجتہدین وائمہ ہمہ تن حدیث کی تنقیح وتحقیق میں مشغول
ومصروف رہی اور اسی شاہد رعنا کی توشیح وتزئین میں مشغوف ۵ ہر کہ
شد محرم دل در حرم یار بماند ۔ وانکہ اینکار ندانست در انکار بماند ۔ ناسخ کو منسوخ
سی جدا کیا اور سند کامل کو ناقص سی علیحدہ راوی ثقہ کو بہ تحقیق حقیق
راوی ضعیف سی ممتاز کیا اور درمیان احادیث متعارضہ کے تلفیق وتطبیق

وجوہ توفیق کو ابراز کیا مجروح و معلول کی تجریح و تعلیل کی اور عدل و ثقہ کی
و تعدیل علم اسماء الرجال مین بڑی بڑی کتابین تصنیف کین غرائب احادیث
و قرآن مجید مین کتب ضخیمہ تالیف ہر امر متعلقہ علم حدیث شریف مین بہت جد کی
اور سعی لہ قد نہین اثر عملی الی غرضکہ اب کوئی حیلہ کسیکا عمل بالحدیث کرنیمین
پیش نہین جا سکتا اور اتباع سنت کی نسبت کوئی عذر معقول خیال مین نہین
آسکتا لیکن معہذا بعض صاحبان خام خیال ابتک بہی حتی الی بلاو بکائی جاتی
ہین اور عذر بدتر از گناہ پیش لائی جاتی ہین خوئی بدرا بہانہ بسیار اور کچہ
نہین بن پڑتا تو بمقابلہ احادیث صحیحہ کے احادیث غیر صحیحہ ہی لی آتی ہین
یا بمقابلہ حدیث متفق علیہ کے غیر متفق علیہ حالانکہ یہ بات محض خلاف اصول
مقررہ محدثین ہی اور جب علمای اعلام جوابہائی دندان شکن عذرات نامعقول
کی دیتی ہین تو ان حضرات سی جواب تو کچہ بن نہین آسکتا علمای محققین کو
لامذہب وغیرہ کہنی لگتی ہین یا آپس مین کہسر پہسر کرکی حکام وقت کی پاس
شکایت لیجاتی ہین کہ فلان شخص وہابی ہی اور فلان غازی صد افسوس کہ
اہل حق تو انکو قال اللہ و قال الرسول کی طرف بلاتی ہین اور یہ حضرات
اہل حق کو حکام کی پاس بلواتی ہین سہ ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا۔ الحاصل اس عرصہ مین ایک رسالہ مسمی بادلہ کاملہ برعکس نہند نام
زنگی کافور کہ فی الحقیقت ادلہ اذلہ ہی احقر کی پاس مشفقی منشی محمد جعفر خانصاحب
وغیرہ نی ہندوستان سی مرسل فرمایا اور بذریعہ عطوفت نامہ موکد ہوی کہ اگر
صواب ہو تو تصدیق و تصویب کیا جاوی ورنہ رد و تکذیب اگرچہ ہیچمدان کو
بسبب شغل درس تدریس کی و نیز دیگر کار ہائی دنیوی کی فرصت نہ تہی اور نیز
مسائل عشرہ مندرجہ رسالہ علمای اعلام نی اس تلویح و توضیح سی واضح کیے ہین کہ

ہین ہوجائی دم زدن باقی نہین رکہی لیکن چونکہ مولف رسالہ نی بعزم ہدایت
وہی عوام کی ہی لہذا بپاس خاطر عاطر بعض احباب علی الخصوص پیرجی خدا بخش
صاحب ساکن مجیب آباد وارد حال دیرہ دون بنابر دفع مغالطات مقلدین
مجبوراً رد وجواب مین شروع کرتا ہون ۵ اگرچہ عشق مین آفت ہی بلا ہی
بلا ہی ہی بہ برا ہی نہین کچہ نہ کچہ بہلا ہی ہی بہ وباللہ التوفیق وبیدہ
ازمۃ التحقیق **قولہ** اس چہوٹی منہ پر بڑی بات الی آخرہ **اقول** اہل علم
وذوی الانصاف پر واضح ہی کہ سائل نی ثبوت مین دس مسائل کی نصوص مثبتہ
حدیث یا آیہ سی طلب کی ہین فقط ودگر ہیچ جیسا کہ مجیب نے خود تحریر کیا ہی اب
مین دریافت کرتا ہون کہ اگر کوئی اہل علم ولو سلمنا کہ طالب علم ہی کسی مسئلہ
مین علمای وقت سی دربارہ ثبوت کسی مسئلہ کے دلیل طلب کری تو آیا علما کو
اوسکا جواب یہی دینا چاہیی کہ چہوٹا منہ بڑی بات چنین وچنان وکیت وذیت
ولعل ولیت کلا مجیب کو لازم تہا کہ مسائل متنازعہ فیہا مین دلایل مثبت پیش
کرتا اور ثبوت مسائل کا جسطرح اوسکی نزدیک حق ہوتا حدیث یا آیہ سی دیتا
جیسا کہ سائل نی طلب کیا تہا لیکن ملاحظہ دفعات سی ظاہر ہی و انشاء اللہ
بخوبی ظاہر ہوگا کہ کسی دفعہ مین کوئی حدیث مثبت مطلوب مقصود نہین لایا اور نہ
کسی آیہ مستلزم دعوی کو بتایا یون تو ہر شخص کہہ سکتا ہی کہ تم امام شافعی و امام مالک
و امام احمد و سایر محدثین و مجتہدین قائلین سنیت رفع یدین پر مثلاً کیون قناعت
کرتی ہو بلند پروازی کی لیی ہنوز گنجایش بہت تہی صحابہ و رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الی آخر ما قلتم اور مسائل سنئے دس روپیہ کی طمع
ہی ہوگی کہ جب آپ بسبب طمع جاہ وحب زخارف دنیوی کے طریقہ
اہل الحدیث اختیار نہین کرتے اور کہے جاتے ہو کہ ہماری پاس بہی

احادیث صحیحہ متفق علیہا موجود ہین بقول شخصی کہ بچہ در شکم و نامش مظہر
بسبب فرط تمنا طلب حدیث طمع مال دنیوی دیکر حدیث مانگتا ہی کہ شاید آپ اسی
طمع سی جو حدیثین مخفی کر رکھی ہین ظاہر کردین ۵ مدار مرغ دانہ ہی
بدو وزد شرہ دیدۂ ہوشمند ۵ لیکن آپ نی اب ہی لیت ولعل کیا اور کوئی حدیث
صحیح مثبت دعوی نہ لائی جناب من اگر آپکی پاس احادیث صحیحہ مثبتہ مطلوب
نہین ہین تو ہماری دلائل پیش کردہ تسلیم کرو ورنہ پھر آپ ہونگی اور ہم ہونگی
ہمارا ہاتھ ہوگا اور آپکا دامن روز جزا خدا و رسول خدا ہونگی اور یہ مقدمہ پیش
ہوگا زیادہ کیا عرض کیجئی **قولہ** جناب من ابتک ہم الی آخرہ **اقول**
نی نی بے تعصبی سی نہین بلکہ عصمت بی بی از بیچادری ورنہ ۵ گربہ مسکین
اگر پر داشتی ۵ تخم گنجشک از جہان برداشتی ۵ شاباش خاموش رہی تو ایسی
اور بولی تو ایسی سکت الفا و نطق خلفا اور حدیث طلب کرنیسی آپ کیون
کھسیاتی ہین آپکو کوئی نہین چھیڑیگا دلجمعی رکھیی اور جب صدائی برخاست
کا مضمون واقع ہوا ہی تب اشتہار جاری کیا ہوگا **قولہ** اس فتنہ انگیزی پر
الی آخرہ **اقول** شاباش فساد کرو آپ تہمت لگاؤ طالبین حدیث پر واذا قیل
لہم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انہم ہم المفسدون ولکن لا
یشعرون **قولہ** اسلیئے الی آخرہ **اقول** یہ تو گیدڑ بھبکی ہی اگر مرد میدان
ہو تو ٹھیرون کی نیستان مین آجاؤ بسم اللہ این گو و این میدان لیکن
نزاع لفظی دلی سوکتا تو ہم کو بھی پسند نہین جیسا کہ آپ نی اس جواب
مین برتا ہے **قولہ** آپ اور دینی ہر دعوی پر الخ **اقول** بڑے
افسوس کی بات ہی کہ مولف رسالہ نی نہ کتب حدیث کو دیکھا ہی اور نہ
شروح کتب حدیث کو ملاحظہ کیا جو دعاوی اہل حق کی دلائل سی مملو ہین

بلا معلوم ہوتا ہی کہ جو رسائل مختصرہ علمای اعلام نی در باب مسائل متنازع
فیہ بہ سواطعہ و بینہ تالیف فرمائی ہین اونکا بہی مطالعہ نہین کیا ورنہ یہ قول
کیون کہتا (کہ بروی انصاف و قواعد مناظرہ اول آپکو لازم تہا کہ اپنی مطالب
کو بطور مشار الیہ ثابت فرماتی الخ) جناب من ان مسائل کی اثبات سی
تو ہمکو کب کا فراغ ہو چکا ہی اور رسائل مستقلہ اکثر ماتحن فیہ مین مطبوع ہوکر
کالشمس فی نصف النہار مشہور اور مطبوع طبائع علمای محققین ہو چکی
ہین لیکن کیا کیجیے آپ نی تو آنکہین اور نیز کان بند کر لیے ہین سے
آنکہین اگر بند ہی تو پہر دن بہی رات ہی۔ اسمین قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا۔
جعلوا اصابعہم فی آذانہم واستغشوا ثیابہم واصروا واستکبروا استکبارا۔
اب پیرزادہ تصنیف و تالیف کا فرماتی ہو آندا ملا ٹوٹی سیت **قولہ** مگر بوجوہ چند
در چند الی آخرہ **اقول** آپ سنے ناحق اپنی اوقات کا خون کیا اور
اونکی کاٹ شہیدون مین داخل ہوئی اور کچہ نہو سکا مرغی کی جان بہی
گئی اور کہانی والیکو مزہ بہی نہ ملا استعداد نہ تہی تو کیون اوقات کا خون
بی فائدہ کیا کہ خون بہا بہی نہ ملا ونعم ما قیل خامہ ہر چند دو دلیک بمعنی
نرسد سعی کاری نکند گر نبود استعداد۔ اگرچہ چند بلہا آپ کی دام فریب
مین آکر پہنس جاوینگے سے اذا کان الغراب دلیل قوم
سیہدیہم طریق الہالکینا۔ **قولہ** سردست تو مین روایات کا پتا بتا
دیتا ہون الی آخرہ **اقول** ہمکو تو انتظار کرتی ہوئی عمرین اور مدتین
گذر گئین اور آپ آتا پتا ہی بتلاتی رہے اور وعدہ وعید امروز فردا
کرتی رہی اور اس آتے بتے پر نام رسالہ کا ادلہ کاملہ خوان اونکی
بڑا کہول کے دیکہو تو آدہا بڑا خیر ہمارا تو علاج ہی کہ سہ بات عاشقان بر

شاخ آنمو داب کیون فریب دیتی ہو سے تاکی از وعدہ دعلم وہ ہی شوخ چشم
فریب این سخن را کسی گو کہ ترا نشناسد قولہ اسلیئے الی آخرہ
اقول بس اب رہنی ہی دیجیے اور کچہ احوال اپنی دلائل زدائل کا
جواب پر ست دو ٹ کرائی ہین بگوش ہوش سنیی سے بوش خریفروش
دیگر گوش جو کین سخن را دنیاید گوش خر دفع دفعہ اول
مثل معارضہ بالقلب ع دردم ازیار ست و درمان نیز ہم ہمنے آپ کی
رفع یدین نکرینکی حدیث صحیح متفق علیہ مانگی سے ہے جو در بارہ عدم رفع یدین
نص صریح ہی ہو جسکی تم مدعی ہو اور مدعی پر بموجب حکم داب علم مناظرہ
کی ضرور ہی کہ اپنی دعوی کو دلیل سی ثابت کری چنانچہ اسبات کو
طلبا ی مبتدیان مدرسہ دیوبند بہی جانتی ہونگے کہ المدعی من نصب
نفسہ لاثبات الحکم الخبری بالدلیل اور ہم تو دوام اور وجوب رفع یدین کے
مدعی نہین جو تم ہمسے اولٹی طلب دلیل کرتے ہو اور اس حیلہ وبہانہ سی
اپنا پیچہا چہڑاتی ہو یہ تو مناظرہ نہین مکابرہ یا مجادلہ ہے اور دلیل سنیت
رفع یدین کی اگر مطلوب ہی تو بپاس خاطر آپکے پیش کیجاتی ہی اگرچہ بالفعل
بحکم داب مناظرہ اوسکا پیش کرنا ذمہ ہماری منصب کی نہین ہی عن ابن عمر
رضی اللہ عنہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا
فتح الصلوٰۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعہما کذلک
وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد وکان لا یفعل ذلک فی السجود
متفق علیہ اب دیکہو کہ بقول عراقی شرح تقریب مین پچاس صحابی و
باعتبار عینی حنفی شرح بخاری مین کئی اوپر تیس صحابی نی اس فعل کو
کو آنحضرت سی روایت کیا ہے اور کثرت روات سی یہہ رفع یدین

حد تواتر معنوی کو پہنچ گیا ہے یہاں تک کہ امام جلال الدین سیوطی نے
اسکو منجملہ اخبار متواترہ کے شمار کیا ہے اور اپنی رسالہ الازہار المتناثرہ فی
الاخبار المتواترہ مین اسکو درج فرمایا ہی علی بن مدینی کہ شیخ بخاری ہین
فرماتے ہین کہ میری نزدیک یہ حدیث حجت ہی سب پر جسنی کہ سنا اوسکو
اور لازم ہے اوسپر کہ عمل کرے اس حدیث پر کیونکہ اس حدیث کے
اسناد مین کوئی علت نہین اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص رفعیدین کو بدعت
کہی اوسنی صحابہ پر طعن کیا اور حاکم نے فرمایا کہ کوئی سنت سوائی رفعیدین
کے ایسی نہین ہے جسکو عشرہ مبشرہ نی روایت کیا ہو اور روایت کیا
اوسکو ابو حمید ساعدی نی روبرو دس صحابہ کے سبنے کہا نعم اور صحابہ مین
روات اوسکی سی ہین حسن بن علی و سہل و زید و عقبہ و ابو مسعود و سلمان
و ابو موسی و جابر و عمیر اللیثی و ابن عباس و ابن زبیر و غیرہم اور تابعین مین
راویان اوسکی سی ہین حسن بصری و عطا و طاوس و مجاہد و نافع و سالم بن
عبد اللہ و سعید بن جبیر و ابن سیرین و قتادہ و قاسم بن محمد و مکحول و غیرہم اور
فقہا مین سی ابن مبارک و شافعی و احمد و اسحاق و اوزاعی و مالک و غیرہم
مقبلی نی منار مین کہا ہی کہ سنت رفعیدین ایسی واضح ہے کہ احادیث
مفردہ کے لانیکی حاجت نہین اور اسقدر کثرت سی وارد ہین کہ چھپ
نہین سکتین اور اسدرجہ صحت کو پہنچی ہین کہ صحت اونکی منع نہین کیجا سکتی
اور اسی وجہ سی اسمین کسی نے خلاف نہین کیا جا مین ایسی صحیح متفق علیہ
حدیث مجمعت بینہ کا رد و انکار کرنا آپ ہی کا کام ہی کبرت کلمۃ تخرج من
افواہہم اب اگر ممانعت رفع کی دلیل آپکے پاس ہو تو لائیے اور جس
بدلی تیر سے لیجیے ورنہ کچھ تو شرمائیے اور حضرات مین یہ بھی ہو کہ

آپ وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین کسی نص صریح سے رفع یدین کا متواتر
ہونا ثابت کیجیے اور بیس کی جگہ تین ہی لیجیے اور نہ ہو سکے تو پھر کسی کے
سامنے منہ نہ کیجیے زیادہ وسعت چاہیے تو ہم صحیح کی بھی قید نہین لگاتے
چہ جائیکہ متفق علیہ ہو لیکن یہ بھی یاد رکھیے کہ اگر کوئی حدیث آپ ایسی
لاوینگے کہ جس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہو کہ نبی علیہ السلام نے بعض
نمازہای مخصوصہ مین رفع یدین نہین کیا تو اس سے آپ کا مدعا ثابت
نہوگا یہ تو عین ہمارا مقصود ہے سے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است کیونکہ ہم رفع یدین کی سنت اور
استحباب کے قائل ہین نہ وجوب کے اور استحباب مین ترک احیانا لابدی
اور ضروری ہے ورنہ واجب یا فرض ہو جاوے اور از راہ عنایت
ایک اور بات خوب یاد کر لیجیے کہ جب آپ کسی سنت کے منسوخ ہونیکا
دعوی کرینگے تو اوس سنت کے مسنون ہونیکا اقرار تو ہو ہی چکا
اب نسخ کا ثابت کرنا آپکے ذمہ پر لازم و واجب رہیگا کسی آیہ یا حدیث
صحیح مرفوع سے اور وہ حدیث ناسخ مثل منسوخ کے صحیح بھی ہو اور
نسخ صراحت کے ساتھ ثابت کرے جیسے کوئی مقروض ادائے قرض کا
دعوی کرے تو وہ قرض کا اقراری تو ہو ہی چکا اور قرض اوسپر
ثابت ہو چکا اب ادائے قرض کی وجہ ثبوت اوس سے مدلل طلب
کیجاویگی اب اسپر بھی آپ سے کچھ نہ بن آوے تو پھر آپ ہی فرماوین
کہ اب متبع حدیث و سنت کون ہے آپ یا ہم ذرہ بولیے اور نبی جی کا
دم بھرے افسوس سے آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے ہے لاکھ طوطی کو
پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا ہے درصورتیکہ دوام و استمرار عدم رفع اور آخر وقت مین

نسخ رفع یدین کسی حدیث سے ثابت ہوا تو احادیث عدم رفع یدین سنیت
و استحباب رفعیدین کو منسوخ نہین کر سکتین اور استحباب رفع یدین کا باقی
ہے وہو عین المقصود وانکان علی رغم المخالفین کیونکہ مطلقاً ترک کرنا نبی علیہ السلام
کا کسی سنت کو کبھی کبھی کسی کے نزدیک نسخ نہین ہو سکتا ورنہ کسی سنت
کی سنیت اور کسی مستحب کا استحباب ثابت نہ ہووی ہذا خلف لا یخفی بلکہ احیانا
ترک کرنا لابدی ہی تاکہ استحباب وغیر موکدہ ہونا اوسکا ثابت ہو [illegible]
جو احادیث آپ ترک رفعیدین کی لاوینگے وہ معارض رفع یدین کی
جو صحیح اور متفق علیہ ہین نہونگی جو آپکو یہہ گنجایش ملی کہ آپ احادیث ترک
رفع یدین کو احادیث رفعیدین پر ترجیح دینی کی واسطی امادہ ہون مگر اس
صورت مین فرقہ عامل بالحدیث سے متبع سنت ہونگی اور آپ اپنی رائے
کے تابع کیونکہ اتنی بات آپ جانتی ہی ہونگے کہ احادیث رفعیدین جو
صحیح الاسناد مرفوع متصل ہین جب احادیث ترک رفع یدین سے ساتھہ
ضم کیجاوین اور ملائی جاوین تو یہہ ثابت ہوگا کہ کبھی رفعیدین کیا اور کبھی
نہین کیا اور یہی مقتضای استحباب ہی جو عین ہمارا مقصود ہی بہرحال اتباع
آپکی رائی نارسا اور اجتہاد ناروا سی عمل دائما اس سنت پر کہین بہتر ہے
مگر اسکو بخوبی محفوظ رکھو کہ احادیث ترک رفعیدین مین ترک یعنی عدم فعل مراد
ہے کیونکہ درباب ترک رفعیدین جو احادیث کہ منقول ہین افعال انحضرت
علیہ السلام یا افعال صحابہ رضی اللہ عنہم ہین بعض اوقات مین جنکا عموم اور
استمرار تا آخر عمر نبوی علیہ السلام ہرگز تم ثابت نہین کر سکتی جس سے
نسخ ثابت ہوا گے رہا فہم صحابی وہ مقابل حدیث صحیح متفق علیہ کے حجت نہین
کما تقرر فی محلہ اب مجھکو افسوس یہی رہا کہ آپ نے کوئی حدیث بھی نسخ

رفع یدین سنکے جو صحیح و متفق علیہ ہو بیان نفرمائی جو ہماری آپکی درمیان میں درپیش ہ
اوس حدیث کے کچھ بات چیت ہوتی سے دل کی دل ہی مین رہی
بات ہونی پائی ہ ایک ہی اوسی ملاقات ہونی پائی ہ فقط والسلام **دفع**

دفعہ دوم تم جو آمین بالجہر کہنے والونکو لا مذہب اور بیدین کہتے ہو
اور آمین بالجہر کہنے سی نہایت غیظ وغصہ مین آتی ہو حالانکہ یہہ فعل
یہود سے ہے چنانچہ حدیث مرفوع مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
آگیا ہے ما حسدتکم الیہود علی شیء ما حسدتکم علی آمین فاکثروا من قول
آمین رواہ ابن ماجہ واحمد والطبرانی یعنی حسد نکیا تمپر یہودنی کسی
بات پر اوسقدر کہ حسد کیا آمین کہنی پر روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور
احمد اور طبرانی نی لہذا ہم آپ سی اخفار آمین مین احادیث صحیحہ
مرفوعہ کی طالب مین جو نص صریح ہی ہون اخفا و نسخ جہر پر اور ہم
کب مدعی ہین اسکی کہ رسول مقبول علیہ السلام نی ہمیشہ آمین بالجہر
کیا ہے جو ہم سی نص صریح حدیث صحیح دوام جہر کے طالب ہوتی ہو البتہ
ہم یہ کہتے ہین کہ جو شخص کسی سنت پر سنت جانکر ادامت اور ہمیشگی
کری تو ممدوح اور مثاب ہوگا نہ ملام اور مطعون خواہ ادامت آمین بالجہر
پر ہو یا کسی اور سنت پر مثل نماز چاشت واشراق وتکبیرات انتقالات
وغیرہ پر اور آپ نے امر سنت کے اثبات سنیت کا یہ تو خوب قاعدہ
نکالا ہے کہ ہر جگہہ دوام فعل رسول مقبول علیہ السلام طلب کرتی ہو بموجب آپکی
اس مسلک کی لازم آتا ہے کہ بہت سی سنن متفق علیہا کی سنیت
جاتی رہی اور باب سنن مسدود ہوجاوی کیونکہ سنن غیر موکدہ اوسی ہی
کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام نی کبھی کیا اور کبھی نہین کیا فعلہ مرۃ وترکہ اخری

تم حرکا بغیر ہی قاعدہ مقررہ اصول ہی بلکہ سنت موکدہ مین ترک احیانا ضرور
ہی اور جب آپ احادیث صحیحہ مرفوعہ جہر بالتامین کو مسلم رکہتی ہو تو سنیت
جہر بالتامین ثابت اور ترک جہر احیانا اوسکا منافی نہین کہ فعلہ مرۃ و ترکہ اخری
تم ترکہ اخری ہی قاعدہ مقررہ علم اصول ہی کما مر اب نسخ جہر جب ثابت ہو کہ
حدیث صحیح ناسخ جہر آپ لاوین اگر ہو تو لائی اور بیس نسکے مدلی تیس
لیجائی ورنہ پہر یہ بات منہ پر نہ لائی اور زیادہ وسعت کی طلب ہے
تو اخری وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مین آپ سی اخفا کا ثبوت
دیجئی اور بیس کی بدلی تیس لیجیئے اور قید آخری وقت کی اسلیئے ہی
کہ ناسخ کے واسطی تاخر منسوخ سی ضرور ہے کما تقرر فی الاصول لیکن یہ
یاد رکہیئے کہ فقط آپکی رائی اور اجتہاد سی کوئی سنت نبوی علیہ السلام
منسوخ نہوگی فی الاتقان ولا یعتمد فی النسخ قول عوام المفسرین بل لا
اجتہاد المجتہدین من غیر نقل صحیح ولا معارضۃ بینۃ لان النسخ یتضمن
رفع حکم واثبات حکم تقرر فی عہدہ صلے اللہ علیہ وسلم فالمعتمد فیہ النقل
والتاریخ دون الرائی والاجتہاد اب تم ہی فرماؤ کہ متبع حدیث کون
رہا ہم یا تم اور درصورتیکہ احادیث اخفا دوام اخفا پر دال نہین اور
اخری وقت مین بہی اخفا پر کوئی حدیث دلالت نہین کرتی تو سنت
جہر ثابت رہی اور چونکہ سنت مین احیانا ترک بہی ہوتا ہے اسلیئے
احادیث جہر کی احادیث اخفا اور ترک جہر کی معارض نہو مین بس
عمل جہر بالتامین پر واجب نہین تو اولی اور مستحب تو ضرور ہی ہوگا۔
کیونکہ احادیث جہر بالتامین نسخ خفا پر دال نہین تو احادیث جہر پر ضرور ہی دلالت
کرتی ہین تہا مگر جب یہ لحاظ کیا جاوی کہ آپ فی اثبات اخفا را مین ہین

حدیث انکم لا تدعون الخ اسطرح بیان کی ہے جیسی کوئی شخص تہکو لا تقربوا الصلوۃ
کیواسطے لا تقربوا الصلوۃ سے استدلال پکڑی جناب من پوری حدیث
بخاری شریف مین یون ہی کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا اشرفنا
علی واد ہللنا وکبرنا ارتفعت اصواتنا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا
الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا اب ازراہ انصاف
آپ ہی فرمائیے کہ اربعوا جو خطاب نبوی علیہ السلام بسوی اصحاب کرام
ہی اوسوقت مین ہی کہ اصوات اونکی بلند اور مرتفع ہو رہی تہین
اور جہر مفرط ہو گیا تہا پس نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اربعوا علی انفسکم
الخ حاصل معنی یہہ کہ تکبیر وتہلیل مین جہر مفرط مت کرد اور اعتدال کے
ساتہہ جہر کرو فانکم لا تدعون الخ چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز نے قرآن مجید
کے حاشیہ پر لکہا ہے قولہ اربعوا ای اعتدلوا کیقال ربع القامۃ اذا کان
معتدلہا ای اربعوا علیہا بالاجتناب عن الجہر المفرط جابا اب پوری حدیث
سی جہر متوسط کی اجازت صاف ظاہر ہو گئی اور یہ بات آپ بہی جانتی
ہی ہونگے کہ کوئی عامل بالحدیث آمین کو مثل اذان کے جہر مفرط ہی
نہین کہتا بلکہ متوسط جہر ہی بلکہ ادنی جہر سے کہتے ہین اور وہ حدیث
مین بعینہا مامور بہا اور مجاز ہی اب آپ کو حدیث بیان کر کے
اولٹی لینی کے دینی پڑ گئے مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا
حضرت من خوبی فہم کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے فنا سمجہ کر بات چیت
کیا کیجے اگر دیر ہو جاوی تو کچہ مضائقہ نہین ؎ مزن بی تامل بگفتار دم
نکو گوی گر دیر گوی چہ غم واللہ اعلم بالصواب دفع دفعہ سوم ؎ طبیب مشفق
مسیحا دم است ومشفق لیک چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند آپ ہر سول کے

جواب مین فقط ایک بات فرماتی ہین اور بار بار مکرر سہ کرہی عبارت لاتی
ہین کہ اگر ہون تو لاءی اور دس کے بدلی بیس لیجائیے وغیرذلک جہکو
اپکی اس بات پر ایک حکایت یاد آئی جو کسی ظریف نے آپ جیسی پر
فرمائی ہی کہ کسی شخص نے طوطی کو ایک فقرہ فارسی کا دریچہ شک پڑہایا
تہا اور اوس حیوان لایعقل کو ہر بات کی جواب مین یہی کلام سکہایا تہا
ایکروز مالک اوسکا بازار مین لیجا کر قیمت اوسکی ہزار روپیہ کہتا تہا لیکن باین
قیمت اوس حیوان لایعقل کو کوئی عاقل کب لیتا تہا اتفاقاً درین اثنا
کسی صاحب خریدار سادہ لوح نی طوطی سی دریافت کیا کہ ای طوطی آیا تو اس
قیمت بسیار کے سزاوار ہی اوسنی وہی دریچہ شک جواب دیا خریدار سادہ لوح
نے خریدکر ہزار روپیہ خراب کیا اب مشتری صاحب جس مرتبہ اوس سے کوئی
خطاب فرماتی ہین وہی دریچہ شک جواب پاتی ہین انجام کار خریدار کو اپنی
بیخردی پر نہایت خجالت اور ندامت ہوئی اور نقصان مایہ وشماتت ہمسایہ
کے سبب رنج وملالت علی ہذا القیاس آپکی اس تقریر پر تزویر کے فریب مین
جو کوئی آویگا عاقبت کو خجالت اوٹہاویگا جناب من آپ تو دعوی علم وفضل
کے ملی ہین صحیح ابن خزیمہ وابو داؤد ونسائی کو ملاحظہ فرما لیجیے اور حدیث
صحیح جو اونمین موجود ہے دیکہکر مقابلہ مین علما کے شرمائیے عن وائل
بن حجر قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری
علی صدرہ اخرجہ ابن خزیمہ کذا فی بلوغ المرام وفی شرحہ واخرجہ ابو داؤد
والنسائی بلفظ ثم وضع یدہ الیمنی علی ظہر کفہ الیسری والرسغ من الساعد
انتہی اور یہ حدیث محدثین کے نزدیک ثابت وصحیح ہے سفر سعادت میں
ہے دست راست بردست چپ نہادی برابر سینہ در صحیح ابن خزیمہ

ثابت شدہ اپنی ہی حدیث صحیح سی رکہنا ہاتہونکا صدر پر ثابت ہوا اب جو
احادیث سی رکہنا ہاتہونکا زیرناف ثابت ہوگا جب تلک بہ تصحیح محدثین صحیح
نہونگی ہمارے نزدیک اس حدیثکی نہین ہوسکتین بلکہ تو ہم اسی حدیث صحیح کو
ہینگی کما تقرر فی الاصول وسیاتی اور اگر بالفرض آپ تصحیح بہی اون احادیث
کی بحیلہ حوالہ ملا ہاشم سندی وملا قائم سندی فرمادینگے تو بہی ہمارا مطلب یعنے
توسیع اور تعمیم جسکی نسبت آپ احادیث طلب فرماتی ہین حاصل ہی اور
طلب آپکی ہر طرح فضول وغیر مقبول کیونکہ احادیث زیرناف تو آپکی نزدیک
بحیلہ حوالہ ملا ہاشم وغیرہ صحیح ہین اور حدیث وائل بن حجر کو محدثین صحیح
فرماتی ہین اور آپ بہی اوسکی صحت کو تسلیم کرتی ہین فقط آپکو دوام میں
فعل مین گفتگو ہی پس جبکہ ہر دو امر یعنی رکہنا ہاتہونکا سینہ پر اور زیرناف بموجب
آپکی زعم کی ہر دو احادیث صحیحہ سی ثابت ہوئے تو جمع درمیان اونکی بغیر تسلیم کرنے
توسعہ اور تعمیم کے دشوار اور متعذر ہوگی اور با وجود توفیق اور امکان جمع کی ظاہر
توسیع اور تعمیم کے قول نسخ باطل ہوگا لان النسخ لا یثبت بالاحتمال ومجرد احتمال
النسخ لا یبطل الاستدلال اور قاعدہ مقررہ علم اصول ہی کہ کلما امکن ظہر وجہ لجمع
بین المتعارضین یؤخذ به اعمالا للدلیلین وهو اولی من اہمال احدہما اور جملہ
الحدیث کیونکہ اہل صحت واتفاق صحت اوسکی کا ہمارے نزدیک ہرگز ضرور نہیں
حدیث حسن بہی قابل احتجاج ہے کما تقرر فی الاصول البتہ ہم یہ کہتی ہین کہ
حدیث صحیح متفق علیہ کے استنادا اور رد و نسخ کی واسطے ضرور ہی کہ حدیث معارض
وناسخ اوسکی صحیح متفق علیہ یا مساوی ہی فی الرتبہ ہو ورنہ تعارض نہوگا ہماری
اس قول سی مراد اولی مطلب بہی یہ خوبی ظاہر ہی کہ عمل کے نسخ میں صحت اتفاقی
صحت کی شرط لگانا ہماری طرف منسوب کیا جسکا منشا ذہول اور قلت تدبر ہے

چونکہ نسخ ثابت نہین ہوسکتا ہے فقط احتمال سے اور مجرد احتمال [illegible]

اور اگر آپکو تعارض کی شرط مذکورہ بالا مین کچھ شک ہو تو علم اصول کی کتب ملاحظہ
فرماؤ قال العلامہ التفتازانی فی التلویح اذا دل الدلیل علی ثبوت شئ والآخر علی
انتفائہ فاما ان یتساویا فی القوۃ او لا وعلی الثانی اما ان یکون زیادۃ
احدہما بمنزلۃ التابع او لا ففی الصورۃ الاولی معارضۃ ولا ترجیح وفی الثانیۃ
معارضۃ مع ترجیح وفی الثالثۃ لا معارضۃ حقیقۃ وحکم الصورتین الاخیرتین
ان یعمل بالاقوی ویترک بالاضعف لکونہ فی حکم العدم بالنسبۃ الی الاقوی
وغیر ذالک من قواعد الاصول اور یہ بات تو آپکی ایسی بی ٹھکانی ہی کہ
جسکا کہین ٹھکانا نہین کہ ثبوت سنیت کی واسطی مداومت اور دوام فعل
آنحضرت علیہ السلام کا طلب فرماتی ہو حالانکہ ثبوت سنیت کسی امر مین مداو[مت]
نبی علیہ السلام کی ہرگز شرط نہین بلکہ ترک احیانا ضروری ہی اور تعریف سنت
کی جو کتب اصول مین لکھی ہی کیا آپکی گوش گذار نہین ہوئی کہ السنۃ
ما سنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ او فعلہ او تقریرہ ولیس بواجب ولا
مباح مرزا مظہر جانجانان جو حنفیہ مین سی ہین معمولات مین فرماتی ہین
کہ در صلوۃ دست برابر سینہ می بستند و می فرمودند کہ این روایت ارجح
است از روایت زیر ناف انتہی تنبیہ لطیف از تقاریر دلپذیر حضرت مولانا
ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری دامت برکاتہم طرفہ ما[جرا] ہی کہ مقلدین
سبہی ایک روش رکہتی ہین پڑہی اور ان پڑہ سبہی ایک[سی] بولی بولتی ہین
الا من عصمہ اللہ تعالی ان پڑہ پر (جسنی بجز تنویر الحق وغیرہ اردو رسائل کچھ نہین
دیکھا جو کچھ لکھا اوسی سی لکھا جیسی ہماری جناب مفتی طب ستور مین کچھ افسوس
نہین افسوس اونپر ہی جو لوگونمین خواندہ مشہور ہین پھر ان پڑہونکی چال چلتی ہین
جیسی مولوی وحید الزمان صاحب لکھنوی حیدرآبادی ہین کہ ترجمہ اردو

شرح وقایہ مین یہی بولی لکھ لی ہین اور اسکے حدیث زیر ناف کی تصحیح مین اپنے
علم کا حال کھولی ہین چنانچہ صفحہ ۹ مین اس کتاب کی فرماتے ہین اور
کہا بعض جہلا نے کہ نہین ہی کوئی حدیث مرفوع صحیح اسباب مین واسطے حنفیہ
کے اور یہ بات غلط ہی کیونکہ کہا ہی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حدثنا وکیع
عن موسی بن عمیر عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ رایت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ پہر اسکا ترجمہ کرکے کہا ہے
(کہا بعض علما نے ہذا حدیث صحیح من حیث السند لان فیہ رجالا کلہم سوی الصحابی
ثقات یعنی یہ حدیث صحیح ہی سو اسطے کہ جتنی راوی ہین اسمین صحابی چہوڑکر
سب ثقہ ہین) سو اسمین آپنے وہی چال اختیار کی ہی جو ہماری مخفی مخاطب
نے وہ بیچارہ تنویر الحق کی پہر دسی پر مدعی صحت اس حدیث کا ہوا ہے حضرت
بعض علما (جس سے شاید دوسرا ایسا ہی جناب ہو یا کوئی اور عالم تقلیدی)
کے توکل پر مجرد توثیق رواۃ کی نظر سے مدعی صحت اس حدیث کی ہوئے ہین
مین پہر اپنی پایہ وہمین سرمایہ بڑی فخر سے اپنی باتو پر نازان ہین اور اپنے
مقابلین اہل حدیث کو جاہل بتلاتی ہین انکی لن ترانیان کسیکو دیکہنی ہون
تو دیباچہ اس کتاب کو دیکہی پہر ان شیخو نکو ان تحقیقو نکی مقابل کرکے داد دی
- جناب بمجرد ثقہ ہونی سے رواۃ کے حدیث صحیح نہین ہو جاتی جب تک کہ
ساتھہ توثیق رواۃ کی تین وصف اور اسمین محقق نہون اور با ثبات و
تحقیق ان چارون اوصاف کی تصحیح اوسکی عمل مین نہ آوے یا کوئی امام
جلیل الشان جو فن تصحیح مین مسلم القول ہو اوسکی تصحیح نکری - ثبوت ضرور ہونی
تصحیح ائمہ کا بضمن بحث رفع یدین گذرچکا اسمقام مین ضروری ہونا تحقق اون
اوصاف کا جو علاوہ توثیق رجال کی صحت حدیث کیواسطے بکار آمد ہین بیان

کرتا ہون سو تین صفتین ہین (۱) متصل ہونا اوسکی اسناد کا (۲) منتفی ہونا
شذوذ کا (۳) منتفی ہونا ہر عیب کا چنانچہ تعریف حدیث صحیح سی جو چھوٹے
بڑی کتابون مین لکھی ہی ان اوصاف کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہی نخبہ اور
اوسکی شرح مین ہی وخبر الاحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غیر
معلل ولا شاذ ہو الصحیح لذاتہ فبالقید الاول خرج من عرف ضعفہ او جہل عینہ کما
سیجئی بیانہما وبالثانی المغفل وکذا قلیل الضبط وبالثالث المنقطع والمعضل والمرسل
مقدمہ ابن الصلاح مین ہے اما الحدیث الصحیح فہو الحدیث المسند الذی یتصل سندہ بنقل
العدل الضابط عن العدل الضابط الی منتہاہ ولا یکون شاذا ولا معللا وفی ہذہ
الاوصاف احتراز عن المعلق والمعضل والشاذ وما فیہ علۃ قادحۃ وما فی رواتہ نوع
جرح ایسا ہی خلاصہ اصول طیبی وجواہر الاصول ومنہج الوصول مین ہی - اور طرفہ
یہ ہی کہ اسی کتاب کی دیباچہ مین خود مولوی صاحب نے ایسا ہی فرمایا ہی (صحیح
اوسکو کہتی ہین جسکو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکھنی والی لوگون نی ہر زمانہ میں
برابر روایت کیا ہو اور نہ اوسمین کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگون کی
مخالف بھی نہو پہر تعریف حسن ذکر کرکے فرمایا ہی ضعیف حدیث اوسکو کہتی ہین
جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکی راوی مین کوئی وجہ ضعف مثلا
نقصان حفظ یا فسق یا جہالت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی
درمیان سی ساقط ہو تو اگر اول سی کوئی راوی ساقط ہی تو اوسکا نام معلق
ہے اور اگر انتہا سی ساقط ہووی مثلا نام صحابی کا مذکور نہووی اور تابعی
بیان کری تو اوسکو مرسل کہتی ہین اور اگر دو راوی برابر ساقط ہون تو معضل
ہی نہین تو منقطع بنا بر علیہ آپکو لازم تہا کہ فقط توثیق روات سی دعوی صحت کا

ثبوت کو پہنچاتی پہر نفی سند و نفی علت بدلیل کرتی ان چارون مراتب کو طی
کرکے دعوی صحت اس حدیث کا زبان پر لاتی پہر اوسکی صحت کی منکر کو جاہل
بتلاتی افسوس آپنی بدون اثبات ان امور اربعہ کے دعوی صحت بمجرد
تقلید بعض مجاہیل کے کیا اور یہ نجانا کہ اسکی سند مین انقطاع ہی زادی اسکا
علقمہ جو اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اپنی باپ سی پیچہی پیدا ہوا ہی اور پاہنمہ
اپنی مقابلین منکرین صحت اس حدیث کو جاہل بتلایا تو گویا اپنی اس
کلام مین اپنی جہل و ناواقفی کا اظہار کیا یا میری اس بات کو تصدیق
کیا کہ مقلدین جان بوجہہ کر ہٹ دہرمی کرتی ہین اور عالم کہلا کر بحجاب تقلید
ان پڑہونکی بولی بولنی لگجاتی ہین پس بشق اول آپکو مطالعہ کتب تواریخ
و اسماء رجال کا جس سی حال انقطاع و اتصال اسانید کا معلوم ہو لازم
ہی پہر ترسیم اس ترجمہ شرح وقایہ کی واجب اور بشق ثانی ترک کرنا اس
تقلید کا جو دیدہ و دانستہ خلاف حق پر باعث ہوتی ہی فرض اسوسطی شیخ سعدی
علیہ الرحمۃ یا بعض اکابر نی فرمایا ہی ؎ ز تقلید اندیشہ بس واجب است ٭
کہ تقلید پابند ہر طالب است ٭ اور حافظ امام ناصر الاسلام حافظ ابن حزم
ظاہری نے اس تقلید کے رد مین ایک قصیدہ لکہا ہی جسکا اخیر یہ ہی
؎ و اضرب عن التقلید فہو ضلالۃ ٭ ان المقلد فی سبیل الہالک ٭ اور
اسی نظر سی اکابر حنفیہ جو حنفی مذہب کے اعیان اور رؤسا ہی شمار کئی
جاتی ہین اس تقلید کو عار سمجہکر اسکی نام سی بہاگتی اور صاف کہتی ہین کہ ہم
ابو حنیفہ کی ہر بات مین تابع نہین ہین منجملہ اونکی امام طحاوی حنفی ہی جو کہا کرتا
تہا کیا جو کچہہ امام ابو حنیفہ نی کہا ہی مین اوسکا قائل ہون ۔ مقلد نہو گا مگر متعصب
یا بیوقوف ذکر کیا اسکو حافظ ابن حجر عسقلانی نی لسان المیزان مین

چنانچہ ملا جانات سندہی حنفی رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف مین فرماتی ہین

نقل الحافظ ابن حجر فی لسان المیزان عن الطحاوی انہ قال وکلما قال ابو حنیفۃ

اقول بہ وہل یقلد الا عصبی او غبی فطارت ہذہ الکلمۃ بمصر حتی صارت مثلا انتہی

اورجبکہ یہہ روش حضرت لکھنوی کی اس مسئلہ مین معلوم ہوئی تو اسی پر باقی

کتاب جناب کو قیاس کرنا چاہیی اکثر اسمین ایسی ہی باتین بالو کی دیوار اور

سراب کے آثار ہین اگر مجھی حق تعالی نی توفیق دی اور اس پرچہ کو ترقی بخشی

تو مین سب مضامین واہیہ اس کتاب کو اس پرچہ مین حسب موقع حرف

بحرف رد کردونگا انشاء اللہ تعالی وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل

تمام ہوا کلام ہدایت انجام مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب دامت برکاتہم کا

دفع دفعہ چہارم باوجودیکہ حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ایکی

پیش نظر ہی اور پھر آپ ہمسے حدیث صحیح متفق علیہ کے طالب ہین جس سی

امر وجوب قراءت بطور نص نکلتا ہو یہ وہی مثل ہی کہ بغل مین لڑکا اور شہر مین

ڈھنڈورا خیر کچہ جائی تعجب نہین ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را

چہ گناہ ٭ مین اولا معنی اون الفاظ کی جو اشتہار مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب

لاہوری مدظلہ مین مذکور ہوئی ہین اونہین کی کلام سی بیان کرتا ہون ثانیا

حدیث لکھونگا تا کہ حدیث مذکورہ کی صحت اتفاقی اور نص ہونا وجوب قراءت

مقتدی مین ثابت ہوجاوی اور جائی دم زدن مخالفین نرہی قال مولانا

اگر کوئی کہتا ہی کہ ایسی حدیث کسی مسئلہ مین سوائی فرائض اتفاقیہ ومحرمات قطعیہ

کے پائی نہین جاتی کوئی کہتا ہی کہ ہمسے ایسی دلیل کا مطالبہ کرتے ہو

تم ہی ان مسائل کے خلاف مین کوئی ایسی حدیث پیش کرو اور انعام

پاؤ چونکہ یہ معذرات ان لوگون کے سراسر عجز وگریز اور حیلہ وبہانہ ہی

سر چہپا تا ہے اس لیئے اونکی حجت قطع کرنیکو مین اپنی الفاظ کی مراد
ظاہر کرتا ہون اور معنی بلا کلام صحیح ہونی اور قطعی الدلالت ہونی احادیث
مطلوبہ کے ایسے بیان کرتا ہون جو صدہا احادیث مسائل اختلافیہ مین
پائی جاتی ہین بلکہ انہین مسائل مین اسجانب مین موجود ہین پس واضح
ہو کہ مراد میری اس لفظ سی (اس حدیث کی صحت مین کسیکو کلام نہو)
یہ ہی کہ اسمین کسیکو کلام با دلیل اور جرح مبین بالتفصیل جو کسی سی
نہ اوٹہا ہو نہ اوٹہہ سکی موجود نہو نہ یہ کہ اسمین کسیکو مجرد چون وچرا بہی
نہو شروح نخبہ وغیرہ رسائل اصول حدیث مین لکہا ہی کہ جرح دو قسم
ہی مبہم ومبین مبہم وہ جو بلا دلیل ہو مبین وہ جو مدلل ہو اول کا اعتبار
نہین ثانی سی کسیکو انکار نہین اور چونکہ قسم اول علماء کی نزدیک لائق
اعتبار نہ تہا اس لیئے مراد ہونا قسم ثانی کا محتاج بیان واظہار نہ تہا لیکن
چونکہ ہماری مخاطبین ناواقفی یا حیلہ سازی سی ان معنی سی بیخبر ہوئی
تو ناچار اظہار ان معنی مراد کا ضروری ہوگیا اور مراد میری لفظ (قطعی الدلالۃ)
سی یہ ہی کہ اوسمین احتمال خلاف با دلیل کا نہو نہ یہ کہ وہ کسی وجہ سے
محتمل خلاف نہو توضیح وغیرہ کتب اصول فقہ مین لکہا ہے کہ قطعی کے
دو معنی ہین اول یہہ کہ اصلا محتمل خلاف نہو دوم یہہ کہ احتمال خلاف
ناشی از دلیل نرکہی سوان معنی ثانی کر ظاہر نص وغیرہ اسکی سب قطعیات
سی ہین اور ایسی قطعیات مسائل اختلافیہ مین صدہا موجود ہین اب
حضرات مخاطبین سی یہ التماس ہی کہ اب تو مسائل عشرہ معلومہ مین کوئی
آیت یا ایسی حدیث صحیح پیش کرین جسکی صحت پر ائمہ حدیث کی تصریح ہو اور

جو احتمال خلاف ناشی از دلیل نرکہی) انتہی اب سنو حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ

عن محمد بن اسحاق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت

قال کنا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الفجر فقرا رسول اللہ

فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرءون خلف امامکم قلنا نعم

یا رسول اللہ قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرا بہا

رواہ ابو داؤد والترمذی وقال حسن وفی لفظ لا تقرءوا بشیء من القران

اذا جہرت بہ الا بام القران رواہ ابو داؤد والنسائی والدارقطنی وقال

رجالہ کلہم ثقات وعن عبادہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

لا یقرا احد منکم بشیء من القران اذا جہرت بہ الا بام القران رواہ الدارقطنی

وقال رجالہ کلہم ثقات کذا فی منتقی الاخبار وفی شرحہ نیل الاوطار الحدیث

اخرجہ ایضا احمد والبخاری فی جزء القراءۃ وصححہ ابن حبان والحاکم والبیہقی

من طریق ابن اسحاق الی اخرہ وفی بلوغ المرام وشرحہ (وفی روایۃ

لابن حبان والدارقطنی لا تجزی صلوۃ لا یقرا فیہا بام الکتاب وفی اخری

لاحمد والبخاری فی جزء القراءۃ وصححہ وابی داؤد والترمذی وابن حبان

والدارقطنی والحاکم والبیہقی من روایۃ عبادۃ بن صامت لعلکم تقرءون

الخ بلفظ ابی داؤد والترمذی کما مر پس جبکہ امام بخاری جو امام الدنیا فی

الحدیث ہین اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی جو ائمہ جلیل الشان فی الحدیث

ہین اس حدیث عبادہ کی تصحیح فرماتے ہین تو صحت اوسکی ثابت

کما تقرر فی اصول الحدیث اب اگر آپ دعوی اوسکی عدم صحت کا

فرماتے ہین تو جرح مین بالتفصیل سے ثابت کیجیے اگر رہا نقل ورد قطعی

بالدلالہ ہونا سو وہ اظہر من الشمس ہے کیونکہ سوق ہے واسطے اثبات

قرارت فاتحہ کی نسبت مقتدیوں کی اور نص وہی ہی کہتی ہین جو معنی مقصود
کیواسطی مسوق ہو تعریف نص کی اہل اصول نی یہ کی ہی کہ ان کان النظم
مسوقا لذلک المعنی مع ظہورہ فہو النص اور جبکہ نص ہونا ثابت ہوا تو قطعی الدلالۃ
ہونا بہی ثابت ہوا فثبت المطلوب بکل الوجوہ اور اگر انصاف کرو تو
حدیث عبادہ سی جو کہ بلفظ شیخین مروی ہی بہی مدعای اہل حق ثابت ہی
عن عبادہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ لمن
لم یقرأ بام القران متفق علیہ یعنی عبادہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ کہا
انہون نی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین ہوتی نماز اوس شخص کی
جو کہ نہ پڑہی سورہ فاتحہ یہ حدیث متفق علیہ ہی کذا فی بلوغ المرام اور شرح
بلوغ المرام مین ہی در منتقی گفتہ رواہ الجماعہ ولکن بلفظ فاتحۃ الکتاب
و در نیل الاوطار گفتہ و درین باب است از انس نزد مسلم و ترمذی از قتادہ
نزد ابوداود و نسائی و از عبداللہ بن عمر نزد ابن ماجہ و از جابر نزد ابن ماجہ
و از علی رضی اللہ عنہ نزد بیہقی و از عایشہ و ابوہریرہ انتہی اب فرمائیے کہ
یہ حدیث عبادہ متفق علیہ جو بسبب شمول و عموم اپنی کی امام اور ماموم اور منفرد
کو اور خواہ نماز جہریہ ہو یا سریہ حجت ہین اور دلیل ظاہر نہین تو کیا ہی وہ فرق
درمیان امام اور ماموم کے یا درمیان نماز جہریہ اور سریہ کی بلا بینہ اور برہان کے
ہم کسطرح قبول کرین کہ حدیث مذکور بغیر فرق امام و ماموم کے باواز بلند وجوب قرارت
فاتحہ کو ظاہر فرما رہی ہی اور عام ہی سب مصلیون کو خواہ امام ہون یا ماموم
یا منفرد خصوصا بموجب آپکی مسلک کے کہ عام اپنی افراد کی شمول مین قطعی الدلالۃ
ہوتا ہی اور اسیوجہ سی آپنی آیہ سی باوجود عام ہونیکی تمسک کیا ہی و حدیث
صحیح سی باوجود خاص ہونیکی اعراض کیا حالانکہ امام رازی نی تفسیر کبیر مین

بمقابل تمسک اس آیہ کے کہا ہی اکثر اقوال الثالث وہو المعتمد ان الفقہاء اجمعوا
علی انہ یجوز تخصیص عموم القرآن بخبر الواحد فہب ان عموم قولہ تعالی
واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا یوجب سکوت الماموم عند قراءۃ الامام
الا ان قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اخص من ذلک
العموم وثبت ان تخصیص عموم القرآن بخبر الواحد لازم فوجب المصیر الی تخصیص
عموم ہذہ الایۃ بہذا الخبر انتہی شرح بلوغ المرام میں لکھا ہی در سبل السلام گفتہ
این حدیث دلالت کرد بر ایجاب قراءت فاتحہ خلف امام تنصیصا چنانچہ
دلالت کرد برای وی بلفظی کہ نزد شیخین است بنا بر عموم خود واین ظاہر است
در عموم نماز جہریہ باشد یا سریہ ودر ہر رکعت وباین رفتہ اند شافعیہ و
گفتند حنفیہ نخواند آنرا ماموم نہ در سریہ نہ در جہریہ وحدیث عبادہ حجت است
بر ہمہ ها واستدلال ایشان بحدیث من صلی خلف امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ
با وجود ضعیف بودنش مصنف در تلخیص گفتہ مشہور است از حدیث جابر و
او را طرق است از جماعۃ از صحابہ کلہا معلولۃ انتہی ودر منتقی الاخبار گفتہ
رواہ الدارقطنی من طرق کلہا ضعاف والصحیح انہ مرسل پس تمام نیست این
استدلال زیرا کہ عام است چہ لفظ قراءت امام اسم جنس مضاف است
شامل ہر آنچہ امام بخواند وہمچنین قولہ تعالی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا
وحدیث اذا قرأ فانصتوا زیرا کہ این عام اند از فاتحہ وجز آن وحدیث عبادۃ
خاص است بفاتحہ پس عام مخصوص شود بآن انتہی کلام السبل ودر نیل الاوطار
گفتہ دارقطنی گوید این حدیث یعنی قراءۃ الامام لہ قراءۃ را جز ابی حنیفہ و حسن
بن عمارہ دیگری مسند نکردہ واین ہر دو ضعیف اند ومصنف در فتح الباری
گفتہ انہ ضعیف عند جمیع الحفاظ وقد استوعب طرقہ وعللہ الدارقطنی انتہی

الحاصل بسبب انہین حدیثون صحیحہ کے جو مثبت قراءۃ فاتحہ خلف الامام مین
اجل صحابہ وتابعین واجل مجتہدین قائل وجوب قرارت فاتحہ خلف الامام
ہوئی ہین حضرت ابوہریرہ کا فتوی جو جامع ترمذی مین منقول ہی بالخصوص
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فتوی دیکھو طحاوی حنفی فی شرح معانی
الآثار مین روایت کیاہی کہ ابراہیم تیمی نی حضرت عمر سی مسئلہ قرارت فاتحہ
خلف الامام پوچھا تو آپ نی فرمایا کہ پڑھا کر پھر ان سی کہا اگرچہ آپکے پیچھے
ہون فرمایا اگرچہ میری پیچھے ہو پھر اوسنی کہا اگرچہ آپ قرآن پڑھتی ہون
کہا اگرچہ مین قرآن پڑھتا ہون الفاظ اس روایت کی یہ ہین عن ابراہیم
التیمی قال سئلت عمر بن الخطاب عن القراءۃ خلف الامام فقال لی اقرا
قلت وان کنت خلفک قال وان کنت خلفی قلت وان قرأت قال
وان قرأت اور انہین وجوہ سی امام محمد علیہ الرحمۃ شاگرد خاص امام صاحب
کی قائل استحسان قرارت فاتحہ کی خلف امام نماز سریہ مین ہوگئے ہین چنانچہ
ہدایہ مین مذکور ہی پس اگر انکو مخالفت حدیث کا کھٹکا نہوتا تو امام صاحب کے
مخالفت کیون کرتی اور قول خلاف امام کی کیا ضرورت تہی اور علماء متاخرین
مین سی بہی اجل علما اسی طرف گئی ہین صاحب حجۃ اللہ البالغہ اور والد انکی
شیخ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہما اور مرزا مظہر جانجانان معمولات مین دیکھو اور
مرزا حسن علی محدث لکھنوی کا ایک رسالہ مستقل باب اثبات قرارت فاتحہ خلف الامام
مین ہی اور واضح ہو کہ ہم جو آپسے ممانعت قراءۃ فاتحہ کی نسبت حدیث صحیح متفق علیہ
طلب کرتی ہین سو اسیوجہ سی کہ ہماری پاس حدیث صحیح متفق علیہ موجود ہے اور تمہاری
پاس ممانعت قرارت کی نسبت حدیث صحیح متفق علیہ نہین موجود اگرچہ ضعیف حدیثین
موجود ہون جو معارض اور مقابل حدیث صحیح متفق علیہ کے نہین ہوسکتین اگرچہ

کثیر ہوئی کما تقرر فی الاصول اور یہ بات تمہاری تقریر سے بھی ظاہر ہے کہ جب لابدی حدیث
صحیح سے تم عاجز و مجبور ہو گئے ہو تو ناچار آیہ شریف کی معنی و مراد خلاف مفسرین
معتبرین کی لیتے ہوئے بر ہوا تاویل قرآن میکنی ؛ پست مع شد از تو معنی
حالانکہ استدلال تمہارا ساتھ آیہ مذکور کی بچند وجوہ فاسد و ناتمام ہے اما اول اس واسطے
کہ آیت سے فقط استماع و انصات ہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بات ایسی سکوت کو مقتضی
نہیں کہ مقتدی اپنی نفس میں سراً بھی نہ پڑھ سکے اس واسطے کہ انصات تمام ہی ترک
جہر کا اور استعمال عرب میں تارک جہر کو منصت ساکت کہہ سکتے ہیں اگرچہ وہ اپنی نفس میں
اسطرح پڑھتا ہو کہ کوئی دوسرا شخص نہ سنے پس ہو سکتا ہے کہ مقتدی قراءت امام بھی
سنے اور اپنی نفس میں سراً پڑھتا بھی ہے دیکھو حدیث بخاری اور مسلم میں موجود ہے
کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ما بین تکبیر تحریمہ و قراءت قرآن کی سکوت
فرمائی تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ اس حالت سکوت میں کیا پڑھا کرتے ہیں تو
آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھتا ہوں اللھم باعد بینی و بین خطایای کما باعدت بین المشرق
والمغرب اللھم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللھم اغسل خطایای
بالماء والثلج والبرد رواہ الشیخان اور سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ انہ حفظ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم سکتتین سکتۃ اذا کبر و سکتۃ اذا فرغ من قراءۃ غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین رواہ اصحاب السنن کہا لمعات میں کہ سکتہ اول اتفاقی ہے جس میں دعا
پڑھی جاتی ہے لہٰذا اس سے صاف ثابت ہوا کہ آہستہ پڑھنے کو بھی سکوت کہا جاتا ہے
پس تقریب تمہاری استدلال کی ناتمام ہے جو مستلزم مطلوب ہوتا ثانیاً بایں وجہ کہ اگر ہم تسلیم
بھی کریں کہ استماع و انصات ایسی سکوت کو مقتضی ہے کہ مقتدی اپنی نفس میں بھی
نہ پڑھ سکے لیکن یہ استماع و انصات نماز جہر کے ساتھ مختص ہوگا کیونکہ نماز سریہ میں
تو استماع ہو ہی نہیں سکتا پس آیہ سے استماع اور انصات نماز جہریہ میں ثابت ہوگا

نہ سریہ مین اور مدعا ہمارا ممانعت قرارت فاتحہ کی ہی جہریہ اور سریہ دونومین
پس عام ہی اور دلیل خاص اور دلیل خاص ہی مدعا عام کی مثبت نہین ہوسکتی
کما لایخفی علی من لہ ادنی مناسبۃ بعلم المناظرۃ سلمنا کہ آیہ سی استماع و انصات جہریہ
و سریہ دونومین ثابت ہوتا ہی پہر بہی اس سے ممانعت خاص قرارت فاتحہ کی پیچہے
امام کی یقینا نہین نکلتی قرارت فاتحہ حکم اس آیہ سی مخصوص و مستثنی ہوسکتی ہی
کما مر و ثانیا بانیوجہ کہ بموجب آپکی مسلک کی یہ آیہ معارض اور مخالف ہوتی ہی دوسرے
آیہ فاقرأوا ما تیسر من القرآن کے کیونکہ اس آیہ سی وجوب قرارت عموما ثابت ہوتا ہے
خواہ امام ہو یا ماموم اور پہلی آیہ سی وجوب سکوت ماموم فکیف التوفیق بغیر مصیر الی السنۃ قال
فی نور الانوار و حاشیۃ و حکم المعارضۃ بین الآیتین المصیر الی السنۃ لان الآیتین اذا تعارضتا
تساقطتا فانہ لا یمکن العمل علی الآیتین للتعارض و لا رجحان لاحدہما علی الآخر فکانہ
لیست ہہنا آیۃ فلابد للعمل من المصیر الی ما بعدہ وہو السنۃ ولا یمکن المصیر الی الآیۃ
الثالثۃ لانہ یفضی الی الترجیح بکثرۃ الادلۃ وذلک لا یجوز فان کثرۃ الادلۃ لا توجب
ترجیحا الا تری ان الشاہدین ومائۃ شہود متساویان فی الاثبات ومثالہ قولہ تعالی
فاقرأوا ما تیسر من القرآن مع قولہ تعالی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا فان
الاول بعمومہ یوجب القراءۃ علی المقتدی والثانی بخصوصہ ینفیہ وقد وردا فی الصلوۃ
جمیعا بتصریح المفسرین فتساقطتا فیصار الی حدیث بعدہ وہو قولہ علیہ السلام من کان
لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ انتہی اقول لا یصار الی ہذا الحدیث لضعفہ کما مر
پس توفیق درمیان دو آیہ کی بانیطور کیجاویگی کہ آیہ اول حمل کیجاویگی ماعدای
فاتحہ پر اور آیہ ثانی مین قرارت مطلق مراد لیجاویگی پس اس صورت درمیان دو
آیہ کی توفیق بہی ہوگئی اور مخالفت احادیث صحیحہ متفق علیہا سی بہی نربچی و عمل
بالسنۃ واتباع قران شریف بہی حاصل ہو گیا ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

رابعاً بانیوجہ کہ اگر آیہ حمل کیجاوی منع قراءت مقتدی پر تو ربط و نظم آیہ کا فاسد
و مختل ہوجاویگا اور سیاق کا ربط سباق سے نہ رہیگا و تعالی شانہ عن ذلک تقریر
اوسکی یون ہوگی کہ ماقبل اس آیہ کی حاصل تفسیر یہ ہی کہ رسول مقبول سے کفار نہایت
آیات مخصوصہ اور معجزات مقترحہ طلب کرتی تہی اور جب آنحضرت علیہ السلام سے
آیات مقترحہ خاصہ ظاہر نہوتین تو کہتی تہی کہ ہم جن آیات کو طلب کرتی ہین
تم کیون نہین بنا لاتی چنانچہ فرمایا واذا لم تاتہم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتہا پس الله
تعالی نی رسول مقبول کو امر کیا کہ اونکو جواب دین کہ مجھکو کچھہ اختیار و قدرت
نہین کہ اپنی طرف سی کوئی آیہ اور نشانی بنالاؤن اور سوای اتباع وحی الہی
کی دوسری بات کا مجھکو حکم نہین چنانچہ فرمایا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی
اب ارشاد فرماتی ہین کہ کفار کی آیات مقترحہ اور معجزات مخصوصہ کا اظہار
جو ترک کیا گیا اوسکی وجہ یہ ہی کہ قرآن شریف خود معجزہ اور آیہ صحت نبوت
کے واسطی کافی و وافی ہی اور اس بات کو یون تعبیر فرمایا ہذا بصائر من
ربکم وہدی و رحمۃ لقوم یومنون اور جب یہ دعوی کیا کہ قرآن شریف خود
معجزہ اور بصائر ہی اور یہ بات ظاہر نہین ہوگی مگر ساتھہ اس شرط کے
کہ جب نبی علیہ السلام قرآن شریف کو پڑہین تو وہ اوسکو بغور سنین اور
اوسکی طرف باتقار سمع و شہود قلب متوجہ ہون تاکہ اوسکی اعجاز فصاحت سے
واقف ہون اور جو نکات اور علوم کثیرہ بلکہ غیر متناہیہ اوسمین مندرج ہین اونکو
سمجہین تب صدق اعجاز قرآن شریف کا اونکو متیقن ہو اور نبوت رسول
مقبول کی قائل ہون لہذا خطاب مع الکفار فرمایا کہ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ
وانصتوا لعلکم ترحمون پس اگر مانا جاوی کہ آیہ مین خطاب کفار سے ہی تو ربط و
نظم آیہ کا قائم رہتا ہی خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی کہ یہ آیہ جواب ہے مقولہ

کفار کا کہتی تہی لا تسمعوا لهذا القران والغوا فیه لعلکم تغلبون اسکی جواب مین ارشاد
ہوا که فاذا قری القران فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون علاوه یه که پہلی آیه مین
رحمة للمومنین علی سبیل الجزم والقطع فرمایا ہی اور یہان پر لعلکم ترحمون خلاف جزم
وقطع کی پس درصورت خطاب مع المومنین اس تغیر اسلوب بیوجه کی کیا وجه
ہوگی البته اگر اس آیه مین خطاب کفار سی ہو تو کلمه لعلکم بہی نہایت چسپان
ومناسب ہوجاویگا اور درصورت ہونی خطاب کے طرف مومنین یا مومنین کی جمع
ربط ونظم آیه کا مختل ہوگا وه منصف لبیب پر مخفی نہین ؎ انکس ست اہل اشارت
که اشارت داند ؛ نکتہا ہست بسی محرم اسرار کجاست ؛ کیا خوب فرمایا مولانا ابو سعید
محمد حسین صاحب لاہوری نی که بہی حنفی جو آنحضرت کی حدیث کو صحیح مانکر قدح وجرح سی
سالم جانکر اوسکی مقابله مین قران کی آیه پڑہتی ہین بیشک یہی اعتقاد رکہتی ہین
که آنحضرت نی اس آیه کی معنی نہین سمجہی ورنه حدیث کی مقابله مین کبہی قرآن پڑہین
بلکه دونونکو باہم موافق کرین ولیکن چونکه یه بات صاف صاف عوام مین نہین
کہه سکتی اسلیئی وه ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کہیلتی ہین اور اس بری اعتقاد کو
اس قاعده کی ضمن مین ظاہر کرتی ہین که آیه قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور
قطعی کی مقابله مین ظنی پر عمل جائز نہین ہی مگر چونکه وه اس قاعده کی پابند
نہین ہتی اور جہان اس قاعده پر چلنی سی مذہب امام کی پیروی چہوٹتی ہی
وہان اس قاعده کو بالای طاق رکہدیتی ہین اور بمقابله آیه قطعی کی حدیث ظنی
بلکه قول صحابی بلکه رائی فقیه سی تمسک کرتی ہین تو اس سی ثابت ہوتا ہی که وه
قاعده انکا محض انکار عمل بالحدیث کی لیئی آڑ ہی اور درحقیقت یه قول امام کو
حدیث پر مقدم سمجہتی ہین اور اونکی فہم کو آنحضرت کی فہم سی اچہا جانتی ہین بیان
وسطی تصدیق اپنی دعوی کی ایک مثال جس سی یه ثابت ہو که قاعده انکا محض

انکار کی آڑ ہی اور حقیقت مین وہ اوسکی پابند نہین ذکر کرتا ہون مسئلہ جمعہ
قران مین یون ناطق ہی اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ
وذروا البیع دیکھو یہ صریح ہی اسمین کہ جمعہ کیواسطی پادشاہ یا شہر یا بازار ہونیکی
کچہ شرط نہین پہر حنفیہ اس آیہ کو نہین مانتی اور اوسکو بمقابلہ ایک قول صحابی
کے بلکہ بقول ایک عالم مذہب حنفی جسکا قول بالاتفاق حجت نہین ترک کرتی
ہین اور کہتی ہین کہ جہان شہر نہین حاکم امیر نہین بازار و کوچہ نہین وہان
جمعہ صحیح نہین الی ان قال غور کرکے انصاف سی کہنا چاہیی کہ یہان
قران پہ سی عمل کہان چلا گیا اور اس قاعدہ کو کون لے گیا اس سے معلوم ہوا
کہ یہ پابندی قاعدہ کی نہین ہی بلکہ پابند تقلید امام کی ہین پس اگر اوسکی
محافظت قران کی اخذ کر نہین دیکھتی ہین تو اوسکو ناتبہ مارتی ہین اور اگر وہ
تقلید حدیث پہ عمل کرلی سی قائم رہتی ہی تو اوسکی طرف دوڑتی ہین انتہی —
اور ہم حمایہ نہین کہتی ہین کہ تتبع سکتات امام کا ضروری جیسی اور اقوال مختلف
نسبت قرارت فاتحہ کی آئی ہین ایک قول یہ بہی ہی کہ وقت سکتات امام
کے پڑہی جاوی ہمارا ثبوت مطلب اسپر نہین کہ ثبوت سکتات واسطی قرارت
فاتحہ کی حدیث صحیح سی کیا جاوی ہم یہ کہتی ہین کہ کسی حال مین قرارت فاتحہ
ترک نہو خواہ امام سکتات کری یا نکری اور حدیث صحیح سی ثبوت سکتات واسطی
قرارت فاتحہ کے ہو یا نہو اب عرض یہ ہی کہ اتباع سنت تو آپسے بسبب عناد
و تعصب کے نہوا اور اتباع قران بسبب کج فہمی فوت ہوا چنانچہ دلائل ماسبق سے
ظاہر ہی اب اس مصرعہ کی پڑہنی کا موقع ہی ع ببین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا ہمنی جو بمقابلہ حدیث و قران کی آپکی رائی کو بخوبی دیکھا تو یون معلوم ہوا
ع ندوی و دست دل دشمنان جمع دریابیہ چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا اور

ہمتو دروازہ حدیث نبوی کو چہوڑ کر کہین نہ جاوینگی سے چو کحل دیدہ ما خاک آستان
شماست * کجا رویم بفرما ازین جناب کجا - اور اثبات قراءت فاتحہ کی خلف الامام
ہماری پاس دلائل بہت ہین ولیکن انشاء اللہ تعالی پہر دیکہا جاویگا یا ربانی صحب
باقی اور الباقی عند التلاقی **دفعہ پنجم** واجب الاتباع ہونا قرآن شریف
کا و نیز وجوب اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو بہت سی دلائل قاطعہ سی ثابت ہے
لیکن سائل باوجودیکہ اہل اسلام مین سے ہے پہر بہی وجوب اتباع کتاب وسنت
کی دلیل خلاف داب مناظرہ کیون طلب کرتا ہی کہ درصورت تسلیم اسلام کی سائل
کی نزدیک بہی واجب الاتباع ہونا کتاب وسنت کا مسلم ہی ہوگا ورنہ دعوی اسلام
محض کذب ہو جاویگا ایسا مکابرہ کرنا ایسی بیشگی کیواسطی اپنی ناک کاٹ ڈالنا
ہی اور مناظرہ سی بہاگ جانا اور دیباچہ کتاب مین دعوی بی تعصبی تہا اور یہ
اقرار تہا کہ ہم خود اہل اسلام کی نزاع کو پسند نہین کرتی ان ہذا الشئ عجاب اور
اگر خدانخواستہ نصیب اعدا سائل غیر اسلام مین سے ہے تو یہ سوال کچہ مضائقہ نہین ہم
انشاء اللہ تعالی بتعدد دلائل مطلوب پیش کر سکتی ہین کہ مخالف مصداق فبہت الذی
کفر کا ہو جاوے چونکہ یہان مقصود اختصار ہی لہذا اندکی از بسیار و مشتی نمونہ از خروار
لکہتی ہین یعنی کہ وجوب اتباع نبی کریم بحکم قرآن شریف ہے اور قرآن شریف کا وجوب اتباع
اس وجہ سے ثابت ہے کہ یہ بات متواتر ثابت ہے کہ جب نبی کریم نی دعوی وجوب اتباع
قرآن کیا تو اس دعوی کی تصدیق کیواسطی یون اظہار حجت کیا کہ وان کنتم فی ریب
مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم
صادقین - وایضا فلیاتوا بحدیث مثلہ وغیر ذلک اور اسکی ساتہہ یہ بہی کہا کہ
لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان
بعضہم لبعض ظہیرا اور یہ حجت زبردست روبرو ہزارون ہزار فصحاء بلغاء نام

دلہائی ملک الکلام کی جو منکر و مخالف تہی نہایت شد و مد سی پیش کی گئی سب مخالفین
اس حجت تامہ کی روبرو بالجزم زیر دست و عاجز رہی اور کچہہ نہو سکا باوجودیکہ فن ادب
و تصنیف قصائد و خطب مین ید طولی و کمال رکہتی تہی لیکن کوئی شخص ایک
چہوٹی سی سورت کی بنالانی پر بہی قادر نہوا رد و انکار مین قرآن شریف کیے
سب طرحکا مکابرہ و مجادلہ کیا حتی کہ جنگ و پیکار و جدال و کارزار کرکی ہزارون
ہزار ضیاع و اجل کی صید ہوئی اور لاکہون ہی بند و قید و انواع انواع کی ننگ و عار
اپنی اوپر اٹہائے اگر ایک چہوٹی سی سورت بنالاتی تو اس سب وبال و نکال سے
نجات پاتی سارا جہگڑا فیصل و صاف ہو جاتا اور کذب دعوی آنحضرت کا کشف
ہو جاتا تکذیب قرآن شریف جو خلاصہ مرادات دلہائی نفاق منزل تہا فقط اتیان
بالمثل حاصل تہا خصوصاً ایسی وقت مقابلہ خصم مین ہر متنفس کو امتحان صدق
و کذب دعوی اپنی مخالف کا ضرور منظور ہوتا ہی اور ظہور کذب خصم سی نفس
انسانی نہایت مسرور ہوتا ہی فضیلت و مزیت اپنی اقران و امثال پر ہر شخص
کو مرغوب ہوتی ہی برابری و تفاوت معاصران ہم کمال سی ہر انسان کو
مقصود و مطلوب علی الخصوص و قتیکہ طرف خصم سی آوازہ ہل من ادیب یدلی
فی میدان الفصاحۃ بلند اور ایدہر جوق جوق گروہ مخالفین طلاقت لسانی و ذلاقت
بیانی مین یکتائی زمانہ و ارجمند ایک چہوٹی سی سورت بناکر امراء و سلاطین ہم عصر
سی صورت حصول زخارف دنیوی امر یقینی علاوہ بران نصرت مذہب آبائی اور
تائید امر دینی عیب ننگ خجالت و عار و شنار ندامت سے بری و پاک ہو جاتے
شماتت اعدا دفع ہوتی اور دشمن جلکر خاک ہو جاتی تمام خلقت مین شہرت و نام
ہوتا اپنا اور اپنی قوم و خاندان کا کام ہوتا اہل کفر و انکار منت پذیر و شکر گذار
ہوتی طریق سہل سی سب لوگ بیزار ہوتی اگر تمام عمر مین بہی سب جمع ہو کر ایک

جیونکی سی سورت بنالیتی تو اپنی جان ومال واہل وعیال کو وبال ونکال سی بچالیتی
پس جبکہ باوجود ان تمام دواعی بی شمار ومقتضیات بسیار کے اتیان بالمثل سی
ناکام رہی تو بجز عجز قوت بشری اور اعجاز قرآنی کی اور کیا وجہ ایکی ہوگی کہ معرکہ
تیغ وسنان مین اپنی نفوس اعزہ کو تلف کیا اور ایک قصر سورت مثل قرآن کے
نہ بنالائی جس سی کذب نبی علیہ السلام کا واضح ولائح ہوجاتا کیا خوب فرمایا ملای
رومی نے صد ہزاران دفتر اشعار بود * پیش حرف امیش آن عار بود * اور
ظاہر ہو کہ ذکر اس معجزہ قاہرہ کا قرآن شریف مین ایک جگہ نہین بلکہ جا بجا مکرر
سہ کرر واقع ہی اور چونکہ روایت قرآن شریف عہد نزول سی آجتک مرتبہ تواتر
تو یہ معجزہ بہی متواتر رہا کسی منکر کو انکار کی گنجایش نہین خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی
کہ اصرار ومبالغہ قرآن شریف کا دربارہ طلب مثل کی کچہ مخصوص عہد آنحضرت
علیہ السلام مین ہی نہین بلکہ تا بقای قرآن یہ معجزہ بہی مستقر وباقی وتا قیام
قیامت دائم وجاری رہیگا پس ہر روز بلکہ ہر ساعت وہر آن قرآن شریف
بذات خود بہی منکرین سی طلب مثل فرماتا ہی اور نیز جسوقت قاریان قرآن
وحافظان فرقان حمید طلب مثل کی آیات قراءت وتلاوت کرتی ہین تو گویا
منکرین سی مدعی اعجاز قرآن اور طالب مثل ہوتی ہین اور بار بار ہر دیار و
دیار کوچہ وبازار مین ہر شہر وغاب حتی کہ صبیان مکتب طلب مثل منکرین سی
کرتی ہین باوجود اس تقاضای شدید وسخت ومنادی بندار بلند وگرخت کی
تمام منکرین اور جملہ مخالفین چنین خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند نہین معلوم کہ مخالفین
بی بہرہ کیسی بہری ہوگئی ہین کہ ایہ فاتوا بسورة مثلہ کو بالکل نہین سنتی اور طرح طرح
اور اعتراض بی سر وپا اور مطاعن بیجا ایراد کرتی ہین اور کوئی دقیقہ رد
وابطال لاطائل کا باقی نہین چہوڑتی لیکن اتیان بالمثل سی صاف

وسالکت ہین حالانکہ مہلت دراز تا قیامت بہی دیگئی ہی اور بحکم وادعوا شہداءکم

اجازت استمداد و استنصار کی دیگر اعوان و انصار سے بہی مل گئی ہی مگر

اینہان بالکل سے عاجز و مجبور ہین اور کامیابی سے دور و مہجور اب فرمائیے

کہ معجزہ نہین تو کیا ہی اور جب معجزہ ہونا قرآن شریف کا ثابت و متحقق

ہوا تو اتباع قران مجید و نبی الرحمہ بہی واجب ہوگیا کیونکہ قرآن شریف

از اول تا آخر اتباع نبی کریم کیطرف دعوت کرتا ہی اور اپنی پیروی کیطرف

بلاتا ہی اور تقلید کا جابجا رد کرتا ہی اگر آیات قرانیہ رد تقلید مین لکہی جاوین

تو ایک دفتر دیگر طیار ہو سہ گر آن جملہ را احسن ملا کند بگر دفتر دیگر انشا

کند قال اللہ تعالی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقال

تعالی فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ الایہ وقال تعالے

اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ وقال تعالی واذا قیل لہم اتبعوا

ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا الخ وقال تعالی فان تنازعتم فی شئ

فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر وقال تعالی ما اتاکم الرسول

فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا فان قیل کہ مذہب اماموں کا بہی ما اتاکم الرسول مین

داخل ہے پس امر فخذوہ سے تقلید اونکی بہی واجب ہوئی اقول گفتگو تقلید

شخصی مین ہی تخصیص یک امام کی کہان سے لاؤگی مین سکی توضیح اور تشریح

مین کلام ہدایت التمام مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب ظلہ کا نقل کرنا مناسب

جانتا ہون وہو ہذا اب بعض اہل بصیرت کے لیئے جو قرآن اور حدیث

کے سمجہنے کا قصد رکہتے ہین اور اوسکو مقصود اصلی اور کافی سمجہتے ہین

دلائل شرعیہ کا بیان چاہیئے پہلی دلیل قول اللہ تعالے کا ما اتاکم

الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اور قول اللہ تعالے کا

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم وجہ استدلال کی پیچھے بیان ہوگی پہلی چند مقدمات
کی تمہید چاہیئے مقدمہ اولی جو شئی کہ واجب ہو اللہ تعالی کے امر سے
ترک کرنا اوسکا حرام ہوتا ہے چنانچہ تلویح مین کہا ہی حاصل ہذا الکلام
ان وجوب الشئی یدل علی حرمۃ ترکہ و حرمۃ الشئی یدل علی وجوب ترکہ و
ہذا مما لا یتصور فیہ النزاع انتہی مقدمہ ثانیہ ائمہ اربعہ کے مذاہب حق ہین
اور مصداق ہین ما اتاکم الرسول اور ما انزل کی علی سبیل الدوران اسلیئے
کہ حق عند اللہ ایک ہی ہے اور یہ مقدمہ عند الجمہور مسلم ہی اور محتاج ایراد
نقل کا نہین مقدمہ ثالثہ بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرع
تحقیق اونکی کی ہی کیونکہ اونہون نی ان احادیث کو احادیث قابل
عمل نہین سمجھا بدعوی نسخ یا بدعوی ضعف اور امثال اوسکی کی نہیہ کہ
حدیث کو قابل عمل کے سمجھکر پھر اپنے اقوال کی پابندی سی حدیث نہین مانتی
تھے حاشا اللہ عنہم مقدمہ رابعہ جو مقلد محض کہ حدیث سی کچھ خبر نہین کہتا ہو
اگر حدیث کو قبول نکری تو قبول نکرنا اوسکا فرع تحقیق کی مثل ائمہ اربعہ کے
نہوگی بلکہ ترک کرنا حدیث کا ہوگا مقدمہ خامسہ آجکل کے بعضی متعصب جو
بعض احادیث مین تاویل لی باعث اور دعوی نسخ او ضعف کا بیدلیل
بلکہ بمجرد پابندی قول امام کے سی کر کے حدیث کو ترک کرتے ہین وہ
ویسے نہین جیسے کہ ائمہ اس لیئی کہ ائمہ سے دعوی نسخ و ضعف او
تاویل کا ناشی التحقیق دین اللہ اور جمعًا بین الادلہ تھا اور آجکل کے
لوگون کو تاویل کرنا مراعاۃ لقول الامام مقابل رسول کے ہے چنانچہ کلام
داغست نشان مین مولوی اسمعیل صاحب کے جو تنویر العینین سے نقل کیا گیا
گذرا مقدمہ سادسہ ائمہ اربعہ کے مقلدین کو لازم ہی کہ چارون اماموں کی

برابر سمجھیں نہ یہ کہ اپنے امام کے مذہب کو صواب اور محتمل خطا اور دوسرے
ائمہ کے مذاہب کو خطا محتمل الصواب سمجھیں جیسا کہ مقتضائی قول علامہ نسفی
کا ہے جو اشباہ اور درمختار میں مذکور ہے اذا سئلنا عن مذهبنا ومذهب
خصومنا قلنا وجوبا مذهبنا صواب يحتمل الخطاء ومذهب مخالفنا خطاء يحتمل
الصواب انتهى ما في الدر وكذا في الاشباه اسلیئے کم وبیش نہ سمجھے اور برابر
سمجھے کہ یہ قول بظاہر ومعنی نامقبول ہی جیسا کہ ابن حجر اور محقق شیخ ابن الہمام
کے کلام سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ سید محمد امین المشہور بابن العابدین
رد المحتار میں فرماتی ہیں اذا علمت ذالک ظهر لك ان ما ذكر عن النسفي من
وجوب اعتقاد ان مذهبه صواب يحتمل الخطاء مبني على انه لا يجوز تقليد المفضول
وانه يلزم التزام مذهبه وان ذالك لا يتاتى في العامي وقد رايت في آخر فتاوى
ابن حجر الفقهية التصريح ببعض ذلك فانه سئل عن عبارة النسفي المذكورة ثم
حرر ان قول الائمة الشافعية كذالك ثم قال ان ذالك مبني على الضعيف من انه
يجب تقليد الاعلم دون غيره والاصح انه يتخير تقليد اي شاء ولو مفضولا و
ان اعتقده كذلك وحينئذ فلا يمكن ان يقطع او يظن انه على الصواب بل على
المقلد ان يعتقد ان ما ذهب اليه امامه انه الحق قال ابن حجر ثم رايت المحقق
ابن الهمام صرح بما يؤيده حيث قال في شرح الهداية ان اخذ العامي
ما يقع في قلبه انه صواب اولى وعلى هذا اذا استفتى مجتهدين فاختلفا عليه الاولى
ان ياخذ بما يميل اليه قلبه منهما وعندي انه لو اخذ بقول الذي لا يميل اليه جاز
لان ميله وعدمه سواء والواجب عليه تقليد مجتهد وقد فعل انتهى اور محقق طحطاوی
نے بھی ظاہر معنی کو رد کر کے تاویل کر دی ہی چنانچہ کہا ہے والمراد
ان ما ذهب اليه امامنا صواب عنده مع احتمال الخطاء اذ كل مجتهد

بسبب قد يخطی فی نفس الامر واما بالنظر الینا فکل واحد من الاربعة مصیب فی اجتهاده

فکل مقلد یقول هذه العبارة لو سئل عن مذهبه عن لسان امامه الذی قلده ولیس المراد

انه یکلف کل مقلد اعتقاد خطاء المجتهد الاخر الذی لم یقلده لان تقلید احد منهم انما

یسوغ بقدر ضرورة التقلید وهی کون المقلد لیس من اهل النظر فی الادلة لاستنباط

الاحکام الثانية بتقلیده فی العمل فقط فان قلت انه مکلف به ایضا والا یلزم

دوار التکلیف مع اعتقاده عدم صحتها قلت لا یلزم ذلک الا اذا اعتقد عدم صحة ما قلد فیه

ونحن لا نقول به بل نقول هو الصواب ظاهرا واما تخطئته خلاف مذهبه فما هو مکلف

به کذا فی التحقة شیخنا من القول السدید لابن الملا فروخ المکی الحنفی ابو السعود انتهی کلام الطحطاوی

فی حاشیة الدر المختار اور عبارت صریح ابن الملا فروخ المکی الحنفی کی قول سدید مین یون

ہے ولیس المراد ان یکلف کل مقلد ان یعتقد ذلک فیما قلد فیه اذ ذلک التقلید فیما

لا یحتاج الیه وهو ممنوع کما افدتک من قبل ان التقلید انما یسوغ بقدر الضرورة وهو

محتاج الی العمل بالمذهب التقلید فی حصوله واما اعتقاد صحة ما قلد فیه وبطلان کل

ما عداه فلیس من التکلیفات فان قلت بل هو مکلف به والا یلزم ابطال التکلیف مع

اعتقاد عدم صحتها قلت لا یلزم ذلک الا لو اعتقد عدم صحة ما قلد فیه ونحن لا نقول به

بل هو علی الصواب ظاهرا حیث فعل ما علیه من الاخذ بقول مجتهد واما تخطئته من اخذ

بخلاف قول مجتهد مقلده فما هو مکلف بها انتهی اور ایسا ہی ملا علی قاری فی شرح

عین العلم مین اس قول پر نسفی کی تخطئہ اور تغلیط کی ہی تو مقلد کو چاہی کہ چارون

مذہبونکو برابر جانی پس جب یہ مقدمہ رہولیا تو اب وجہ استدلال کی بیان ہوتی ہی

وہ یہ ہی کہ جو شخص حنفی المذہب مثلا ہو کر ایسی تخصیص اپنی مذہب کی کرتا ہی

کہ شافعی مذہب کا مثلا کسی مسئلہ مین اتباع نہین کرتا اور اوسکو ناروا جانتا ہی

اور کرنیوالیکو طعن کرتا ہی تو ترک کیا اوسنی بعض ما اتی بہ الرسول کو بحکم مقدمہ کی

اور ترک کرنا بعض ما اتی بہ الرسول کا حرام ہی بحکم مقدمہ اولی کی تو تخصیص کرنا ہر
حنفی کا اپنی مذہب کو اسطرح کہ شافعی کے کسی مسئلہ کا اتباع نہین کرتا ناروا جا کر
حرام ہوا بحکم دونون مقدمونکی اور یہ دلیل جاری نہین ہو سکتی حق مین ائمہ
اربعہ وغیرہم من المجتہدین کے بسبب ترک کرنی انکی بعض احادیث کو بحکم مقدمہ
ثالثہ کی اور مقلد محض عامی یہ بات نہین کہہ سکتا بحکم مقدمہ رابعہ کی اور بعضے
مقلدین صاحب علم آجکی زمانہ کی جیسا کہ مولف ہی وہ بھی نہین کہہ سکتا بحکم
مقدمہ خامسہ کے اور دونون قسم کی مقلدون کی طرف سی یہ عذر کہ ہم لوگ
مذہب دوسری امام کا سوائی مذہب امام اپنی کی یقیناً ما اتی بہ الرسول جانتے
ہی نہین بنا بر قول علامہ نسفی کی تو ترک کرنا ہمارا مذہب شافعی کی مسئلہ کو
موجب ترک ما اتی بہ الرسول کا نہوا نہین بن سکتا بحکم مقدمہ سادسہ کی فافہم
وتشکر اور اس جگہ سی کوئی یہ نہ سمجھی کہ اس دلیل سی لازم آتا ہی کہ ہر ایک کو
واجب ہوا کہ ہر مذہب کے تمام مسائل پر عمل کیا کری ورنہ ترک بعض ما اتی بہ الرسول
کا لازم آویگا سنو کہ یہ دلیل اوس مقلد کے حق مین جاری ہوتی ہی جو کہ
قسم ثالث کو اقسام تقلید سی اختیار کری اور جو مقلد تخصیص مذہب معین کے
بطور قسم ثانی کے اختیار کری وہ حقیقتاً تارک بعض ما اتی بہ الرسول کا نہیں
سے بلکہ عامل بمقتضای عموم نص کی ہے اس لیی کہ تخصیص اوسکی یا بنظر
استطاعت کے ہوگی یا بنظر اسکی ہوگی کہ نص سی عموماً اتباع ما اتی بہ الرسول
کا ثابت ہوتا ہی پھر اگر حنفی مذہب کے مسئلہ کے ضمن مین اخذ ما اتی بہ الرسول
کر لیا تو بھی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا نہوا نظیر اوسکی یہ
مثلاً عموم آیت فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ سے فرضیت قراءت کی
نماز مین بدون تعیین کے ثابت ہوتی ہے تو اگر کسی شخص نے بنظر اسکی کہ

کہ تخصیص عام کا ایک فرد مین ہوجاتا ہی یا بنظر اسکے کہ مجھی تمام قران کے حفظ کی
طاقت نہین پارہ عم کو واسطی قرارت کی نماز مین خاص کر رکہا ہی تو اس شخص
نے باقی قران کی قرارة کو ترک نہین کیا ہان اگر کوئی شخص پارہ عم کو باوجود
قدرت کی تمام قران پر اس نظر سی کہ پارہ عم کا پڑہنا نماز مین واجب ہے اور
باقی قران پڑہنا درست نہین خاص کرلی تو بیشک اوسنی باقی قران کو ترک
کیا اور مرتکب ممنوع کا ہوا جیسا کہ مقلد تقلید قسم ثالث با وجود علم ایک مسئلہ
کے بموجب مذہب دوسری امام کی اس نظر سی کہ ہمکو سوائی اتباع اپنے
امام کے کسیکی پیروی درست نہین اوس مسئلہ کو عمل مین نہین لاتا تو بیشک
ترک کیا اوسنی بعض ما اتی بہ الرسول کو بخلاف مقلد مخصص تقلید قسم ثانی کے
کہ تخصیص اوسکی بنظر کفایت یا عدم استطاعت عملا بعموم النفس ہے تو ثابت ہوا
کہ ایسی مقلدین تارک بعض ما اتی بہ الرسول کی نہین اور نیز تقلید ہر مذہب کے
ہر مسئلہ کے واجب نہین فافہم دوسری دلیل حدیث اسود کی ابن مسعود
سے قال قال عبد اللہ لا یجعل احدکم للشیطان شیا من صلوتہ یری حقا علیہ
ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن
یسارہ روایت کیا اوسکو امام بخاری نی حاصل ترجمہ فرمایا عبد اللہ ابن
مسعود صحابی جلیل الشان نی کہ جو کوئی امام یہ التزام کرلی کہ بعد فراغت
کے نماز سے دہنی ہی طرف کو پہر کر بیٹھے اور بائین طرف نہ بیٹھے تو اوسنی
اپنی نماز مین سے شیطان کا حصہ ٹہرا لیا اسواسطے کہ مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت دفعہ بائین طرف کو پہرتے بہی دیکہا ہے
شیخ الاسلام عینی حنفی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ابن مسعود کی
اوسکے حق مین ہے جو دہنی طرف ہی کے پہرنے کو ضروری و واجب

۱۴۱

جاتا ہی اور اگر واجب بخانی تو دونون طرفسی برابر مین لیکن داہنی طرف ولی ہی چنانچہ
شرح بخاری مین فرماتی مین ماتحت اس حدیث کی ذکا نہ بری حتمہ و جوبہ واما ان لم
یسوغ ذلک فیستوی فیہ الامران ولکن جہۃ الیمین اولی انتہی اور طیبی نی فرمایا ہی کہ
اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک امر مستحب یعنی جیسا کہ اس مقام مین اختیار کرنا
جانب یمین کا ہی خوب اصرار کر کبھی اسطرح کہ کبھو اسکو نچھوڑی تو اس سے شیطان
نی حصہ پایا اضلال کا پھر کیا حال اوس شخص کا جو امر منکر اور بدعت پر مصر ہووے
چنانچہ شرح مشکوۃ مین فرماتی ہین تحت اوسی حدیث کی وفیہ ان من اصر
علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ اصاب منہ الشیطان من الاضلال
فکیف من اصر علی بدعۃ انتہی اور اسی جگہ سی ہی جو فقہا نی لکھا ہی کہ سجدہ شکر
کا فی نفسہ مستحب ہے لاکن بعد نماز کی مکروہ ہی اس جہت سی کہ عوام دیکھکر واجب
جانین گے یا سنت سمجھین گی چنانچہ فرماتی ہین وسجدۃ الشکر مستحبۃ بہ یفتی لکنہا تکرہ
بعد الصلوۃ لان الجہلۃ یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فمکروہ انتہی
وہکذا فی سائر کتب الفقہ اور طحطاوی نی کہا ہی کہ یہ مکروہ تحریمی ہی تو اس طریقے
نحوی سی مطابق تصریحات ان محدثین و فقہا کی جبکہ کسی امر مستحب کا التزام اور
اصرار اور ہٹ کرنا فعل شیطانی اور مکروہ تحریمی ہوا تو التزام اور اصرار اجتماع اور روز ما
ایک مجتہد کے مذہب کا جو مخالف اجماع قرون ثلثہ کی اور مخالف قران کی ہی کیونکر
بدعت نہوگا تیسری دلیل اجماع صحابہ کا جو قرافی نی نقل کیا ہی واجمعت الصحابۃ علی ان
من استفتی ابابکر وعمر وقلدہما فلہ ان یستفتی اباہریرۃ ومعاذ بن جبل چنانچہ صاحب مسلم
الثبوت نی حاشیہ منہیہ مین نقل کیا ہی اور فاضل قندہاری نی تاملا عن التقریر ختم
الحصول مین نقل کیا ہی اور مولانا عبد العلی نی شرح مسلم مین نقل کرکے اسپر تفریعات
کی ہین چنانچہ روایت ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ اسی بوجہ بسط اپہلی

معلوم ہوا پس جبکہ کل صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولی مین اسپر اجماع ثابت
ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتی اور کبھی دوسری مجتہد کی پہر اب ایک ہی
مذہب کا التزام کرنا اور اوسکو واجب جاننا اور تارک اس التزام کے کو
گمراہ جاننا اور لامذہب کہنا اور لائق تعزیر کے جانکر تعزیر دینی اور مردود الشہادۃ
کہنا پہر نسبت ایسی عقیدہ والی کے بدعت ضالہ اور حرام نہین تو کیا ہی
اور معتقد ایسی عقیدہ اور عمل کا مصداق اس آیہ کریمہ ویتبع غیر سبیل المومنین کا
کیونکر نہوگا اور مصداق من شذ شذ فی النار کا اس حدیث سی اتبعوا السواد الاعظم
ومن شذ شذ فی النار کسطرح نہوگا انتہی کلام شیخنا ومولانا السید محمد نذیر حسین
مدظلہ العالی الی مدی الایام واللیالی افسوس صد افسوس کہ بمقابل ایسی تقلید
حرام مخالف ما انزل علی خیر الانام کے وجوب اتباع کتاب وسنت کا منکر ہونا
اور باوجود دعوی اسلام وایمان کے سند وجوب اتباع کتاب وسنت عنادًا
طلب کرنا آپ ہی جیسی لوگونکا کام ہی کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم
تشابہت قلوبہم واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل الی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا
علیہ اباءنا وانا لفی شک مما تدعوننا الیہ مریب وقالوا ما نفقہ کثیرا مما تقول الی
غیر ذلک من مقالاتہم المستہجنۃ وکلماتہم المستقبحۃ المحکیۃ فی کتاب اللہ تعالی
ویمحو اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ لکتاب لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ
ولا من خلفہ تنزیل من رب العالمین ما لکم کیف تحکمون ام لکم کتاب فیہ تدرسون
ان لکم فیہ لما تخیرون وذالکم ظنکم الذی ظننتم بربکم فاصبحتم من الخاسرین اب
گذارش یہ ہی کہ آپ نی حضرت امام کو مثل قرآن ونبی کریم کے مفترض الطاعۃ
وواجب الاتباع ومہبط وحی آسمانی اعتقاد کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خاتمیت کو توڑ ملا دیا ہی ہی لیکن یہ تو ارشاد ہو کر اس اعتقاد

بی بنیاد کی کچھ سند و اسناد یہی ہی یا محض وہم و خیال کہ بقول مولانا حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے جسکا بطلان خود لفظ امام سے ہی
ظاہر ہے اگر کوئی سند قوی یا ضعیف ہو تو لائیے اور ہنسی کے بدلی تمیز
لیجائیے لیکن یہ خوب یاد رہی کہ جن آیات اور حدیث سی انحصار وغیرہ میں
استدلال پکڑا ہی اوس سی آپکی مراد ہرگز حاصل نہوگی اور جب ہم
واجب الاتباع ہونا کتاب و سنت کا ثابت کر چکی تو آپ سی سوال
کیا جاتا ہے تاکہ جواب ترکی بہ ترکی ہو جاوی امید کہ ذرہ سوچ اور سمجھ کر
جواب دیا جاوی **سوال** آپ جس امام کی تقلید شخصی کے قائل وجوب ہین
قول اوس امام کا آپ کے نزدیک مطابق کتاب و سنت کے ہے یا نہین
اگر آپ قول اوس امام کے موافق کتاب و سنت ہونیکو نہین پہچانتے تو
با وجود احتمال غیر مطابق ہونیکی وجوب شخصی کے کیون قائل ہو اور اگر
قول اوس امام کا مطابق کتاب و سنت کے ہونا پہچانتے ہو تو کس دلیل سے
اگر دوسری کی تقلید سے تو اوسی طرح اوس دوسری کی تقلید مین کلام ہوگا
پس دور لازم آویگا یا تسلسل و کلاہما باطلان بالاتفاق فالتقلید ایضا باطل اور اگر
مطابق و سنت کے ہونا قول اوس امام کا جسکی تقلید کی گئی ہے علم و
عقل سے پہچانتے ہو تو اس صورت مین تقلید اوس امام کی نہوی بلکہ
اتباع کتاب و سنت کا ہو بہرحال اثبات تقلید کا مستلزم اوسکی نفی کو ہوتا ہے
پس تقلید شخصی کی مٹی تو نہایت ہی خراب ہو گئی یہ سوال بمقابلہ اسکی ہے
کہ تمنی وجوب اتباع کتاب و سنت کی دلیل طلب کی تہی **دفع دفعہ ششم**
قولہ ظہر کے وقت مین الی تو رہا ہی نہین جاتا **اقول** اہل انصاف سے
طلب انصاف ہی کہ جب تمام مجتہدین و محدثین حتی کہ شاگردان امام صاحب

بلکہ خود ایک روایت مین امام صاحب کا بہی مذہب یہی ہی کہ وقت ظہر بعد
ایک مثل کے ختم ہوجاتا ہی اور حرمین شریفین وغیرہما مین بہی عمل درآمد
اسی پر ہی چنانچہ مولف نی خود اقرار کیا پہر ظاہر الروایت کی تائید وانتصار
تمام مجتہدین ومحدثین کا خلاف کرنا اور حرمین شریفین کے عمل درآمد کو جو
موافق ادلہ شرعیہ ہی بہی ترک کردینا بلکہ خود ایک روایت امام صاحب کو
مٹا دینا اور صاحبین کے مذہب کو بہی بالائی طاق رکہدینا لیکن پہی جواب
دیے نہ سکنا یہہ تو انصاف وعقل کو صاف جواب دیدینا ہے اور اسپر
دعوی بی تعصبی ؛ این ریش وفش اگر بے تعصبی اسیکا نام ہے تو نہین معلوم
کہ تعصب کیسا ہوگا اللہم احفظنا من شرہ اور پہر تو آپ سی یہہ جہ لڑنیکو سرگرم
ہوئی ہین ؛ بلکہ اگر کوئی وجہ بہی ہو تو بہی جنگ وجدال سی برکنار رہین سے
ما قصہ سکندر ودارا نخواندہ ایم ؛ از ما بجز حکایت مہر ووفا مپرس ؛ یعنی تو
آپ سی فقط ایک حدیث دربارہ باقی رہنی وقت ظہر کے مثلین تک جو سمجھ
آپکی ہی فرمائیے خلاف مذہب جملہ محدثین ومجتہدین کے وخلاف عمل درآمد
حرمین شریفین کے سے دریافت کی ہی آپ جو علم وعقل کی سرا پر ہی نظر
نیا میں جواب تو بن نہین آتا کلمات جنگ وجدال کے زبان پر لے آئی
ہین ولنعم ما قال لسان الغیب سے از دق پوش صومعہ نقد طلب مجو ؛ یعنی ز
مفلسان سخن کیمیا مپرس **قولہ** شرح موطا امام مالک لی فو ابعد المثلین ہوگا
اقول یہ بات آپکی بہت ٹہیک ہے کہ تحدید اوقات صلوۃ ایسی چیز ہی کہ جسمین
رائی صحابی کو دخل ممکن نہین بلکہ آپکی قول کی تائید کیواسطی گذارش ہی کہ
فی الحقیقت موقتیت صلوۃ توقیفی ہین بغیر تحدید وتقدیر شارع علیہ السلام کے عقل
بشری ونکی دریافت مین قاصر ہی اور اسیوجہ سی جب شب معراج مین نمازہای پنجگانہ

مخفی

صفحہ ۴۴

اور کہا ہے کہ اول وقت عصر کا جب ہوتا ہے کہ سایہ ہر شی کا دو مثل ہو جاوے اور ...
[illegible]
۴۴

فرض ہوئین تو حضرت جبریل امین واسطے تحدید و تعیین اوقات معینہ صلوٰۃ کی تک روز
نازل ہوئی اور دو روز پی در پی حضرت علیہ السلام کو نماز پڑھائی اور تحدید و تعیین اوقات
صلوٰۃ فرما دی اگر اوقات صلوٰۃ کی توقیت ہوتی تو ان تمام تحدید کی کچھ ضرورت نہ تھی و
ایضاً قال اللہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً و قال فی المحلی فان
التوقیت لا یوخذ بالرای یہ بحث ہے مگر یہ تو فرمایئے کہ حدیث ابی ہریرہ سے جو آپنے وقت ظہر کی
تحدید مثلین تک سمجھی ہے یہ کیونکر ہے اگر محض اپنی رائی اور قیاس سے ہے تو یہ تو خود
اپنی تسلیم فرما چکے ہین کہ رائی صحابی کو بھی اسمین کچھ دخل نہین اور آپکی رائی کا
تو ذکر ہی کیا ہے اور اگر حدیث سے تحدید مثلین ثابت کرتے ہو تو حدیث مین ظہر کی
واسطے لفظ مثلک بصیغہ افراد ہے نہ مثلیک بصیغہ تثنیہ اور یہ جو کھینچا تانی کرکے وقت
ظہر کو مثلین تک پہنچاتے ہو اسطرح سے کہ مراد مثل سے یہاں پر ہے علاوہ فی الزوال کے
حالانکہ حضرت ابی ہریرہ نے اپنے کلام مین فی الزوال کو مستثنا نہین فرمایا تو
ہم بھی یہ کہہ سکتے ہین کہ کلام حضرت ابی ہریرہ صلّ الظہر اذا کان ظلک مثلک
کے یہ معنی مقصد ہین کہ نماز ظہر سے فارغ ہو جا ایسے وقت تک کہ سایہ تیرا مثل
تیری ہو جاوے چنانچہ امام نووی وغیرہ نے حدیث امامت جبرئیل مین یہی
معنی بیان فرمائے ہین قال النووی معناہ فرغ من الظہر حین صار ظل کل شی
مثلہ و شرع فی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شی مثلہ اب حدیث
مذکور سے وقت ظہر مثل تک ہی رہا فالحدیث دلیل لنا لا لکم ۵ مین الزام تم کو
دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا اور قطع نظر ان سبکے انکار وقت ظہر بعد مثلین تک
جو آپکا مقصود ہے وہ اب بھی مصداق خنثیٰ بود ہے کیونکہ مانا ہمنے کہ نماز
ظہر بعد مثل کے پڑھی جاوے لیکن اس سے آخر وقت ظہر مثلین
تک کیونکر ثابت ہوا اگر کہو قیاس سے تو پہلے تسلیم کر چکے ہو کہ رائی

اور قیاس کو مواقیت مین دخل نہین اور اگر کہو حدیث سی تو اس حدیث مین
آخر وقت ظہر تا مثلین مذکور نہین اور وقت عصر کی نسبت جو ابو ہریرہؓ نی فرمایا
کہ والعصر اذا کان ظلک مثلیک تو یہ وقت جواز ادائی نماز عصر کا ہی نہ ابتدا
وقت عصر اور اگر مثلین معہ سایہ اصلی کی لیا جاوی تو وقت استحباب عصر کا ہوگا
جیساکہ مصفی مین کہا ہی اور دیکھو امام مالک نے بہی حدیث ابن عمر سی روایت
کی ہی ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ ان اہم امورکم عندی الصلوۃ
فمن حفظہا وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعہا فہو لما سواہا اضیع ثم کتب ان
صلوۃ الظہر حین کان الفیء ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثلہ الخ اس حدیث سے
جو بالمعنی مرفوع ہی تحدید وقت ظہر کی ایک مثل تک ثابت ہوئی کیونکہ
بموجب آپکی ہی فرمانیکے یہ روایت ہرچند موقوف ہی لیکن بات ایسی
ہے جسمین رای صحابی کو مداخلت ممکن نہین اسلئی خواہ مخواہ بالمعنی مرفوع
کہنا پڑیگا اور جبکہ وقت ظہر مثل تک ہو گیا تو لا جرم شروع عصر بعد المثل
ضرور ہو جاویگا کہ درمیان وقت ظہر اور عصر کے کوئی مہینا خالی کا تو حاصل
ہی ہی نہین کہ وقت ظہر تو ختم ہو جاوی اور وقت عصر ابہی نآوی اور اگر
اب بہی کچہ شک ہی تو احادیث صحاح موجود ہین دیکہہ لو فی النسائی فصلی
الظہر حین زاغت الشمس والعصر حین صار فی کل شئی مثلہ الخ اور حدیث جبرئیل
کو دیکہو جو اصلی تحدید اور تعیین اوقات کے اصل اصیل ہے اور روایت
کیاہے اوسکو ترمذی و ابوداؤد و ابن حبان و حاکم نے اور تحسین
کی ہے اوسکی ترمذی نے اور تصحیح کی ہے حاکم نے عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال امنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی
الظہر فی الاولی منہما حین کان الفیء مثل الشراک ثم صلی العصر حین کان

ظل کل شی مثلہ الخ اور صحیح مسلم مین بروایت عبداللہ بن عمر موجود ہے کہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وقت الظہر اذا زالت الشمس وکان
ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر ووقت العصر مالم تصفر الشمس حاصل مطلب اس
حدیث کا یہ ہی کہ بعد زوال آفتاب کی طرف مغرب کے وقت ظہر کا ہی
اور آخر وقت اوسکا یہ ہے کہ ہو جاوی سایہ کسی شخص کا مانند درازی
قد اوسکے کے جب تک کہ وقت عصر حاضر نہوا اور بعد ہو جانی سایہ
کسی شی کے مثل اوسکے شروع وقت عصر ہے جب تک کہ آفتاب
زرد نہو انتہی حاصلہ اور سوائی انکی اور بہت احادیث صحیحہ مین جو حجت بوجہنا
تمام دال ہین اسپر کہ وقت ظہر تا یک مثل باقی رہتا ہی اور بعد المثل
وقت عصر داخل ہو جاتا ہے **قولہ** کیا عجب ہے باعث نقصان ہوئی ہو
اقول العجب کل العجب وما ادریک ما العجب کہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف
مین تحدید وقت ظہر کی مثلین تک موجود نہین اور جملہ مذاہب مجتہدین
ومحدثین کی خلاف خود تسلیم کر چکے ہو اور پھر یہ کہتے ہو کہ کیا عجب ہے
کہ آخر کار تغیر وتبدل ہو ہوا کر مثلین تک پہنچ گیا ہو اگر ایسا ہی تغیر و
تبدل ہی تو دیکہا چاہیی کہ آپکی نزدیک کوئی امر دینی باقی رہیگا یا
نہین جبکہ یہ احتمال تو ہر ایک امر دینی مین ہر شخص بموجب خواہش
اپنی کے جاری کر سکتا ہے کہ آخر کار تغیر وتبدل ہو ہوا کر یون
ہو گیا ہو اور وون ہو گیا ہو لیکن اٹکل اور تخمین آپکا ہوسی
احادیث صحیحہ کے ہرگز ہرگز مفید ومقبول نہوگا ان الظن لا یغنی
من الحق شیئا آپ ایسی بات کہدیتے ہین کہ اولٹی خود ملزم ہو جاتے
ہین سو مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا د **قولہ** اسلئے

مقتضائی احتیاط وتقوی الی قولہ منشا ظاہر الروایت یہی ہی **اقول**
سند مثلین کی کہین حدیث مین موجود نہین اور احادیث صحاح کی
مخالف اور نیز ائمہ ثلثہ اور صاحبین اور دیگر محدثین کے خلاف بلکہ
ایک روایت مین خود امام صاحب کی خلاف معہذا اوسکو مقتضائے
احتیاط وتقوی قرار دینا تو ایسا ہی جیسا کہ وضوی حضرت بی بی تمیز
کا۔ مقتضائے احتیاط وتقوی تو یہ ہی کہ نماز ظہر کچھہ بعد زوال کے اور نماز
عصر نزدیک گذرنے مثل کے پڑھی جاوی تاکہ مذاہب جملہ مجتہدین اور
احادیث صحیحہ اوقات سی مطابق ہوجاوی **قولہ** غور کیجیے الی قولہ ہو سکتا ہے
اقول کسی امر دینی کا نسخ مجرد احتمال سی نہین ہو سکتا جب تک
شرائط نسخ موجود نہوں کمام اگر آپ کوئی حدیث صحیح لاتی کہ اوس سے
وقت ظہر تا مثلین اور شروع وقت عصر بعد مثلین کے متعین ہوتا تو البتہ
نسخ مین گفتگو کیجاتی اور اس قول سی کہ یون ہوا ہوگا اور وون ہوا
ہوگا احادیث صحیحہ منسوخ نہین ہو سکتین یہ بات دور از عقل نہین تو
کیا ہے اور روایت مشار الیہ سی ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ وقت ظہر
مثلین تک ہی اور وقت عصر بعد گذرنے مثلین کے ہی ہی بعد ایک
مثل کے نہین کمام اور اختلاف وقت فرض کیا کہ ممکن ہے لیکن
کیا ضرور کہ وقوع مین بہی آیا ہوا مکان کے واسطے وقوع ضرور نہین
چنانچہ عدم وقوع اختلاف وقت ہم ثابت کر چکے **قولہ** اسلئے یہ عرض ہے
الی قولہ انکا سر پر **اقول** جب آپ تحدید وقت ظہر کی مثلین تک کسی حدیث
سے ثابت نکر سکے تو آپکو احادیث صحیحہ مسلم وغیرہ پر عمل کرنیسی کیون انکار
ہی کہ اتباع سنت بہی حاصل ہو اور مطابقت جملہ مذاہب مجتہدین بہی ہو اور صلوٰ

اور اوسکی علاوہ اتباع امام صاحب بہی ایک روایت مین موجود اگر ان سبکو
یکبالخت چہوڑ دیا جاوی تو بہر عدم ادائی فرائض کا کہٹکا ہسر پر یعنی جب نماز ظہر
بعد ایک مثل کی پڑہی تو تمام مجتہدین کی نزدیک نماز ظہر وقت قضا مین واقع ہوگے
اور ایک روایت مین خود امام صاحب کے نزدیک بہی قضا ہوگئی سے نہ خدا ہی ملا
نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئی نہ اودہر کی ؛ **قولہ** ہان اگر الی آخرہ **اقول**
ہان اگر ہم فقط حدیث فعلی بیان کرتی تو آپکو کچہ گنجایش ہوتی کہ در بارہ دوام
ادای صلوۃ عصر قبل المثلین حدیث طلب کرتی اور کہتی کہ فعل کو دوام اور استمرار
نہین جب تک کہ ثابت نہو لیکن جبکہ ہمنی حدیث صحیح قولی مسلم شریف وغیرہ کی
واسطی تقدیر اور تعیین اوقات خمسہ کے ثابت کردی کما مر تو پہر آپکو ہرگز گنجایش
نہین کہ ہمسی دوام فعل کی حدیث طلب کرو کیونکہ حضرت شارع علیہ السلام نے
خود حدیث قولی سی اوقات خمسہ کو معین فرمادیا تو اب اوسکا نسخ جب ثابت ہو
کہ جب حدیث صحیح متاخر سی بقاء وقت ظہر مثلین تک ثابت کردو ورنہ خرط القتاد
یہ طلب بہی لوٹ کر آپہی پر آئی سے مین الزام اونکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا
حضرت اسن یہاں پر فقط سوچ اور سمجہ سی بہی کچہ کام نہین چلتا جب تک کہ کسی استاد
حدیث اور شیخ محدث سی آپ علم حدیث نہ پڑہین گی ایسی ہی ٹہوکرین کہایا کرینگی
آپ نی چند مصرعہ اردو فارسی کی یاد کرلئی ہین واسطی فریب ہی عوام کی بی خلل
پڑہ دیتی ہو اور مصداق مصرعہ مشہورہ کی ہوجاتی ہو سے شعر فہمی عالم بالا کی ظاہر
ہوگئی ؛ **دفع دفعہ ہفتم** – **قولہ** تسادی بیان الی قولہ شرمائی **اقول** الایمان والتوحید
ہمارا مطالبہ اون لوگون سی ہی جو قول امام صاحب کا ایمان اہل السماء والارض لا یزید
ولا ینقص والمؤمنون متساوون فی الایمان والتوحید کو معنی ظاہری پر محمول کرتی ہین
کیونکہ یہ قول باعتبار معنی ظاہری ہی کی نزدیک محققین حنفیہ کی خلاف دلائل عقلیہ

وتقلیہ کے ہی کما سیاتی فی شرح عقائد نسفیہ وشرح فقہ اکبر ملا علی حنفی مین مذکور ہی وقال
بعض المحققین کالقاضی العضد لانسلم ان حقیقۃ التصدیق لا یقبل الزیادۃ والنقصان
بل تتفاوت قوۃ وضعفا بان تصدیق احاد الامۃ لیس کتصدیق النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ولذا قال ابراہیم ولکن لیطمئن قلبی پس جن لوگون سے یہ محققین مطالبہ
دلیل کرتی ہین اونہین سے ہمارا مطالبہ ہی پس ساقط ہوا یہ قول مولف کا (تو
آپ ہی فرمائیے کہ یہ کون کہتا ہی الخ) **قولہ** اور اگر یہ مطلب ہے الی قولہ زیادہ کیا عرض
کرون **اقول** یہ مطلب بجز آپ جیسی ذکی وفہیم کی اور کسکے خیال مین آویگا کہ
بولین لفظ ایمان اور مراد لین وہ باتین جن پر ایمان ہی اور اگر یہ تاویل بعیدہ
بی کہتکی ٹھیک اور درست ہوتی تو امام محمد صاحب علیہ الرحمۃ قول ایمانی کایمان
جبرئیل کو کیون مکروہ فرماتی شرح فقہ اکبر مین ہی وشن ہہنا قال الامام محمد علی ما
ذکرہ فی الخلاصہ اکرہ ان یقول ایمانی کایمان جبرئیل ولکن یقول آمنت بما آمن
بہ جبرئیل انتہی اور نیز فقہ اکبر کی شرح مین ہی وکذا لا یجوز ان یقول احد ایمانی
کایمان الانبیاء بل ولا ینبغی ان یقول ایمانی کایمان ابی بکر وعمر واشالہما العجب کل
العجب کہ جس قول کو محققین علمای حنفیہ مکروہ وناجائز فرماتی ہین مولف رسالہ
اوس قول کو بتاویل بعیدہ مجوز کرکے کہتا ہی (کہ اسکا منکر ہی کون ہوگا اگر
حنفیہ مین اسکا منکر ہو تو بتلایئے الخ) ع چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد
اگر عوام مقلدین جنکا ایمان تقلیدی ہی ایمان مین قدم بقدم انبیاء اور ملایک کے
ہین تو امام صاحب وغیرہ کی نزدیک بسبب نہ چھوڑنی تقلید کی اور ترک کرنی
نظر واستدلال کی کیون گنہگار وعاصی رہتی ہین شرح فقہ اکبر مین ہی وشنہا
ان ایمان المقلد الذی لا دلیل معہ صحیح قال ابو حنیفۃ وسفیان الثوری والمالک والاوزاعی
والشافعی واحمد وعامۃ الفقہاء واہل الحدیث صح ایمانہ ولکنہ عاص بترک الاستدلال الخ

قوله اگر یون کهون الی قوله باعتبار اصل ایمان نهی اقول ایمان کا مقوله کیف سے
ہونا محض دعوی ہی جب تک مدلل نہ کیا جاوی کیونکر تسلیم ہو کیونکہ جو لوگ قائل
ہین اسبات کی کہ اعمال بہی داخل ایمان ہین اونکی نزدیک ایمان کیونکر مقوله
کیف سی ہوگا جب تک عدم دخول اعمال حقیقت ایمان مین دلیل سی ثابت نکیا
جاوی سلمنا کہ ایمان مجرد تصدیق ہی تو بہی عدم زیادت و نقصان خیر منع ہی سے
کما منع القاضی العضد وبعض المحققین علاوہ یہ کہ مولف خود کہتا ہی کہ ایمان مقوله
کیف سی ہی اور مقوله کیف مین بالذات کمی بیشی مساوات کا امکان نہین ہوتا
اور حنفیه مساوات ایمان کی تو قائل والمومنون متساوون فی الایمان چنانچه
فقه اکبر وغیرہ مین مذکور ہی فما ہو جوابکم فی المساوات فهو جوابنا فی الزیادة والنقصان
اور یہ جو دعوی حصر کیا ہی (کہ جن آیات اور احادیث مین زیادت پر دلالت ہے
وہان یہ ہی دلالت ہی کہ وہ زیادت باعتبار تزائد احکام واخبار تہی) یہ حصر
محض خلاف ہی ہم بقصد اختصار دو ایک آیات واحادیث ایسی لکہتی ہین کہ
جو زیادت ایمان پر دلالت کرتی ہین مگر تزائد احکام واخبار کا وہان پتا ہی
نہین خیر مولف صاحب کی اوقات تو خراب وضائع ہوگی لیکن ہمکو ثواب
ہوگا شاید کہ اوسکو بہی نفع دیوین فان الذکری تنفع المومنین سنو قال اللہ
تعالی واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن
لیطمئن قلبی اگر مراتب یقین کی مختلف اور متفاوت نہین تو سوال حضرت ابراہیم
علیه السلام کا واسطی طلب مرتبہ عین الیقین کی کیون واقع ہوا حالانکہ علم الیقین
یعنی وہی واستدلال سی تصدیق ایمانی تو تہی ہی کہ پروردگار احیاء اموات پر
قادر ہی اور جبکہ مرتبہ عین الیقین کا علم الیقین سی زیادہ ہوا تو جو ایمان
بعین الیقین حاصل ہی وہ بہی زیادہ ہوگا اوس ایمان سی جو فقط علم الیقین سے

حاصل ہو کہا بیضاوی نے تفسیر میں آیہ مذکورہ کی ولکن سئلت لازید بصیرۃ
وسکون قلب بمضامۃ العیان الی الوحی والاستدلال وایضا قال اللہ تعالی الذین
قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم فزادہم ایمانا قال البیضاوی فی
تفسیرہ وہو دلیل علی ان الایمان یزید وینقص ویعضدہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہ
قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان یزید وینقص قال نعم یزید حتی یدخل
صاحبہ الجنۃ وینقص حتی یدخل صاحبہ النار وہذا ظاہر ان جعل الطاعۃ من جملۃ
الایمان وکذا ان لم یجعل فان الیقین یزداد بالالف وکثرۃ التامل وتناصر
الحجج انتہی اور نیز شرح فقہ اکبر میں ہے ونحن نعلم قطعا ان ایمان الامۃ لیس کایمان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا کایمان ابی بکر الصدیق باعتبار ہذا التحقیق وہذا معنی
ما ورد لو وزن ایمان ابی بکر الصدیق بایمان جمیع المومنین لرجح ایمانہ انتہی غرضکہ
آیات واحادیث بیشمار ہیں جو زیادت ونقصان ایمان پر تنصیصا دلالت کرتی
ہیں اور اعتبار کرنی تزاید احکام واخبار کی وہاں گنجائش نہیں اور ملا علی قاری
حنفی شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں بطور تمثیل حسی کی فان مثل الکفر مع الایمان کالعمی
مع البصر ولا شک ان البصراء یختلفون فی قوۃ البصر وضعفہ فمنہم الاخفش والاعشی
ومن یری الخط الثخین دون الرقیق الا بزجاجۃ ونحوہا ومن یری عن قرب زائد
علی العادۃ وآخر بضدہ وقال بعید ہذا فان تفاوت نور کلمۃ التوحید فی قلوب
اہلہا لا یحصیہا الا اللہ سبحانہ فمن الناس من نورہا فی قلبہ کالشمس ومنہم کالقمر
ومنہم کالکوکب الدری ومنہم کالمشعل العظیم وآخر کالسراج الضعیف وفی مقام
آخر فان التصدیق بحدوث العالم لیس کالتصدیق بطلوع الشمس لذا ورد فی الخبر
لیس الخبر کالمعاینۃ انتہی ونعم ما قیل ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ * ترا دیدہ ولو
را شنیدہ * غرضکہ محققین علماء حنفا کی نزدیک زیادۃ ونقصان ایمان میں نعم

حکم مرتبہ قاضی عورت کا حلال کرنا ۱۲

واقع ہی اور دلائل ماسبق سی بخوبی واضح ہوا کہ مسئلہ مساوات ایمان انبیا و اولیا
اور عوام مومنین اور عامہ مقلدین کا محض خلاف کتاب و سنت کے ہے اور جو حنفی اس
مساوات کی قائل ہین اغلب کہ ایسی ہی حنفیون کے حق مین حضرت شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ
نی غنیۃ الطالبین مین فرقہ مرجیہ مین ہونا لکہا ہی اور مترجم عبد الحکیم جو لکہتی ہین
کہ یہ کسیکا الحاق ہی یہ غلط ہی اسلیئی کہ شیخ نی سبب اونکی مرجیہ ہونیکا یہی
لکہا ہی کہ یہ مانند فرقہ مرجیہ کے ایمان انبیا علیہم السلام اور عوام کا برابر جانتے
ہین اور زیادتی وکمی کی قائل نہین اور ایمان کہتی ہین تصدیق قلب اور
اقرار زبانی کو بدون اعمال کی بلکہ توضیح مین تو یہ لکہا ہی کہ بعض حنفیون کے
نزدیک ایمان فقط نام ہی تصدیق کا اور اقرار زبانی واسطی محفوظ رہنی کی
ہی دنیا مین ہتک اور لوٹ سی انہتی پس قائلین اس مساوات کی بالضرور
فرقہ مرجیہ مین داخل ہین **دفع دفعہ ثامن قولہ** جواب توالی تو لہ عذر
معقول ہی **اقول** مولانا شوق نے اصل مین مطالبہ دلیل کا اس مسئلہ کلیہ سے
کیا ہی (قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا ہر ایک شی کی تحریم و تحلیل مین جو عقود
و فسوخ سی متعلق ہو) اور مثال جزئی اس مسئلہ کلیہ کی اسطرح پر دی ہی (مثلاً
کسی شخص نی ناحق کسی کی جورو کا دعوی کیا کہ یہ میری جورو ہی اور قاضی کے
سامنی جہوٹی گواہ پیش کرکے مقدمہ جیت لی اور وہ عورت اوسکو ملجاوے
تو وہ عورت بحسب ظاہر بہی اوسکی بی بی ہی اور اوس سی صحبت کرنا بہی حلال
ہی) پس مجیب کا یہ کہنا کہ (جواب تو یکی اہل اعتراض کا فقط اتنا ہی کہ منکوحہ
غیر کی نسبت حنفیون کا یہ قول ہی نہین بلکہ غیر منکوحہ کی نسبت ہی) کسطرح
جواب ہو سکتا ہی یک صورت جزئیہ یعنی منکوحہ غیر کو اگر آپنے اس قاعدہ کلیہ سے
مستثنی بہی کرلیا تو پہر بہی اثبات اس قاعدہ کلیہ کا وکل شی قضی بہ القاضی

فی الظاہر بتحریمہ فہو فی الباطن کذلک وکذا اذا قضی باحلال کذا فی الہدایۃ) جو
اور ہزارون صور باطلہ کو مشتمل ہی کسی دلیل مثبت مطلوب سے آپکی ذمہ باقی رہا
اور جواب آپکا محض ناتمام وغیر کافی اور ایک صورت جزئیہ یعنی غیر منکوحہ کی
نسبت جو آپ نی بجر طویل بیان کرکے نفاذ قضا ظاہر او باطنا اپنی زعم باطل
مین ثابت کیا ہی وہ بہی محض بیکار کیونکہ ایک صورت جزئیہ مین کسی حکم
کے ثابت ہونیسی کب لازم آتا ہی کہ کلیۃً حکم ثابت ہوجاوی موجبہ جزئیہ
موجبہ کلیہ کو کب مستلزم ہی اور یہ جو آپ نی صفحہ اٹھارہ مین فرمایا ہی (انتم
زن غیر منکوحہ اور اموال باقیہ کی نسبت علما حنفیہ کا یہ دعوی ہی الخ) مین
کہتا ہون کہ اموال باقیہ کو آپ نی دعوی مین تو شامل کرلیا ہی اور پہر جو دلیل
فاسد اوسکی آپ لائی ہین تو فقط نسبت غیر منکوحہ کے اور اموال باقیہ سی
آپنے کچہ تعرض نہین کیا ان ہذا لشی عجاب پس مطالبہ دلیل کا اس دعوی کلیہ
پر آپکی ذمہ ہنوز باقی اور جواب آپکا ناتمام وغیر کافی اور در مختار مین منکوحہ
غیر کا استثنا اس دعوی کلیہ سی صراحتا کہین مذکور نہین اگر آپ ہیچی مین تو
نکال دیجیی لیکن اشارہ سنی کام نہ لیجیی تعجب ہے کہ تمام مسائل جزئیہ شاذہ
مخترعہ بلکہ غیر واقعہ کو تو احداث اور اختراع کرکے بتصریح لکہین اور اس
استثنا زن منکوحہ غیر کو فقط ایک اشارہ سی جسکو ہر ایک شخص بجز آپکے سمجہ
نسکی ترک اذا قسمۃ ضیزی اور آپ نی یہا نپر تو اشارہ کو بہی سمجہ لیا اور
حدیث صحیح جواب بین نص صریح قطعی الدلالہ موجود ہی کما سیاتی اوسکو بالکل
نہین سمجہ سکتی ؎ باطلا نزا چہ رابید باطلی ٭ عاطلا نزا چہ خوش آید عاطلی ٭
انا للہ وانا الیہ راجعون اور شامی وغیرہ نی اگر اس خاص صورت کا استثنا بہی
کردیا ہی تو پہر بہی اوسسے مطالبہ دلیل کا اوس دعوی کلی پر تو باقی ہی رہا اگرچہ

اس خاص صورت یعنی منکوحہ غیر مین مطالبہ دلیل سی اوسکو چھٹکارا ہو گیا او
ہزارون صور جزئیہ اس مسئلہ کلیہ کے بن سکتی ہین مثلا کہا جاوی کہ کسیکی قطعہ
زمین یا مکان کا کسی نی جھوٹا دعوی کیا کہ مین نی اس سی خریدا ہی اور
جھوٹے گواہ گذرانی اور بیعنامہ جعلی پیش کر دیا اور قاضی نی اوسکی بیع کا حکم
کر دیا تو وہ قطعہ زمین یا مکان ملک طیب بموجب اس قاعدہ کی اوس جھوٹے
مدعیکی ہو گیا اور اللہ تعالی کی نزدیک وہ قطعہ زمین یا مکان اوس مدعی
کاذب کو حلال ہو گیا حالانکہ حدیث صحیح متفق علیہ مین آیا ہی من اخذ شبرا
من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ سبع ارضین متفق علیہ یا مثلا ایک
شخص نی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع یا شرا کا دعوی کیا اور
دو جھوٹے گواہ گذاردی اور قاضی نی حکم کر دیا تو موجب اس قاعدہ کی یہ حکم
ظاہر و باطن نافذ ہو جاویگا اور جسکو وہ لونڈی یا طعام دلا یا گیا حلال طیب ہے
کہ لونڈی سی وطی کری اور کہانا کہا لیوی یا مثلا خاوند جورو مین سی کسی نے
دوسری پر فسخ نکاح کا دعوی کاذب کر کے دو جھوٹے گواہ گذاردی اور قاضی
نی جدائی کا حکم دیدیا تو عورت کو جائز ہی کہ اور خصم کر لے اور اوس دوسرے
خاوند کو اوسکی وطی جائز ہی اگرچہ اوسکو معلوم ہو کہ پہلی خاوند نی اوسکو طلاق
نہین دی اسطور پر کہ ان دو جھوٹوں گواہوںنی ایک یہی ہو وغیر ذلک من الصور
التی ذکرہا الفقہاء فی کتب الفقہ حالانکہ مدعی کاذب کی حق مین آیا ہی من ادعی
ما لیس لہ فلیس منا ولیتبوأ مقعدہ من النار رواہ مسلم اور کاذب گواہ کے حق میں
یہی آیا ہی کہ جھوٹی گواہی شرک کی مانند ہی پس وہ بھی گناہ کبیرہ ہی اور مدعی
اوسپر رضامند ہی اب دیکھو حدیث قال عدلت شہادۃ الزور بالاشراک باللہ
ثلث مرات ثم قرا قولہ تعالی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور نبی علیہ السلام

اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جہوٹی گواہی گناہ مین شرک کی برابر ہی جس سے
بالضرور دوزخ مین داخل ہوتا ہی پس جس شخص نی جہوٹا دعوی کرکے جہوٹی گواہ
سی کوئی شی حاصل کی تو وہ اوسکو کسطرح حلال وطیب عند اللہ ہوجاویگی ان ہذا لشی
عجاب بالجملہ ہزارون صور باطلہ اس قاعدہ کلیہ کے امثال جزئیہ ہوسکتی ہین
بلکہ اگر بنظر امعان دیکہا جاوی تو منکوحہ غیر ہی باوجود استثنا کرنیکے پہر ہی اس
قاعدہ کلیہ مین داخل ہی رہیگی اور نکل کر اس قاعدہ کلیہ سی کہین نہین جا سکتی
مین اول امسئلہ نفاذ قضا کو ہدایہ وحاشیہ اوسکی سی بتوضیح تمام لکہتا ہون بعدہ
ثابت کرونگا کہ منکوحہ غیر باوجود مستثنی کرنیکی اس مسئلہ کلیہ سی باہر نکلکر نہین جاسکتی
اور چارو ناچار غیر شوہر کو ظاہر وباطن مین حلال ہوجاویگی اگرچہ کسیقدر تدبیر
زیادہ کرنی پڑیگی مگر مسئلہ نفاذ قضا ظاہرا وباطنا سلامت چاہئی مسئلہ یہ ہے

وکل شیء قضی بہ القاضی فی الظاہر بتحریمہ فہو فی الباطن کذلک عند ابی حنیفۃ
وکذا اذا قضی باحلال وہذا اذا کانت الدعوی بسبب معین وہی مسئلۃ قضاء القاضی
فی العقود والفسوخ بشہادۃ الزور وقد مرت فی النکاح انتہی حنفی عینی حاشیہ ہدایہ میں
اوسکی صور جزئیہ مین سی یہ صورت لکہتی ہین ومن صورہ ادعت علی زوجہا انہ
طلقہا ثلثا واقامت بینۃ کاذبۃ وقضی القاضی بالفرقۃ وتزوجت باخر بعد
انقضاء العدۃ فعلی قول ابی حنیفۃ وقول ابی یوسف اولا لا یحل للزوج الاول
وطیہا ظاہرا وباطنا ویحل للثانی ظاہرا وباطنا علم بحقیقۃ الحال اولا وعلی قول
محمد لا یحل للثانی وطیہا اذا کان عالما بحقیقۃ الحال واذا قضی القاضی بحلال
شیء فی الظاہر فہو فی الباطن کذلک ومن صورہ رجل ادعی علی امراۃ نکاحا
وہی تجحد فاقام علیہا شاہدی زور وقضی القاضی بالنکاح بینہما حل للزوج وطیہا
وحل للمراۃ التمکین عند ابی حنیفۃ وعند محمد لا یحل لہا ذلک ومن صور العقود

ما اذا قضى بالبيع بشهادة الزور سواء كانت الدعوى من جهة المشتري مثل
اذا قال بعتني هذه الجارية او من جهة البائع مثل ما اذا قال اشتريت مني هذه
الجارية فانه يحل للمشتري وطيها في الوجهين جميعا ومن الفسوخ ما اذا ادعى
احد المتعاقدين فسخ العقد في الجارية واقام شاهدي زور وقضى القاضي بالفرقة
نهايه حاشيه ہدایه میں ہے ولقب المسئلة بقضاء القاضي بشهادة الزور في
العقود والفسوخ فعند ابي حنيفة ينفذ ظاهرا وباطنا والمعنى من النفاذ باطنا
ثبوت الحل فيما بينها وبين الله تعالى جبکہ مسئلہ نفاذ قضا ظاہرا و باطنا ہدایہ
وغیرہ سے بیان ہو چکا تو اب میں کہتا ہوں کہ منکوحہ زید نے عمرو اور بکر
دو گواہ جھوٹے قاضی کے یہاں اس مضمون کی گذرانے کہ زید نے تین طلاقیں
دیدی ہیں اور عدت طلاق بھی گذر گئی ہے حالانکہ زید نے نفس الامر میں
تین طلاقیں بالکل نہیں دی تھیں چہ جائیکہ عدۃ گذری ہو پس قاضی
بحکم مسئلہ نفاذ قضا کے ضرور حکم تفریق کر دیویگا پھر عمرو نے جو ایک گواہ جھوٹا
منجملہ ان دو گواہوں جھوٹے کے ہے بعد اس مقدمہ کے جھوٹا دعوی کیا کہ
یہ عورت میری منکوحہ ہے اور دو گواہ جھوٹے عقد نکاح کے گذرانے تو اب
قاضی عقد نکاح کا حکم بالضرور کر دیویگا اور یاد کرو کہ عینی حاشیہ ہدایہ میں کہہ
ہو چکا کہ ومن صورة ادعت على زوجها الخ ومن صورة رجل ادعى على امرأة
الخ اب دیکھو کہ یہ عورت جو منکوحہ زید تھی اس تدبیر سے عمرو کو ظاہرا و باطنا
حلال وطیب ہو گئی البتہ کچھ تھوڑی تدبیر زیادہ کرنی پڑی ہے پس انکار آپکا
منکوحہ غیر کی بھی کچھ کام نہ آیا سو الٹی پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام
ہاں البتہ اتنا فرق ہو گیا کہ یک نشد دو شد چنانچہ اب آپکو ثابت ہوا ہوگا کہ
محمدیان عامل بالحدیث کو واسطے ترک تقلید شخصی کے عذر معقول ہے **قوله**

اقول سبحان اللہ کہا ہے تماشا دکھایا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ پھر ہم بھی قوله الی شاید مگر یہان
تماشا گاہ عالم رو بیتو ہم تو کجا بہر تماشا میروی ہ خلاصہ اس آپکی کلام طویل الذیل
کا یہ ہی کہ علت تامہ ملک کی قبضہ ہے اگر قبضہ نہین تو ملک بھی نہین اور
اگر قبضہ وجود ہی تو ملک بھی ثابت ہے اب مین آپ سی نہایت ادب سی دریافت
کرتا ہون کہ مراد آپکی ملک سی کونسی ملک ہی آیا عام اس سی کہ ملک طیب ہو
یا خبیث ہو یا محض وخالص ملک طیب اگر عام مراد ہی تو مفید آپکی مدعا کو
نہین جو حلت طیب اوس شی کی کہ بسبب قباض قاضی کی جھوٹی دعوی او
شہادت زور سی قبضہ مدعی مین آجاوی اور اگر ملک طیب مراد ہی تو آپنے
اس مقدمہ کو کسی دلیل سی مدلل نہین کیا دعوای محض کیا ہی ہم اسی کو تو منع کرتی
ہین کہ قبضہ مطلقا اور ہر جگہ موجب ملک طیب اور حلال کو نہین ہوتا جناب من یہ
دعوی محض آپکا بلا دلیل اور دستاویز کی نہ عند الناس مقبول ہوگا نہ عند اللہ
اسکو کسی دلیل اور دستاویز مثبت سی ثابت کیجیے اور ہماری سند منع کو ملاحظہ
فرمایئے کہ رہن مین قبضہ ہوتا ہی اور شی مرہون مرتہن کی ملک مین نہین آجاتی
نہ ملک انتفاع اور نہ ملک رقبہ اور اگر قبضہ مین آپکو شک ہو تو فرمان ؑ مقبوضۃ
موجود ہی ودائع مین بالبداہت قبضہ موجود ہے اور ملک رقبہ نہین ۔ مال سرقہ
مین قبضہ موجود ہوتا ہی اور ملک طیب نہین ہوتی یعنی عاریہ مین قبضہ موجود ہے
اور ملک رقبہ نہین مال مغصوبہ مین قبضہ ہی اور ملک نہین ۔ مال یتیم پر قبضہ تو
بتمام وکمال متحقق لیکن ملک نہین وعلی ہذا القیاس ورصدہا صورتین ایسی پائی
جاتی ہین کہ وہان پر قبضہ تام موجود اور ملک حلال نہین اگر قبضہ ملک طیب اور
حلال کی علت تامہ ہوتا تو اوسکا معلول یعنی ملک حلال کبھی اوس سی تخلف
نہوتا یا شاید آپکی نزدیک ان سب صورتون مین قابض کا ذب کی ملک طیب

ثابت ہوا اگر ایسا کچھ ہی تو واہ واہ ایسی حنفیت کی برابر تو کوئی بھی مذہب دنیا
مین نہ نکلیگا اور دنیا تو خوب حاصل ہوگی لیکن یہ یاد رکھئی کہ عاقبت مین
انجام اسکا دوزخ ہی ہی ۔ اور بیع قبل قبض ممنوع ہونیسی کسطرح لازم آتا ہی کہ ملک
قبل القبض بھی متحقق نہوا کری مثنی خود بصفحہ ۱۴ اپنی رسالہ مین خود اقرار کیا ہی
کہ رسول خدا مالک عالم مین جمادات ہون یا حیوانات بنی آدم ہون یا غیر بنی آدم
اب مین دریافت کرتا ہون کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کل اشیای عالم پر قبضہ
تہا یا نہین تہا اگر آپکا قبضہ کل اشیا پر تہا تو ماسوای حضرت جو مالک کہلاتی
ہین بلا قبض مالک ہوگئی معلول بغیر علت تامہ کی پایا گیا اور اگر حضرت کا قبضہ
نہین تہا تو حضرت نبی علیہ السلام بلا قبض مالک ہوگئی پس ہمارا مثنی ورکا
معلول اپنی علت تامہ سی علیحدہ ہوا ہذا خلف ۔ اور یہ جو مؤلف نی کہا کہ مہاجرین
بسبب قبضہ اوٹھہ جانیکی فقرا کہلائی اسمیں یہ کب ثابت ہوتا ہی کہ ثابت
اموال و اسباب مال مملوکہ مہاجرین بمجرد اوٹھہ جانی قبضہ کی ملک حلال طیب کفار
کی ہوگیا غایۃ الامر یہی کہ بسبب اوٹھہ جانی قبضہ کی ملک ظاہری اونکی نہ رہا
کہ جسکی سبب فقرا کہلائی گئی ورنہ مولف بتلائی کہ مہاجرین نی کیا قصور کیا تہا
کہ بمجرد اوٹھہ جانی قبضہ کی جملہ مال و اسباب مملوکہ مہاجرین اونکی ملک سی ظاہرا
و باطنا نکل جاوی اور کفار کی ملک طیب و حلال ہوجاوی ان ہذا لشی عجاب
ولا یقول بہ احد من اولی الالباب من ادعی خلاف ذلک فعلیہ الاثبات من الدلیل
المثبت حالانکہ حدیث مین آیا ہی عن ابن عمر قال ذہب فرس لہ فاخذہ العدو
فظہر علیہم المسلمون فرد علیہ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی روایۃ ابق
عبد لہ فلحق بالروم فظہر علیہم المسلمون فرد علیہ خالد بن الولید بعد النبی صلعم رواہ
البخاری ملا علی قاری حنفی مرقاۃ مین کہتی ہین کہ ابن ملک نے اس سے معلوم ہوا

کافر اگر مسلمان کی غلام بھاگی ہوئی کو پکڑ لین تو مالک نہین ہوتی واجب ہے
پہیر دینا اوسکا اوسکی مالک کو پہلی قسمت کے اور بعد اوسکی اور یہی قول ہمارا ہے
اور کہا ابن ہمام نی کہ اگر بھاگ جاوی غلام مسلمان یا ذمی کا اور وہ ہو مسلمان
اور داخل ہو دار الحرب مین اور کفار پکڑ لین اوسکو تو نہین مالک ہوتی وہ
نزدیک ابی حنیفہ کی۔ درصورتیکہ غلام ذمی کی مجرد قبضہ سی کفار دار الحرب مالک
نہوسکی تو مہاجرین نی مولف کا کیا قصور کیا ہی کہ کفار دار الحرب بمجرد قبضہ
مال اور اسباب مہاجرین کی مالک بطور ملک طیب ہو جاوین تملک واقسمت
ضرور ہے۔ اور نسبت قبضہ مورث کی جو مولف نی کہا کہ وارث کیطرف عائد ہو جاتا ہے
یہ بہی خلاف وقع ہی کیونکہ اگر قبضہ مورث کا ہر ایک وارث کیطرف حصہ رسد
وعلی قدر سہام عاید ہو جایا کرتا تو تقسیم ترکہ کی کیا حاجت تہی ہر ایک وارث خود
بخود قابض و متصرف اپنی اپنی سہام پر ہو جایا کرتا حالانکہ یہ بات خلاف واقع ہی
اکثر اوقات ایسا ہوتا ہی کہ بعض ورثا اپنی حصہ سی زیادہ کی قابض ہو جاتی
ہین اور بعض ورثا اپنی حصہ سی غیر قابض رہتی ہین اور حکام کیطرف رجوع کرنیکی
حاجت پڑتی ہی البتہ اگر آپ یہ کہین کہ ملک مورث کی ورثا کیطرف بقدر سہام
عائد ہو جاتی ہی تو گنجایش ہی اور اس صورت مین ہمان ہش در کاسہ کہ ملک ہے
اور قبضہ نہین یعنی بموجب آپکی مسلک کی معلول اپنی علت تامہ سی متخلف ہے
قولہ دوسری بات الی آخرہ **اقول** اگر آپکی غرض ایرادہر دو آیہ سی یہی کہ ہر ایک
شی اور ہر ایک عورت بعد قبضہ کی ہر ایک قابض کی ملکیت مین آجاتی ہی جیسا
کہ فرقہ اباحیہ کہتا ہی تو آیہ اسپر دلالت نہین کرتی تفسیر بیضاوی ہی نہین دیکہی

جہان لکہا ہی ولا یمنع اختصاص بعضہا ببعض لاسباب عارضہ فانہ یدل علی ان الکل
للکل لا علی ان کل واحد لکل واحد اور اگر یہ غرض ہی کہ قبضہ کی ساتھہ اسباب تملک

مثل بیع وشرا وہبہ وارث ونکاح وغیرہ ہی ضرور موجود ہون تب کوئی شی ملکیت
مین آوی تو یہ بات آپکی مدعا کو مفید نہین بلکہ مضر ہی کیونکہ آپ نی تو فقط
قبضہ ہی کو علت تامہ ملک کی قرار دی ہی مین حیران ہون کہ ان دونون
آیتونکو نفاذ قضا ظاہرا وباطنا سی کیا تعلق ہی جو آپ نی مقدمہ مطلوبہ کے طور پر
لکہی ہین شاید آپکی یہ غرض ہو کہ عوام جہلا جانین کہ حضرت مجیب نے اس مسئلہ کو
دو آیتون سی ثابت کیا اگر آپکی یہی غرض ہتی تو چاہیئی تہا کہ ایک دو رکوع
کسی جگہ سی اور کوئی حدیث لمبی چوڑی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی خواہ کسی باب کی
ہوتی لکہہ دیتی تا کہ عوام جہلا آپ سی بہت زیادہ خوش ہوتی اور ہمکو تو آپکی
ان حرکات پر نہایت افسوس آتا ہی کہ رسول مقبول علیہ السلام آپکی شکایت کرینگے
یا رب ان قومی اتخذوا ہذا القران مہجورا اور انجام ایسی حرکات کا دوزخ ہے
من قال فی القران برایہ فلیتبوا مقعدہ من النار او کما قال **قولہ** تیسری بات الخ
اقول آپ نی یہ وعدہ کیا تہا کہ قبل از جواب ایک دو بات سنلیجیئی دو باتین تو
ہو چکین اور جواب کا ابہی تک پتا نہین یہ تو باتون ہی باتون مین ٹالنا ہی اور
اگر یہ بات بہی آپکی تسلیم کیجاویگی کہ عقد نکاح عقد بیع ہی ہی تو پہر اسبات کو
نفاذ قضا ظاہرا وباطنا سی کیا تعلق یہ بیتکی باتین جو آپ گہڑ رہی ہین عقلا
تو نہیر سنسی آتی ہی البتہ عوام جہلا جو آپکی معتقدین ہین اس تقریر پرتزویر کو بسبب
بے تک ہونیکی شاید معما اور پہیلی تصور کرین کیونکہ آپ بہی بعض جگہ ایک بات
فرماتی ہین اور اوسکو معما قرار دیکر پہر اوسکی شرح کرتی ہین لیکن مسئلہ نفاذ
قضا ظاہرا وباطنا بشہادۃ زور ان پہیلیون سی کیونکر ثابت ہو سکتا ہی عقلا
اور علما کی نزدیک تو ایسی باتین عذر بدتر از گناہ ہین — **قولہ** چوتہی بات الی آخرہ
اقول ع عقدہ را بکشادہ گیرای منتہی بہ عقدہ سخت است برکیسہ منتہی [illegible]

بحر طویل ہمون یا متوالی کی گڑھی بہر حال چار و نا چار خلاصہ سبکا عرض کرتا ہون کہ یہ ہی (روح اپنی بدن کی مالک کامل لیکن ہیم اپنی بدن کی ممنوع اور عورت اپنی بدنکو ہیم کر سکتی ہے) پہر اگر یہ بات تسلیم ہی کیجاوی تو آپکو کچہ مفید نہین ہی کیونکہ صورت متنازعہ فیہا مین سری سی ہیم ہی نہین ہوئی اندرینصورت یہہ جو ہتی بات ایسی ہی جیسا کہ کسی نی کہا ہی ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ۰ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ۰ اور یہ جو آپ فرماتی ہین کہ عورت اپنی رحم سی خود کامیاب نہین ہو سکتی یہ ممکن نہین کہ مثل مرد خود اپنی آپ سی جماع کری ہتی اقول ؎ تا بدکان خانہ در گروی ۰ ہرگز ای خام آدمی نشوی ۰ آپکو یہ خبر نہین پہنچی کہ کلکتہ مین ایک ایسا آلہ فروخت ہوتا ہی کہ عورت خود بخود اپنی آپ بذریعہ اوس آلہ کی جماع کر سکتی ہی اغلب آپ اسکو بموجب اپنی مسلک کی جائز فرماتی ہونگی نعوذ باللہ منہ **قولہ** پانچوین بات الی قولہ اونکا قصور نہین **اقول** ناظرین بانصاف اس طوالت لاطائل کا ملاحظہ فرماوین کہ باوجودیکہ مولف نی بیانپر کسقدر ہاتہہ پانو پیٹی ہین اور پہر آخر کو نتیجہ کل اپنی لنبی چوڑی تقریر پر تزویر کا تین ورق سیاہ کرکے یہ نکالا کہ (یہ وجہ ہی کہ قائلان نفاذ قضا ظاہراو باطنا زن منکوحہ کو مستثنی کرتی ہین چنانچہ در مختار مین اشارۃ اور شامی مین صراحتًا یہ بات موجود ہی علی ہذا القیاس ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین اس تصریح سی کہ قضائی قاضی فقط عقود و فسوخ مین نافذ ہوتی ہی زن منکوحہ اور احرار کو اس قاعدہ ہی سی مستثنی کردیا ہی کوئی نہ سمجھی تو کیا کیجئی اوسکی فہم کا قصور ہی اونکا قصور نہین) جناب من ہنوز دہلی دور ہی یہ تو ہمارا جزو مدعا ہی جسکو آپنی اس طول و طوالت سے ثابت کیا ہی پہر فرمایا مولانا روم نی آپ جیسی کی حق مین ؎ مرغ بر بالا پران و سایہ اش ۰ میدود بر خاک پران

سایہ وش بد الہی صیاد ان شود ÷ مید و د چندانکہ بی مایہ شود ÷ بیخبر کان عکس
ان مرغ ہو است ÷ بیخبر کہ اصل آن سایہ کجاست ÷ تیر اندازد بسوئی سایہ او ÷
ترکشش خالی شود در جستجو ÷ حضرت من یہ سب تقریر آپکی مثبت ہی ہماری
جزو مدعا کی یعنی زن منکوحہ کی نسبت چنانچہ آخر مین جو نتیجہ آپ نی نکالا اوس
سی ظاہر ہے کہ یہ جو جہلا کو فریب دیتی ہو کہ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین زن
منکوحہ اور احرار کو مستثنے کر دیا ہی یہ محض کذب اور دروغ ہی ہدایہ مین
کسی جگہ زن منکوحہ اور احرار کو صراحتاً مستثنے نہین کیا اگر یہی ہو تو دکہلا
دیجیی اور شامی نی تو بہت سی مسائل درمختار وغیرہ بیہ صبح کی شام اور شام
کی صبح کر دی ہی اور تسلیم کیا کہ اور کسی نی ہی ایک خاص صورت یعنی زن
منکوحہ کو مستثنی کر دیا تو اس سی کیا ہوتا ہی اعتراض تو ہمارا اس قاعدۂ کلیہ
پہ ہی جو ہزاروں صور باطلہ کو مشتمل ہی کما مر اور اور غصب کرنی زن منکوحہ
غیر کا حال بہی سابقاً معلوم ہو چکا فتذکر **قولہ** واجب التسلیم ہی **اقول** ملک سی
مراد آپکی اگر ملک طیب ہی تو کوئی مقدمہ مقدمات مصنوعہ وجعلیہ مذکورہ سابقہ
سی اسکا مثبت نہین اور اگر مراد ملک سی ملک عام ہی خبیث ہو یا طیب
تو آپکو مفید نہین بہر حال یہ بات بہی آپکی ہرگز واجب التسلیم نہین بلکہ
واجب الرد ہی **قولہ** شرح اس معما کی یہ ہی الی قولہ متوقع نہین **اقول**
اس معمائی بد رجا چہ یا پہیلی راجہ بیربل کی شرح یہانتک تو مسلم (کہ ایک
دوسری کی جا ایک دوسری کا قایم مقام ہونا ممکن ہوا) لیکن جو فرماتی ہو
کہ درصورت قضائی قاضی یہ بات ضرور تر ہی الخ واجب الرد ہی۔ نیابت
اور ولایت قاضی کی مسلم لیکن جبکہ قضا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جو بموجب اقرار مندرجہ صفحہ ۱۴ اکی اصل مین بعد خدا مالک عالم ہین جا دادات

ہون یا حیوانات بنی آدم ہون یا غیر بنی آدم اشیائی مدعابہا کو در صورت کذب
مدعی وشہادت زور کی حق مین مدعی کی حلال وطیب نہین کر سکتی کما سیاتی تو قضا
قاضی جو فقط درجہ نہایت ہی رکہتی ہی کیونکر تہ تک کی خبر لیگی اور ظاہر سے
باطن تک کیونکر کام کر گئی تلک اذا قسمۃ ضیزی اور بطلان تمام مقدمات مخلفہ
سابقہ کا ظاہر ہو چکا وہ ہرگز دلالت نہین کرتی کہ حرام شی اور اتلاف حق غیر
جہوٹی دعوی اور کاذب گواہیون سی اگر کوئی شخص کرنا چاہی تو تائید قضائی
قاضی اور حمایت حاکم سی اس شخص کاذب کو حلال اور طیب ہو جاوی اور یہی
تقریر تزویر آپکی تو ہر شخص زنا کرنیوالا کسبیون وغیرہ سی جو روپیہ دیکر زنا کرتا ہی
کہہ سکتا ہی کہ ادہر مال متنازعہ فیہ محل قابل غرض علت موجب ملک یعنی قبضہ
موجود علت قابلیہ ملک یعنی محل قابل موجود اسکی ساتہہ اتصال فاعل و مفعول
ہو چکا یعنی قبضہ محل قابل تک متعدی ہو چکا جسکا حاصل یہی کہ مانع تعدی
کوئی نہین اب بہی عروض ملک مدعی مال متنازعہ فیہ پر نہو تو یون کہو علت تامہ
کو لزوم معلول ضرور نہین سو ایسی بات سوای آپکی اور کسی سی متوقع نہین انتہی
عبارت المولف بعینہ وعلی ہذا القیاس ہر شخص غاصب و ظالم اور سارق وغیرہ
بعد قبضہ تام کی آپکی دلیل ہن او لہ الی آخرہ بلا تفاوت لفظی پیش کر سکتا ہی
دلیل فقہ حنفیہ تو آپ نی ان تمام فاسق فاجر و نکو خوب تعلیم فرما دی کہان
وہ بیچاری ہدایہ پڑہتی اور کہان اونکو یہ دلیل معلوم ہوتی یہ تو طفیل آپکی
ادراک کا ملہ ہی کا ہی اور فی الحقیقت یہ فساق بڑی پکی حنفی کہلاوینگی کیونکہ
ہر ایک چیز غیر کی غصب کرکے یہ دلیل ہدایہ وغیرہ کی پیش کرینگے نعوذ باللہ
من ذلک ایسی حنفیت سی اللہ تعالی سب مسلمانونکو محفوظ رکہی جس سے
تمام کبائر حلال وطیب ہوئی جاتے ہین اور اسیر ہی آنکہین نہین کہلتیں

بنظم ما قيل اذا استبد الانسان برايه عميت عليه المراشد۔ واضح ہو کہ بعض
علماء حنفیہ نے مسئلہ نفاذ قضائی قاضی کا مطلقاً خواہ املاک مرسلہ مین ہو خواہ
عقود وفسوخ مین اور خواہ دعوی صادق ہو یا غیر صادق نفی کردیا ہی لاکن
چونکہ روایت اس مسئلہ کی امام صاحب سی نزدیک حنفیہ کی صحیح ہی بانیوجہ
پردۂ تقلید کی سبب صاف صاف رد نہین کرتی بلکہ بطرز دیگر اصلاح نکالا
کرتی ہین کہ اس زمانہ مین بسبب شیوع کذب اور رشوت کی قضائی قاضی
مطلقاً نافذ نہین ہوتی چنانچہ احمد بن علی آفندی مجالس الابرار مین لکھتے ہیں
ومما ينبغي ان يعلم ايضا ان قضاء القاضي بشهادة الزور في العقود والفسوخ
انما ينفذ ويفيد الحل اذا اخذ القاضي القضاء بغير رشوة واما اذا اخذ القضاء
بالرشوة فلا يكون قاضيا ولا ينفذ حكمه على ما ذكر في عامة الكتب فعلى هذا لا يوجد
في هذا الزمان قاض ينفذ حكمه اذ قلما يوجد قاض ياخذ القضاء بغير الرشوة فان

15

القضاة في هذا الزمان يسعون في اخذ القضاء بالرشوة سعيا بليغا ويبذلون
في تحصيله مالا كثيرا اسموه باسماء غير الرشوة مع كون كله رشوة فكيف يوجد فيهم
قاض ينفذ حكمه فانهم باخذهم القضاء بالرشوة يكونون سببا لابطال كثير من الاحكام
الشرعية لان كثيرا من امور المسلمين مفوض الى رايهم وموقوف على حكمهم وهم اذا
اخذوا القضاء بالرشوة لا ينفذ حكمهم في شيء من المحكومات الشرعية فيلزم بطلان
كثير من امور المسلمين لاسيما النكاح الذي يكون مفوضا اليهم فان القاضي الذي
اخذ القضاء بالرشوة اذا عقد النكاح الذي فوض اليه يكون ذلك النكاح باطلا
فيلزم ان يكون الزوج والزوجة زانيين مادام تحت ذلك النكاح وليس هذا
الا كثرة محبتهم للدنيا وقلة مبالاتهم في الدين فانهم لغلبة غفلتهم عن الاخرة باخذهم
القضاء بالرشوة ولا يبالون بكونهم ملعونين بلعن رسول الله صلى الله عليه وسلم

بل ينفخرون به الى آخر ما قال ترجمه اور يه بهى سمجهنى كى بات هى كه قاضى كا حكم جهوٹى گواهى سى عقود اور فسوخ مين جب نافذ هوتا هى اور حلت كا فائده ديتا هى كه قاضى كو عهده قضا بغير رشوت ملا هوا اور اگر قضا رشوت ديكر لى هى تو نه وه قاضى هى اور نه اوسكا حكم نافذ هى چنانچه تمام كتابون مين مذكور هى اس علت كے موافق اب اس زمانه مين ايسا كوئى قاضى نهين هى جسكا حكم نافذ هو كيونكه بهت كمتر قاضى هين جنكو قضا بدون رشوت كى ملجاوى بيشك اس زمانه كى قاضى رشوت ديكر قضا لينى مين نهايت درجه كى سعى كرتى هين اور قضا كى ليئى خوب مال خرچ كرتى هين اوسكا نام سوائى رشوت كى كچهه اور ركهه چهوڑا هى باوجوديكه سب رشوت هى پهر كهان هى ايسا قاضى جسكا حكم نافذ هووى كيونكه قاضى تو رشوتون سى قضا ليكر بهتيرى احكام شرعى باطل كرتى هين اسليئى كه اكثر امور مسلمانون كى اونكى رائى پر مفوض اور اونكى حكم پر موقوف هين اور اونهون نے جب قضا رشوت ديكر لى تو اونكا حكم كسى فيصله شرعى مين نافذ نهين هوتا تو اب مسلمانون كى بهتيرى امور باطل هوتى هين خاصكر نكاح جو اونكى طرف مفوض هى بيشك جس قاضى نى رشوت ديكر قضا حاصل كى هى جب كسيكا عقد نكاح كريگا جو اوسكى طرف مفوض هى تو وه نكاح باطل هوگا اب يه لازم آتا هى كه دونون خاوند جورو زانى هون جب تك اوس نكاح مين رهين اور يه حال اسليئى هى كه دنيا كى محبت بهت هى اور دين كى پروا كمتر هى كيونكه يه قاضى آخرت سى خوب غافل هوكر قضا كو رشوت سى حاصل كرتى هين اور اوسكى كچهه پروا نهين كه اوپر رسول عليه السلام كى لعنت پڑتى هى بلكه اوسپر فخر كرتى هين تمام هوا ترجمه عبارت مجالس الابرار كا بموجب اس بيان كى كوئى نكاح نهى صحيح رهتا اور جمله نكاح زنا هوتى جاتى هين بڑى حيرانى كى بات هے كه نفاذ قضا هو تو ايسا

کرہا ہی جو رو بہی حلال و طیب ہو جاوی اور عدم نفاذ ہو تو ایسا کہ کوئی نکاح ہر
زمانہ کی قاضیون کا کیا ہوا صحیح نہ ہی اور محض سفاح اور زنا ہو جاوے گو بہ چنین
نماید وگہ ضد این * زین تناقض ای غمی دوری گزین * دست را اندر احد و حمد
بزن * وانچنین تقلید را از خود بکن ف واضح ہو کہ اگر غور اور امعان نظر سی
دیکہا جاوی تو معلوم ہووی کہ قائل ہونا مسئلہ نفاذ قضا ظاہرا و باطنا کا در صورت
کذب ایسا غلط فاحش قول ہی کہ تمام ابواب فقہیہ اور اغراض شارع علیہ السلام کی
اور نیز حکمت الہیہ کی خلاف ہی جسکی باعث تحلیل ما حرم اللہ اور ارتکاب اشد
کبائر یعنی اتلاف اور اخذ حقوق غیر لازم آتا ہی جو مقصود شارع کی بالکل مخالف
ہی تفصیل اسکی یہ ہی کہ حکام اور قضات کو پروردگار نی انصاف اور عدل کی
قائم کرنیکو معین اور مقرر فرمایا ہی اور مخلوقات کی معاملات کا انہین پر دار و مدار
رکہا ہی پس اگر حکام اور قضات کو وسیلہ اتلاف اور اخذ حقوق غیر کا کیا جاوی
تو ایسا ہی جیسا کہ عبادت کو وسیلہ گناہ کا اور فی الحقیقت کیسی خست اور دنائت
کی بات ہی کہ مدعی کاذب دغا اور فریب اور مکر سی حقوق غیر کا اخذ کرنا چاہتا ہی
اور اپنی ایمان کو بیچتا ہی اور اللہ تعالی کی عدل کو ظلم کیواسطی ذریعہ کرتا ہی کیونکہ
قدرت حکومت کی قضات اور حکام کو اللہ تعالی نی اسیواسطی دی ہی کہ عدل قائم
کیا جاوی اور ظلم دفع کیا جاوی پس جو محض قدرت اور حکومت قضات ائمہ کو
عدل کی مٹنی مین اور ظلم کے قائم کرنیمین صرف کری تو قلب موضوع اور خلاف
مقصود شارع علیہ السلام کا لازم آتا ہی پس اس قسم کی مسئلہ کا قائل ہونا سوای
اتلاف حقوق خلق اللہ کی تلبیس اور مکر اور رخنہ حکمت الہی مین کرنا ہی و ظلم کو
عدل کی صورت مین ظاہر کرنا جیسا کہ کوئی قرآن شریف کو درمیان دیکر دغا کری
پس بسبب ایسی ایسی خباثتون اور خسائس کے قول کرنا اس مسئلہ کا نہ باید اوسکی

حقوق مسلمین کا اخذ کر لینا اور مال غیر کہا جانا اور اوسمین تصرف کرنا اشد کبایر ہی
اور ایسا حیلہ کرنا شیطان کا فریب کہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کے حلال
کرنیکو شامل ہی اور ایسا باطل حیلہ ہی کہ جسکا کہین ٹھکانا نہین پس ایسی حیلہ
اور ذریعہ باطل ہی جو اخذ حقوق غیر کیا جاوی تو حقوق غیر کیونکر حلال ہو وینگی
اسواسطی کہ حیلہ دو طرح کی ہین ایک تو وہ کہ امور خیر کا ذریعہ پڑین جیسا کہ اگر
ظالم حق نہ دیتا ہو تو اوس سی حق کا چھوڑنا اور مظلوم کو ظالم سرکش کی ہاتھہ سے
بچانا اور دوسری وہ حیلے ہین جنسی حرام چیزونکا حلال ہونا اور مظلوم کو
ظالم کر دینا اور ظالم کو مظلوم بنا دینا اور حق کو باطل اور باطل کو حق کرنا پایا جاتا
قال الامام احمد لا یجوز شئی من الحیل فی ابطال حق مسلم یعنی جو حیلی کہ مسلمان
کا حق باطل کرتی ہون اونمین سی کچھہ بہی درست نہین پس جو شخص اسطرح کا
جھوٹا دعوی جھوٹی گواہونسی قاضی کی یہان کرتا ہی وہ دغا بازی کرتا ہی
اللہ تعالی اور حکام اور ائمہ اور عامہ مسلمین سی اور یہ کام منافقین کا ہی فرمایا
اللہ تعالی نی یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسہم دغا بازی کرتی
ہین اللہ سی اور ایمان والونسی اور کسیکو دغا نہین دیتی مگر آپکو وقال تعالے
ان المنافقین یخادعون اللہ وہو خادعہم منافق جو ہین دغا بازی کرتی ہین
اللہ سی اور وہی اونکو دغا دیگا وقال تعالی وان یریدوا ان یخدعوک اور اگر
وہ چاہین کہ تجھکو دغا دین پس بموجب ان آیات کی یہ خداع اوس جھوٹی مدعیکا
اوسپر ہی لوٹ کر جاویگا یعنی تصرف کرنا اوسچیز مین جو جھوٹی دعوی اور جھوٹے
گواہونسی لیگئی ہی اوسکو دوزخ مین لیجاویگا پس جسطرح قائل لا الہ الا اللہ
و محمد رسول اللہ کا جو حقیقت اس جملہ سی مقصود ہی اوسکا ارادہ نکری صرف اسکی
حکم اور ثمرہ نکا قصد کری تو فریب دینی والا اور منافق ہی اسیطرح جو شخص مدعی

قاضی اور امام کی کہتا ہی کہ مینی بیچا اور خریدا اور طلاق دی اور نکاح کیا اور خلع کیا
اور اجارہ دیا اور مساقات کی اور قرض لیا یا دیا وغیرہ ذلک اور ان الفاظ کی
حقیقت شرعیہ کا ارادہ نہین کرتا بلکہ خلاف اور مغائر با تین جنکی واسطی وہ الفاظ
شروع نہین ہوئی اونکا ارادہ کرتا ہی تو کیونکر وہ فریب اوسکا ما حرم اللہ کو
حلال کر دیگا منافق اور اوسمین اتنا ہی فرق ہی کہ منافق اصل ایمان مین مکر
دینی والا ہی اور مدعی کاذب معاملات اور اعمال مین قال الشیخ الامام ابی عبد اللہ
محمد بن ابی بکر ہذا ضرب من النفاق فی حدود اللہ و ایاتہ کما ان الاول نفاق
فی اصل الایمان یعنی یہ ایک قسم نفاق کی ہی خدا تعالی کی آیتون اور حدونمین
جیسا کہ اول قسم نفاق ہی اصل دین مین - دیکھو بیع عینہ کو کہ جو ایک مسئلہ
فقہیہ ہی شارع علیہ السلام نی اوسکو حرام کیا ہی حالانکہ اوسمین فقط اتنا ہی
ہوتا ہی کہ ایک روپیہ کی اپنی شی مملوک چھ روپیہ کو مثلا بیچتا ہی حضرت انس نی
بیع عینہ کی باب مین فرمایا ہی کہ اللہ تعالی کو فریب نہین دیا جاتا اب دیکھو
کہ صحابہ نی ایسی عقد کو جو ظاہر مین بیع اور مقصود اوس سے سود ہو خدا تعالی
کو فریب دینا ٹہیرایا یہ دعوی کذب مدعی کا مع شہادت زور کی اللہ تعالی
علام الغیوب کو کسطرح فریب دے سکیگا یعنی جو شئی اس ذریعہ سی حاصل کیگئی
ہی وہ اللہ تعالی کی نزدیک کیونکر حلال ہو جاویگی - اور جو شخص ایسی قول
بولی جنکی لیئی شارع نی حقایق اور مقاصد مقرر فرمائی ہین مثلا وہ کلمہ جسکی
فرج حلال ہوتی ہی کہی یا عہد و میثاق زبان سی کری اور اوسکی مراد اون
الفاظ سی وہ حقایق اور مقاصد نہون جنکی لیئی وہ موضوع ہین اور بنائی گئی
ہین بلکہ اوسکی نیت مثلا رجعت سی یہ ہو کہ عورت کو ستا دی یا نکاح اسلیئی
کری کہ طلاق دینی والی پر اوسکو حلال کر دی اسلیئی نکری کہ اوسکو بی بی بنائی

یا بیع جائز طور کی کری اور اوسکا مقصود اوس سی سود ہو تو اسطرح کا شخص اون
لوگون مین سی ہی کہ اللہ تعالی کی آیتوسنی ٹہٹہا کرتی ہین پس یہہ مدعی کاذب
معہ اپنی شاہدون زور کی قاضی اور امام سی ٹہٹہا کرنیوالا ہو یہ ٹہٹہا اوسکا
حق غیر اور ما حرم اللہ کو کیونکر حلال کردیویگا ابن ماجہ مین ہی عن ابی موسی
الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم ما بال اقوام یلعبون بحدود اللہ ویستہزؤن
بایاتہ طلقتک راجعتک طلقتک راجعتک یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نی کیا حال ہی
ان لوگونکا جو اللہ تعالی کی حدون سی کہیلتی ہین اور اوسکی آیتوسنی ٹہٹہا کرتی ہین
کہ تجہی طلاق دی تجہسی رجعت کی تجہی طلاق دی تجہسی رجعت کی دیکہو اس حدیث
مین جو شخص کہ ان حدود کو زبان سی کہی اور اون حقایق اور مقاصد کا جنکی
لیی یہ مشروع ہوئی ہین ارادہ نکری اُسکو خدا تعالی کی آیتون سی ٹہٹہا کرنیوالا
اور کہیلنی والا فرمایا تو یہ مدعی معہ اپنی شاہدون زور کی مستہزئین مین کیونکر
شمار نہو گا۔ اور دیکہو اللہ تعالی نی اصحاب باغ ضروان کا حال اپنی کلام پاک مین
مذکور فرمایا ہی اونکو جو عذاب ہوا اوسکی وجہ یہی تہی کہ اونہون نی مسکینونکی حق
دور کرنیکا حیلہ کیا تہا جسکی سزا اونپر یہ ہوئی کہ فطاف علیہا طائف من ربک
وہم نائمون فاصبحت کالصریم یعنی پہر گیا اوپر اوسکی ایک پہرنیوالا یعنی عذاب
آلہی پروردگار تیری کی طرفسی اور وہ سوتی تہی پہر فجر کو وہ ہوگیا جیسی ٹوٹ چکا
جبکہ اصحاب ضروان کا اتنا حیلہ بہی بیچ حقوق مساکین مین مردود ہوا تو مدعی کاذب
جہوٹا اوسکی شاہدون زور کی کیونکر مردود نہوگا اور ما حرم اللہ کو کیونکر حلال
کردیویگا۔ اور دیکہو اللہ تعالی نی اصحاب سبت کا احوال بندر ہوجانیکا بیان
فرمایا ہی کہ جب اونہون نی اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو یعنی ہفتہ کی دن شکار
کو حیلہ کی راہ سی مباح کر لیا اسطرح کہ جمعہ کی روز جال لگا آتی اور جب دمین شکار

پڑجاتا تو اتوار کو اوسکو پکڑ لیتی اور اس معاملہ کو اونہون نے حضرت موسیٰ کی جلال
اور توریت پر ایمان نہ لانیکی جہت سے حلال نہین جانا تہا بلکہ یہ حلال جاننا صرف
تاویل اور حیلہ کا تہا اسیواسطی وہ لوگ بندر ہوگئی کیونکہ بندر کی صورت مین انسان
کی شکل کی مشابہت ہے اور اوسکی بعض صفتین بہی انسان کی مشابہ ہین مگر
حقیقت بندر کی انسان کی مخالف ہی اور ایساہی اونکا فعل تہا کہ ظاہر مین
تو شکار سی بچا تہا اور باطن مین حد سی تجاوز کرنا غرضکہ جب اون لوگون
حد سی بڑہنی والون نی اللہ تعالی کی دین کو مسخ کردیا اسطرح کہ ایسی چیز کو
پکڑا کہ بعض ظاہری باتومین دین کی مشابہ ہو نہ حقیقت مین تو اللہ تعالی
نی بہی اونکو ٹہیک ویساہی بدلادیا کہ بندر کردیا جو ظاہر کی بعض باتومین
انسانونکی مشابہ ہین نہ حقیقت مین اور توضیح اسکی یہ ہی کہ بنی اسرائیل نے
خدا تعالی کی نافرمانی سود وغیرہ کی کہانیسی کی جسکا اللہ تعالی نی اپنی کتاب
مین بیان فرمایا ہی اور یہ جرم روز معین مین شکار کرنیکی نسبت بہت بڑا ہے
اسلیئی کہ ہماری شریعت مین سود حرام ہی اور شنبہ کی دنمین شکار کرنا حلال
پہر بہی بنی اسرائیل کو سود کہانی اور ظلم کرنی پر صورت بدلنی کی سزا نہ ملی
جیسی حیلہ سی حرام کو حلال جاننی پر سزا دیگئی اسلیئی کہ صورت دوم مین انکا حال
منافقون کا سا ہوگیا کہ برا کام کیا اور اوسکو برا نہ سمجہی تو دو خرابیان جمع کین
ایک برا کرنا دوم اعتقاد کا بگاڑا سی جہت سے جرم مین بڑی ٹہری کیونکہ جو شخص
نافرمانیکی ساتہہ اوسکی حرام ہونیکا اقرار کرتا ہی وہ خدا تعالی اور اوسکی نبوت
پر ایمان رکہتا ہی اور عقوبت سی ترسان اور مغفرت کا متوقع ہی ممکن ہی کہ
توبہ کرلی اور توبہ اوسکو خیر و رحمت پر پہنچادیوی لیکن یہ مدعی کاذب بجا حفظ
حقوق مسلمین کے جبکہ اون حقوق کی حلت کا اپنی حق مین معتقد ہوگا تو یہہ

تو یہ کیسی اب وسکی لیی نحوست گناہ سی نکلنی کی توقع نہین کیجاتی تو دیکہو کہ
اصحاب سبت نی اپنی حیلہ سی تحصیل اوس مال کی جو کسیکے ملکیت مین نہی تہا
کرنی چاہی تہی جسپر اونکو یہ سزا ہوئی تو مدعی کاذب معہ اپنی شاہدون زور کی
کہ قضائی قاضی کو جو موضوع ہوئی ہی عدل اور انصاف کیواسطے ظلم اور عدوان
کی واسطے مشروع اور موضوع کئی لیتا ہی اور جہوٹ اور فریب کا جال لگا کر اخذ حقوق
غیر کرتا ہی تو یہہ تحصیل مال مسلمین اور اوسمین تصرف کرنا اوسکو کیونکر حلال ہوگا
- اور دیکہو حدیث صحیح متفق علیہ مین آیا ہی انما الاعمال بالنیات وانما لکل
امرء ما نوی الحدیث یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ثواب اعمال نیتون سی ہے
اور ہر ایک مرد کو وہ ہی جو اوسکی نیت کی آخر حدیث تک درحالیکہ اللہ تعالی ہر
مدعی کاذب کی نیت اور کذب کو جانتا ہی اور خود مدعی بہی اپنی دروغ اور فریب
کو پہچانتا ہی اور گواہ جہوٹی بہی اپنی کذب سی واقف ہین تو ایسی جہوٹ سی جو
اخذ حقوق غیر کیا گیا ہی خواہ عقود و فسوخ مین ہو یا املاک مرسلہ مین کیونکر حلال
ہو جاویگا ان ہذا لشئ عجاب اور جب طریق تحصیل حرام ہوا تو تصرف بہی حرام
ہی رہیگا کیونکہ اخذ اور تحصیل شئ سی مقصود اور مراد تصرف ہی ہوا کرتا ہی
نہ نفس اخذ - اور دیکہو حدیث مین آیا ہی روی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البیعان بالخیار حتی یتفرقا الا ان یکون صفقۃ خیار
ولا یحل لہ ان یفارقہ خشیۃ ان یستقیلہ رواہ اہل السنن وحسنہ الترمذی یعنی
آنحضرت صلعم نی فرمایا کہ دو خرید و فروخت کرنیوالونکو اختیار ہی جب تک کہ ایک
دوسری سی جدا ہون مگر یہ کہ معاملہ جا کر کا ہو اور اونمین سی کسیکو حلال نہین
کہ اس خوف سی علیحدہ ہو جاوی کہ کہین دوسرا اپنی چیز نہ پہیر لے روایت کیا اس
حدیث کو سنن والون نی اور ترمذی نی اوسکو حسن کہا ہی اس حدیث مین آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو حرام فرمایا کہ جدا ہونیوالا دوسری کی بیع توڑنیکو
روکی اسلئے کہ اوسنے جدا ہونیسے وہ قصد کیا جو عرف مین جدائی سے نہین ہوا
کرتا کیونکہ اوسنے جدائی سے اپنی بہائی کا اختیار باطل کرنا چاہا حالانکہ جدائی
اسلئے مقرر کی گئی ہے کہ اونمین سے ہر ایک اپنی اپنی کام کو چلا جاوے تو اوسنے
خلاف مقصود شارع علیہ السلام کی کیا جسکو حضرت نے حرام فرمایا تو مدعی کاذب
کو کہ جسکی نیت اور ارادہ مین اخذ حقوق غیر ہے تصرف کرنا حقوق غیر مین کیونکر
حرام نہوگا - اور دیکھو عن ابن عباس قال بلغ عمر ان فلانا باع خمرا فقال قاتل اللہ
فلانا الم یعلم ان رسول اللہ صلعم قال قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوہا فباعوہا
حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کو خبر پہنچی کہ فلان شخص نے
شراب بیچی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی قتل کرے فلان کو کیا اوسے معلوم نہین
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قتل کرے اللہ یہود کو کہ حرام کی گئی اونپر چربیان
اونہون نے اوسکو پگلایا پہر بیچا خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث مین لفظ جملوہا
کی معنی یہ ہین کہ اوسکو پگلایا تاکہ پگلکر چکنائی ہوجاوے اور اوسپر سے نام چربی کا
جاتا رہے اور جمیل پگلی ہوئی چربی کو کہتے ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی
شی کا حکم اوسکی صورت اور نام بدلنے سے بدلا نہین کرتا اور چربی والونکی حیلہ
کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی سے کہا جاوے کہ مال یتیم کی گرد نہ پہٹکنا پس وہ
مال کو بیچکر اوسکی دام وصول کرکے کہالیوے اور کہے کہ مین نے خود مال یتیم کو نہین
کہایا بلکہ ایک چیز اپنی ذمہ مول لی اور اوسکا مالک ہوگیا تو مین نے صرف اپنا
مال کہایا ہے ایسا ہی یہ مدعی کاذب مال غیر کو اپنا مال کرکے لیتا ہے اور نام
ظلم کا عدل رکھتا ہے اور غور کرنیکا مقام ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے
محبت رکھے اور اسوجہ سے کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو پہلے شہادت زور اور قضائے

قاضی کو حیلہ اور ذریعہ کرکے کہی کہ میرا نکاح اوس عورت سی ہوگیا ہی حالانکہ حقیقت
مین کچھ بھی نہین ہوا تو وہ عورت اوسکو کیونکر حلال ہو جاویگی کہ ان دونونکا
دل جانتا ہی کہ وہ اوسکی عورت نہین اور وہ اوسکا خاوند نہین یا اسی حیلہ
اور وسیلہ باطل سی مال کسی محتاج کا کہا جاوی تو وہ کیونکر اوسکو حلال ہو جاویگا
اللہ تعالی نی حرام چیزونکو اسلیئی حرام فرمایا ہی کہ دل پرہیز کرین اور ایمان
کی تندرستی اور قوت بنی رہی جیساکہ طبیب حاذق مریض کو مضر چیزونسی منع
کردیا کرتا ہی تو اگر اس مضر چیز کی کہانیکی واسطی مریض اوسکی صورت یا نام
بدلنی سی طبیب سے کہانیکا حیلہ کری اور وہ طبیب بسبب بدلنی نام اور صورت کے
اوسکو اجازت دیدیوی تو اس سی کیا ہوتا ہی حقیقت اور طبیعت اوس شی کی
تو بدستور ہی اور بیشک وہ مرض کو بڑہاویگی اور ہلاک کا اندیشہ ہی علی ہذا القیاس
یہ دعوی کذب اور شہادت زور کہ جسکو لباس صدق ظاہر مین پہنایا گیا اور صورت
اوسکی بدلگئی اور قاضی کی یہان مقبول ہوگئی عند اللہ کیونکر مقبول ہوگی
اور ماحرم اللہ کو کیونکر حلال کرسکتی ہی اور اسیوجہ سی نبی علیہ السلام نی ارشاد
فرمایا کہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار جسکی شرح آگی آتی ہی - اہل انصاف اگر ابواب
شریعت کو غور کرکے دیکھینگی تو معلوم ہوگا کہ ایسی کاذب اور فریبونکی مقصود
کو شریعت باطل کردیتی ہی اور اونکی مقصود کی خلاف اونسی پیش آتی ہی
چند مثالین اوسکی لکہی جاتی ہین مثلا جو شخص میراث کی حیلہ سی مورث کو
قتل کردی تو شارع علیہ السلام نی قاتل کو میراث بالکل نہین دلائی اور محروم
عن المیراث کردیا اسلیئی کہ باطل طور پر اوسکی لیئی حیلہ کیا - یا جو شخص کسی کی واسطی
مال کی وصیت کری اور وہ وصیت کرنیوالی کو مارڈالی تو اوسکی حق مین وصیت
باطل ہو جاتی ہی - اور اگر آقا اپنی غلام کو مدبر کری اور وہ جلد آزاد ہو جانیکی واسطی [illegible]

آنجا کو مار ڈالے وسکی حق مین مٹ بر ہونا باطل ہوگا - اور اگر کوئی بیمار اپنی بی بی کو میراث ملنی کی حیلہ سی طلاق دیدی اس صورت مین عورت جب تک عدت مین ہینگی مردکی وارث ہوگی - یا کوئی مریض اپنی وارث سی مال کا اقرار کرلے تو یہ امر باطل ہوگا کیونکہ وہ اقرار کو وصیت کا بہانہ کرتا ہی - اور دیکھو کہ اللہ تعالے نی اون لوگونکو جنہون نی حرام شکار پر حیلہ کیا تہا مسخ اور صورت بدلنی کی سزا دی اور جس شخص نی لوگون کی مال پر سودسی حیلہ کیا اوسکی سزا مال کی کہو دینی سی کی چنانچہ فرمایا یمحق اللہ الربو و یربی الصدقات یعنی مٹاتا ہی اللہ سود او بڑہاتا ہی خیرات اور جہوٹ بولنی والیکی سزا یہ ہوئی کہ اوسکی کلام لغو ہوا اور اوسی پر واپس کیجاتی ہی - اور غنیمت مین سی خیانت کرنیوالیکی سزا یہ ہی کہ اپنی حصہ سی محروم رہی اور اسکا مال جلا دیا جاوی اور جو شخص حرم مین شکار کری اوسکی سزا یہ ہوئی کہ اوسکی شکار کا کہانا حرام ہی اور ویسی ہی جانور کا تاوان اوس سی لیا جاتا ہی - اور جو شخص اوسکی بندگی اور طاعت سے تکبر کری اوسکی سزا یہ مقرر کی کہ اوسکو اپنی بندگی اور طاعت والونکا غلام بنایا اور جو شخص راستہ کو پر خوف کرکے رہزنی کرتا ہی اوسکی سزا یہ ٹہرائی کہ اوسکی ہاتھ پانوکاٹی جاوین اور جلا وطن کرکے اوسپر سب راستی بند کردئی جاوین کہ جہانہ نکلی وہان خوف زدہ نکلی - اور جس شخص کا روح اور بدن زنا اور حرام سی لذت پاوی اوسکی سزا یہ مقرر کی کہ اوسکی بدن اور جان کو کوڑی سی درد پہنچایا جاوی تاکہ تکلیف وہان پہنچی جہان لذت پہنچی - اور اوس شخص کی سزا جو دوسری کی گہر مین جہانکی یہ مشروع کی کہ اوسکی آنکہین پہوڑ دیجاوین الغرض کہ ہر خیانت کرنیوالی کو سزا وہ دی کہ اوسکی مکر کو باطل اور نکما کردیا اب دیکہو حضرت آدم علیہ السلام کو کہ جب درخت مین سی کہانیکی باعث نافرمانی کی تو اونکو جنت سے

کا دینی کی سزا دی ایسی کہ اونکو اوسکی کہنا نہیں جنت مین ہمیشہ رہنی کی طمع
تہی سو ادرناپ اور تول کی کمی پر یہ سزا مقرر فرمائی کہ امام اور قاضی کو حکم فرمایا کہ
جتنا کم کیا ہو اوسکا دونا زبردستی لیلیوین - اور جو شخص کہ زکوٰۃ نہ دی اوسکی سزا
یہ ٹہرائی کہ منہ زور کرکہ پاس سے اوسکی آدہا مال مع زکوٰۃ لو اور جو کوئی اوسکی کتاب
اور اوسکی رسول کی سنت سے منہ پہیری اور ہدایت کو اونکی سوا مین تلاش کری
تو اوسکی سزا یہ کی کہ دروازہ ہدایت کی اوسپر بند کردی ترمذی وغیرہ مین ہے
عن علی من ابتغی الہدی فی غیرہ اضلہ اللہ سے جو تم نی ذہنی آشنا ہوا مثل سگ
اوسکو ہمہ دیکہا ہو جب ان سزا دہیر غور کیا جاوی تو بالضرور ہر شخص منصف مزاج
لیویگا کہ جو شخص تحلیل ما حرم اللہ اور اخذ حقوق غیر بوسیلہ دعوی کاذب اور شہادت
زور کی کیا چاہتا ہی اور قضائی قاضی وامام کو جو محض واسطی عدل اور انصاف کے
موضوع ہوئی ہی واسطی ظلم اور اعتساف کی کئی لیتا ہی تو اللہ تعالی لطیف اور خبیر
حکیم وبصیر اس مدعی کاذب پر اموال غیر کو ہرگز ہرگز حلال نفرماویگا بلکہ اشد حرام
اور سخت تر گناہ کبیرہ رکہیگا حررت ہذہ المضامین ملتقطا عن تنبیہ الشیطان من شاء
التفصیل فلیراجع الیہ - اور جبکہ بطور معقول وہم بطرز منقول بیان ما سبق سی
اہل انصاف کو ثابت ہوا کہ مدعی کاذب کو بشہادت زور اخذ حقوق غیر حرام ہی
اور ممنوع اور نیز اوسمین کرنا تصرف کا ہرگز درست اور روا نہین ہوسکتا تو اب
ہم کہتی ہین کہ مدعی کاذب کو قاضی کی یہان مقدمہ کاذب کا لیجانا اور قاضی
کی قضا اور حکم کا حاصل کرنا بنسبت اس مدعی کی حرام ہی اور ممنوع کیونکہ مدعی
کاذب قضائی قاضی کو ذریعہ اور وسیلہ اخذ حقوق غیر اور تحلیل ما حرم اللہ کا گردانتا
اور شارع علیہ السلام نی اپنی جملہ شرایع مین ایسی ذرائع اور وسائل اور حیل کو
حرام اور منہی عنہ فرما دیا ہی اور سد ذرائع کردیا ہی کما سیاتی مفصلا انشاء اللہ

مدعی کی حق مین یہ قضا ممنوع اور منہی عنہ اور مسدود رہیگی اگرچہ قاضی اور امام
کی نسبت وہی قضا واجب ہے کیونکہ اوسکو علم غیب ہی نہین اور ظاہر مین
شاہدون سے ثبوت کامل حسب شرائط قضا پہنچ چکا تو اوسپر ظاہر مین حکم کردینا
بموجب ثبوت کی واجب ہوگیا کیونکہ قضا اوسکی اسیواسطی موضوع اور مشروع
ہوئی ہی کہ بعد ثبوت کامل حکم کی اور قضا کردیوی اور یہی معنی ہین اصحاب کے
کہ قضا قاضی کی ایسی صورت کذب مین بظاہر نافذ ہوتی ہی نہ باطن مین یعنے
فیما بین اللہ تعالی اور مدعی کی ۔ اب دیکھو کہ شارع علیہ السلام نے ذریعونکو
حرام کی تمامہا حرام فرمایا ہی خواہ اوسسی حرام کا قصد کیا جاوی یا نکیا جاوے
تو ما نحن فیہ مین کہ مدعی کاذب قضائی قاضی کو ذریعہ اور وسیلہ اخذ حقوق غیر کا
کرتا ہی تو اوسکی حق مین قضا قاضی کی مسدود اور منہی عنہ رہیگی اگرچہ قاضی کو
اوس قضا کا نافذ کرنا جائز ہی چند مثالین ذکر کیجاتی ہین جن سی سد ذرائع کا
اہتمام شارع کیطرف سی واضح ولائح ہوجاوے دیکھو اللہ تعالی نے مشرکین کی معبودونکو
گالی دینی سی منع فرمایا کیونکہ اونکو گالی دینا اسبات کا ذریعہ ہی کہ مشرکین بسبب
دشمنی اور کفر کی خدا تعالی کو گالی دینگی ۔ اور حدیث مین آیا ہی ان من اکبر الکبائر ان ی
شتم الرجل والدیہ قالوا وہل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب
اباہ ویسب امہ فیسب امہ یعنی تحقیق سب سے بڑا کبیرہ یہ ہی کہ آدمی اپنی ماباپ کو
گالی دیوی لوگون نے عرض کیا کہ کیا کوئی اپنی ماباپ کو بھی گالی دیتا ہی آپنے
فرمایا کہ ہان دوسری شخص کی باپ کو گالی دیتا ہی وہ اوسکی باپ کو برا کہتا ہی
اور دوسری کی ماںکو برا کہتا ہی تو وہ اوسکی ماکو برا کہتا ہی ۔ چونکہ ماباپ کی گالی
کا ذریعہ یہ شخص خود ہوا تو نبی علیہ السلام نے اوسکی ذریعہ ہونیکو اکبر الکبائر فرمایا
۔ اور شراب کا ایک قطرہ حرام فرمایا گو اوس سے شراب کی سی خرابی نہین ہوتی

مگر اجتناب کر تھوڑی کا پینا ذریعہ بہت کی پینی کا ہوتا ہی تو ایک قطرہ کو بھی حرام فرمادیا اسیطرح اوسکو سرکہ بنانیکی لیئی روک رکھنا حرام فرمایا اور اوسکو نجس ٹھیرایا اور دو خلیطوں سی منع فرمایا اور عصیر اور نبیذ کی پینی سی تین دنکی بعد اور برتنو میں نبیذ بنانی سی نہی کی اور اجنبی عورت سی خلوت اور اوسکی ساتھہ سفر کرنا اور بدون حاجت کی اوسکی طرف کو دیکھنی کو حرام کیا اور عورتونکو مسجد کیطرف جانیکی وقت خوشبو لگانی سی منع فرمایا اور نماز میں اونکو سبحان اللہ کہنی سی منع فرمایا اور تصفیق یعنی تالی بجانا مقرر کیا اور عدت والی عورت کو زینت اور خوشبو اور زیور سی منع فرمایا اور حالت عدۃ میں مرد کو کہلا کہلی پیغام نکاح کا دینی سی منع فرمایا کو نکاح بعد عدت گذرنیکی ہی ہو جاوے اور قبر و نپر مسجدیں بنانی سی منع فرمایا اور قبر ونکی اونچا کرنی اور کنگرہ دار بنانیسی منع کیا اور اونکی برابر کرنیکا حکم کیا اور اونپر عمارت بنانی اور گچ کرنیسی اور اونکی طرف کو اور اونکی پاس نماز پڑہنی سی اور چراغ جلانی سی منع فرمایا اسلیئی کہ اونکی بت ٹہرانیکا ذریعہ اور وسیلہ بند ہو جاوی اور آفتاب نکلنی اور ڈوبنی کیوقت نماز پڑہنی سی نہی فرمائی اسلیئی کہ ان دونوں وقت میں کافر آفتاب کو سجدہ کرتی ہیں۔ اور بیع صرف میں باہم قبضہ کرنیسی پہلی جدا ہونیکو منع فرمایا اور سلف اور بیع کو ایک ساتھہ جمع کرنا حرام ٹھیرایا اور اوس قرض سی منع فرمایا جس سی نفع حاصل ہو اور قرض دینی والیکو قرض لینی والیکا ہدیہ قبول کرنیسی منع فرمایا سنن ابن ماجہ میں ہے

قال سئلت انس بن مالک الرجل منا یقرض اخاہ المال فیہدی الیہ فقال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقرض احدکم قرضا فاہدی الیہ او حملہ علی الدابۃ فلا

یرکبہا ولا یقبلہ الا ان یکون جری بینہ و بینہ قبل ذلک یعنی یحیی بن ابی اسحاق

کہتی ہیں کہ میں نی انس بن مالک سی پوچہا کہ ایک آدمی ہم میں سی اپنی بہائی

مسلمان کومال قرض دیتاہی پہر وہ قرضدار اوسکی پاس ہدیہ بہیجتاہی آپنے فرمایا
کہ رسول اللہ صلعم نی ارشاد فرمایاہی کہ جب تم مین سی کوئی قرض دیوی پہر
قرضدار اوسکی پاس ہدیہ بہیجی یا سواری پر چڑہا دی تو اوسپر سوار نہو اور نہ ہدیہ
قبول کری مگر اوس صورت مین کہ پیشتر سی اون دونون مین یہ معاملہ جاری ہو
اور عورتونکو منع فرمایا اس سی کہ پانو مارین اور مردون اور عورتونکو نیچی نگاہ
رکہنی کا حکم فرمایا کیونکہ دیکہنا ذریعہ ہی میل اور محبت کا اور وہ ذریعہ ہی ممنوع میں
پڑنیکا اور رمضان شریف کا استقبال ایک یا دو روز پیشتر رکہنی سی منع فرمایا اور
نکاح مین جمع کرنا بی بی کا اور اوسکی پہوپی کا یا خالہ کا منع فرمایا اور لونڈی سی
نکاح کرنیکو منع فرمایا اور منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی نفس کو سوائے آنحضرت صلعم کی
ہبہ کری اور منع فرمایا کہ جس آدمی کی حق کا کوئی منکر ہو یا خیانت سی لیلیوی
تو وہ اوس سی اپنی حق کی مثل خیانت کی طور پر لی گو اول شخص صرف اپناہی
حق لی یا اوس سی کمتر لی بالجملہ جو ذرائع اور وسائل کہ بظاہر درست اور حلال ہی
معلوم ہوتی مین اونکو بہی شارع علیہ السلام نی ممنوع فرمادیاہی اور بند کردیاہی تو
یہ قضائی قاضی جسکو مدعی کا ذب واسطی اخذ حقوق غیر کے ذریعہ اور وسیلہ گردانتاہی
اللہ تعالی اور اوس مدعی کی درمیان مین یعنی باطن مین کیونکر نافذ ہوگی **قولہ**
ہان یہ مسلم کہ طریق حصول ملک گناہ کبیرہ ہی الخ **اقول** العجب کل العجب کہ ایک شی
وجہ حرام اور گناہ کبیرہ سی حاصل کیجاوی اور پہر بہی وہ حلال وطیب ہی ایسی
بات کا قائل ہونا بجز آپکی کسی اہل اسلام سی ہمکو متوقع نہین اغلب کہ آپکی نزدیک
کسبیون وغیرہ کی خرچی اور دیگر جو روپیہ اور اموال وجوہ حرام سی حاصل کیاجاوی
وہ سب حلال وطیب ہوگا شاباش حنفیت ہو تو ایسی ہو سہ این کار از تو آید و
مردان چنین کنند اور اس سی اونہر کر ارشاد ہوتاہی کہ (دربارہ عدم نفاذ قضا

یہ حدیث کہ ہر ہی نص ہوئی) ولنعم ما قیل ۔ اگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانند آیدش بازیچہ در گوش ۔ حضرت من کتاب اللہ اور سنت صحیحہ متفق علیہ
قطعی الدلالہ یعنی مذکورہ سابقہ اس مسئلہ کی نفی بجواز طلبہ بالتفصیل کر رہی ہین
لیکن الفارسمع اور شہود قلب درکار ہی سنیئی اور دیکھیئی قال اللہ تبارک وتعالی

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بہا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس
بالاثم وانتم تعلمون یعنی نہ کہاؤ مال ایکدوسری کی آپسمین ناحق اور نہ پہنچاؤ انہین
حاکمون تک کہ کہا جاؤ کاٹکر لوگون کی مال مین سی ماری گناہ کی اور تمکو معلوم
ہی اگر اور کوئی تفسیر نہین دیکھی تو انوار التنزیل بیضاوی ہی کہ دیکھیئی لکہا ہی
قولہ تعالی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ای ولا یاکل بعضکم مال البعض بالوجہ الذی
لم یبحہ اللہ وبین نصب علی الظرف او الحال من الاموال وتدلوا بہا الی الحکام عطف
علی النہی او نصب باضمار ان والادلاء الالقاء ولا تلقوا حکومتہا الی الحکام لتاکلوا
بالتحاکم ای بالرفع الی الحکام فریقا طائفۃ من اموال الناس بالاثم بما یوجب اثما
کشہادۃ الزور والیمین الکاذبۃ او متلبسین بالاثم وانتم تعلمون انکم مبطلون
فان ارتکاب المعصیۃ مع العلم بہا اقبح روی ان عبدان الحضرمی ادعی علی امرء
القیس الکندی قطعۃ ارض ولم یکن لہ بینۃ فحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان
یحلف امرء القیس فہم بہ فقرا رسول اللہ صلعم ان الذین یشترون بعہد اللہ و
ایمانہم ثمنا قلیلا فارتدع عن الیمین وسلم الارض الی عبدان فنزلت وہی دلیل
علی ان حکم القاضی لا ینفذ باطنا حاصل ترجمہ تفسیر یہ ہی نہ کہاوین بعض تمہاری
مال بعض کی اوس وجہ سی کہ نہین مباح کیا اللہ تعالی نی جیسی چوری اور خیانت
اور غصب اور عقود فاسدہ اور کلمہ بین منصوب ہی کیونکہ ظرف واقع ہوا ہی تاکلوا کا
یا حال ہی اموال سی اور تدلوا بہا الی الحکام معطوف ہی اوپر نہی کی یعنی تاکلوا پر

معطوف ہے لفظ لا کے تحت مین داخل ہی جسکا حاصل ہوا الا تدلوا بہا یا منصوب ہے
بسبب مضمر ہونی انکی یعنی اس قبیل سی لا تشرب اللبن وتاکل السمک اور
ادلا کی معنی ہین پہونچانا اور لیجانا اور ضمیر بہا مین راجع ہی طرف اموال کی اوپر
طریقہ حذف مضاف کی کہ وہ حکومت ہی یعنی حکومت اموال کی مت لیجاؤ
طرف حکام کی تاکہ کہا جاؤ بسبب اس مرافعہ کی طرف حکام کی ایک ٹکڑا
مالون آدمیون کی بسبب گناہ کی یعنی بسبب ویسی چیز کے کہ موجب ہے گناہ کو جیسا
کہ گواہی جہوٹی اور قسم جہوٹی اس صورت مین یا کلمہ بالاثم مین سببیت کی
ہوئی یا دران حالیکہ متلبس ہو ساتہہ گناہ کی اس صورت مین بائی مذکورہ
مصاحبۃ کی ہوئی ۔ اور تم جانتی ہو کہ باطل اور جہوٹ پر ہو ۔ اسو سطی کہ مرتکب
ہونا گناہ کا باوجود علم اوسکی کی نہایت ہی قبیح ہی روایت کیا گیا ہی کہ تحقیق
عبدان حضرمی نی امرأ القیس کندی پر ایک قطعہ زمین کا دعوی کیا اور عبدان
حضرمی کا کوئی گواہ اور بینہ نہ تہا پس حکم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
امرالقیس کو حلف کرنیکا تو امراء القیس نی قصد حلف کا کیا پس نبی علیہ السلام
نی یہ آیت پڑہی تحقیق وہ لوگ کہ خریدتی ہین ساتہہ عہد اللہ تعالی اور قسمون
اپنی کی مول تہوڑا پس باز رہا امرا القیس قسم کہانیسی اور تسلیم کیا قطعہ زمین کا
عبدان مذکور کو پس تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ آیت یعنی قولہ تعالی لتاکلوا
فریقا دلیل ہی اسبات پر کہ حکم قاضی کا باطن مین نافذ نہین ہوتا انتہی ترجمہ
التفسیر اب دیکہو کہ جو معنی اصطلاحی نص کی کتب اصول سی سابق مین ہم لکہ آئی
ہین اس آیت مین تمامہا وبعینہ موجود ہین جس امر کی کوتاہی ہو مولف
صاحب بیان فرماتی ہین ۔ اور حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالت سن لیجیے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم یکون الحن

بحجته من بعض فاقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن قضیت له بشی من حق اخیه فلا یاخذه

فانما اقطع له قطعة من النار متفق علیه یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
نہین ہون مین مگر آدمی اور تم میری پاس مقدمہ اور فیصلی لاتی ہو اور شاید
کہ بعضا تم مین سی حجت مین ہوشیار ہو بعضی سی اور مین جیسا اوس سی سنونگا
فیصلہ کر دونگا پہر مین جسکو دوسرے کے حق مین سی دلائی لگون تو وہ ہرگز نہ لیوے
یہی ہی کہ اوسکی واسطی ٹکڑا اگ کا جدا کیئی دیتا ہون روایت کیا اس حدیث کو
صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور منتقی مین کہا ہی کہ رواہ الجماعة حاصل ترجمہ حدیث
کا یہ ہوا کہ تم اپنی مقدمی میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعوی مین
جہوٹا ہوتا ہی اور مجکو وہ اپنی دعوی مین جہوٹا معلوم نہین ہوتا کیونکہ وہ حجت
مین ایسا قوی اور تقریر مین اتنا چست ہوتا ہی کہ مین اوسکی دعوی کو سچا
گمان کرکے اوسکی دعوی کی موافق دلا دیتا ہون پہر وہ جو مین اوسکو دلاتا ہون
اوسکی بہائی کی حق مین سی اگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہوتا ہی دوزخ مین
کہینچ لیجاویگا تو دیکہو نبی علیہ السلام نی اپنا کلام اس حدیث مین اس لفظ سی شروع
کیا کہ مین آدمی ہون اس تنبیہ کیواسطی کہ حکم نفس الامر سی غیر مطابق ہو سکتا ہی
کہ ہم بشر مین غیب دان نہین ہین دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی
اور اس سی یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ حکم دینا بیجا ہی اسواسطی کہ یہ حکم دینی مین
غلطی نہین ہی کیونکہ حاکم کی ذمہ یہی ہی کہ دونون مدعی مدعا علیہ مین ظاہر کی
موافق یعنی جیسا کہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سی ثابت ہو حکم
کر دی یہ نہین ہی کہ نفس الامری حکم ہو حتی کہ جسکا دعوی جہوٹا ہو اور وہ جہوٹے
گواہ گذر دی اور قاضی کو اونکا جہوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی موافق
بعد اونکی تعدیل کی حکم کر دی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ دعوی نفس الامر مین

ثابت نہین پس اس سی صاف اور بالتخصیص ثابت ہوا کہ حکم قاضی کا جہوٹی گواہ
سی حرام کو حلال نہین کر دیتا اور نہ حلال کو حرام اور اُسکا حکم ظاہر ہی مین جاری
ہوتا ہی نہ باطن مین اب اگر مولف کی نزدیک یہ حدیث درصورت شہادت
زور نفاذ قضا ظاہرا و باطنا کی نفی بالتخصیص نہین کرتی تو تبلادی کہ یہ کلام
حضرت کا فمن قضیت لہ بشئی من حق اخیہ فلا یاخذ بہ فانما اقطع لہ قطعة من النار
کسو اسطی ہی اور حضرت نبی علیہ السلام نی جو شئی کسیکو اپنی حکم اور قضا سی
دلادی اگر وہ حرام نہین تو ٹکڑا دوزخ کا کیونکر ہوا بیٹوا توجروا۔ اور دلیل
عقلی بہی پیش کرتا ہون جو عدم نفاذ کی مثبت ہی سنو کہ حقیقت قضا کی یہ ہی
جواب ظاہر کرنا ثابت کا ہی اور غیر ثابت کا ثابت کرنا نہین ہی اور دعوی
عقود و فسوخ مین ثابت نہین ہوتا درصورتیکہ دعوی کاذب ہو اور گواہی
جہوٹی ہون تو اب قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی
کیونکہ قضا حجت کی موافق نافذ ہوتی ہی اور یہ حجت باطن مین تو غلط ہی کیونکہ
گواہ جہوٹی ہین پس فقط ظاہر مین حجت ہی باطن مین نہین اور مشہود لہ یعنی
مدعی بہی اپنا اور نیز گواہون کا کذب جانتا ہی اور قاضی نہین جانتا سو قضا
ظاہر مین نافذ ہوگی بعد حجت باطن مین نہین ہوگی بلوغ المرام کی شرح مسک الختام
مین لکہا ہی بیچ قول علیہ السلام کی فانما اقطع لہ قطعة من النار پس جزا این نیست
کہ می برم وجدا میکنم برای وی پارہ از آتش دوزخ باعتبار مایؤل از باب مجاز
تشبیہ کقولہ تعالی انما یاکلون فی بطونہم نارا حدیث دلیل ہست بر انکہ حلال نمیشود
بحکم حاکم شئی محکوم بہ برای محکوم لہ وقتیکہ دعوی او باطل باشد در نفس الامر و شہادت کاذب
اما حاکم را حکم بظاہر والزام آن وتخلیص محکوم علیہ بمحکوم بہ جائز ہست و نافذ میشود
حکم او در ظاہر ولیکن حلال نمیشود بدان حرام وقتیکہ مدعی مبطل و شہادت دروغ

و باین رفته اند جمهور و ابو حنیفه خلاف کرده و گفته نافذ میشود ظاهرا و باطنا چنانکه اگر
حکم کند حاکم بشهادت زور که این زن زوجه فلان است حلال میشود برای او و در

گفته و استدل باثار لا یقوم بها دلیل و بقیاس لا یقوی علی معاوضة النص انتهی
آپ یہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دربارہ عدم نفاذ قضا کے ہر ہی نص نہین ہی الخ
ے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ * **قولہ** اب گذارش یہ ہی الخ
اقول اب گذارش یہ ہی کہ اس تطویل لاطائل تحتہ سی اور قیاسات فاسد
ومع الفارق سی آپکی کاربراری معلوم کتاب اللہ اور سنت صحیحہ متفق علیہ قطعی الدلالۃ
اور دلائل عقلیہ اور اقوال علما سی یہ مسئلہ آپکا غلط فاحش ہو چکا اور بروی انصاف
و قانون مناظرہ اعتراض اہل حق کا حنفیوں پر ضرور وارد ہی اور کوئی مقدمہ آپکے
مقدمات مین کا کتاب و سنت سی بوجہ صحیح ماخوذ نہین اور سب مقدمات آپکے
مختل اور باطلہ اور فاسدہ ہین چنانچہ بہ تفصیل کما ینبغی مبین ہو چکا اور فی الحقیقت
یہ ہمکو بخوبی معلوم ہو گیا کہ آپ علم بی تمیزی مین اقصی درجہ کی کامل ہین چنانچہ علمای
اہل انصاف کو حال آپکی بی تمیزی کا اس رسالہ سی خصوصا اس تقریر پر جو دربی
جو مسئلہ قضا سی متعلق ہی بخوبی روشن و ہویدا ہوا ہوگا اور شاید ہماری اس بیان شافی و
کافی سی آپکو بہی بشرط القای سمع و شہود قلب حقیقت حال ظاہر ہو جاوی ذرہ
آنکہین کہولکر دیکہی ورنہ خیر انا للہ وانا الیہ راجعون ے آنکہین اگر مندی ہین
تو پہر دن بہی رات ہی * اسمین قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا * اور کولہو کی مثل تو
آپنی خوب یاد کرلی ہی لیکن اس مثل فیل پر بہی ذرہ دہیان فرمائیی کیونکہ یہہ
تاویلات فاسدہ آپکی عند العوام و الجہلا ہی کام دیتی ہین اور عند العلما اور نیز
آخرت مین محض بی سود اور ظلمات ہو جاوینگی مثل یہ ہی مثلہم کمثل الذی استوقد

نارا فلما اضاءت ما حولہ ذہب اللہ بنورہم وترکہم فی ظلمات لا یبصرون صم بکم عمی فہم

لا یرجعون **دفع دفعہ تاسع - قولہ** بدلالت ولا تنکحوا الی قولہ نفرمایا **اقول**
جواب تو آپکی اس بات کا اتنا ہی ہی کہ نہی لا تنکحوا مین مجاز نہی اور مراد اس سی
نفی ہی قال فی نور الانوار والنہی عن نکاح المحارم مجاز عن النفی فکان نسخا لعدم
محلہ لان محل النکاح المحللات وہن محرمات بالنص انتہی اور اگر جواب تفصیلی منظور
ہو تو قبل از جواب دو ایک باتین اگر آپ سن لیوین تو بڑی عنایت ہو بحکم کلموا
الناس علی قدر عقولہم آپکی سمجھ کی موافق ہی عرض کرونگا دقائق علم اصول کو
دخل ندونگا انشاء اللہ تعالی **اول** یہ کہ شارع علیہ السلام نی اکثر امور اپنی شریعت
مین ایسی مقرر فرمائی ہین جنکی اقامت اور تقرر سی کسی غرض کی تحصیل مطلوب
ہی اور کسی منفعت کا حصول مقصود اور وہ امور از طرف شارع وسائل اون منافع
اور اغراض کی مشروع ہوئی ہین اور ذرائع اون فوائد کی موضوع چنانچہ عقد بیع
اور عقد اجارہ اور ہبہ اور عقد نکاح منجملہ اونہین امور کی ہین مثلا بیع اس غرض کی
واسطی مشروع ہوئی ہی کہ مشتری کو تملک مبیع حاصل ہو جاوی اور بائع کو تملک
ثمن - اور عقد اجارہ اس غرض کیواسطی مقرر ہوا کہ مستاجر کو ملک منفعت حاصل ہو
علی ہذا القیاس عقد نکاح اس غرض کیواسطی موضوع ہوا ہی کہ زوجین کو حل استمتاع
باہم حاصل اور زوج کو ملک فرج اور حل وطی حاصل ہو کما ہین مفصلا فی کتب
اصول الفقہ پس اگر معاملات مذکورہ ایسی طور سی منعقد ہووین کہ غرض و مقصد
شارع اونپر مترتب نہووی تو وہ معاملات عند الشارع سراسر باطل اور کالعدم
شمار کیی جاوینگی گو ظاہر مین اون عقود کی ارکان صوری پائی جاوین لیکن شارع
حکیم و خبیر کی نزدیک بحکم الشئی اذا خلی عن مقصوده لغی کی معتبر نہونگی بیع قبل القبض
کا بطلان جسکی نسبت مولف صفحہ دہم مین اقرار کر آیا ہی اسیواسطی ہی کہ تملک مشتری
جو عقد بیع سی غرض ہی اس صورت مین متعذر اور دشوار ہی لہذا یہ عقد بیع عند الشارع

باطل رہیگا کہ مصداق ہی شعر مشہور کا ع ز فرش خانہ تا بلب بام از آن من و زبام خانہ تا بہ ثریا از آن تو ۔ و علی ہذا القیاس اور صور بیوع باطلہ کی تصور کرنی چاہئین چنانچہ مولف بہی صفحہ ۱۴ مین ہماری اصل اس مقصود کا اقرار کرتا ہی جسجگہ کہ انسان کا فر کو مرتبہ نوعیہ انسانیہ سی گرا کر زمرۂ انعام مین داخل کیا ہی وہو ہذا کیونکہ جیسی آنکہہ دیکہنی کی لیئی ہی اور کان سننی کی لیئی آگ جلانیکی لیئی اور پانی بہانیکی لیئی اور یہ اغراض ان اشیا کی حق مین مقتضائی طبعی ہین ایسی ہی یہان بہی چاہیئی آدمی عبادت کی لیئی بنا ہی تو پہر عبادت اوسکی حق مین خاصہ سمجہی جاویگی کیونکہ امور طبعیہ منجملہ خواص اشیا ہوا کرتی ہین اسصورت مین اگر بالفرض عبادت مذکورہ یعنی اطاعت و انقیاد مفقود ہوجاوی تو یا تو بوجہ انقلاب ماہیت وہ اوس نوع ہی سی نرہا یا یون کہو کہ یہ معلوم ہوگیا کہ یہ اوس نوع سی ہی نہ تہا اتحاد شکل و صورت اسصورت مین مثل اتحاد عرض عام اشتراک عرض عام ہوگا **امر دوم** یہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی نکاح کی ترغیب دلائی ہی اور فرمایا ہی کہ یہ میری سنت ہے جو اس سی منحرف ہوگا وہ مجہسی نہین ہے چنانچہ حدیث انس کی آخر مین موجود ہی و اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی اور سنت نکاح ایسی سنت ہے کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام سی لیکر تا نبی آخر الزمان ہر شریعت الٰہیہ مین جاری اور مشروع رہی حتی کہ بہشت مین بہی باقی رہیگی عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلعم اربع من سنن المرسلین الحیاء والتعطر والسواک والنکاح رواہ الترمذی بالجملہ فضائل نکاح جو کتاب و سنت مین وارد ہین اظہر من الشمس ہین **امر سیوم** یہ ہی کہ تنفیذ حدود بعد ثبوت ما یوجبہا حسب ضوابط شرعیہ امام پر فرض و واجب ہے کیونکہ مقصود نصب امام سی یہی ہی کہ حفظ احکام و حدود دینیہ اور نظم و نسق امۃ محمدیہ بذریعہ اوسکی آسان و میسر ہو فقہ اکبر مین

لکہا ہی ان المسلمین لا بدلہم من امام یقوم بتنفیذ احکامہم واقامۃ حدودہم وسد ثغورہم
وتجہیز جیوشہم واخذ صدقاتہم وقہر المتغلبۃ والمتلصصۃ وقطاع الطریق واقامۃ الجمع
والاعیاد وتزویج الصغار والصغائر الذین لا اولیاء لہم وقسمۃ الغنائم ونحو ذلک
من الواجبات الشرعیۃ التی لا یتولیہا احاد الامۃ انتہی موضع الحاجۃ بلکہ تنفیذ
حدود الہیہ مین کسیطرح کی پاسداری اور مہربانی کرنی بہی مستحق حد پر نہین چاہیئے
قال اللہ تعالیٰ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ ولا تاخذکم بہما رافۃ
فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ولیشہد عذابہما طائفۃ من المؤمنین
کہا بیضاوی نی قولہ تعالی ولا تاخذکم بہما رافۃ رحمۃ فی دین اللہ فی طاعتہ واقامۃ
حدہ فتعطلوہ او تسامحوا فیہ ولذلک قال النبی علیہ السلام لو سرقت فاطمۃ بنت محمد
لقطعت یدہا ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر فان الایمان یقتضی الجد فی طاعۃ اللہ
والاجتہاد فی اقامۃ حدودہ واحکامہ تعالی وہو من باب التہییج ولیشہد عذابہما طائفۃ
من المؤمنین زیادۃ فی التنکیل فان التفضیح قد ینکل اکثر مما ینکل التعذیب انتہی اور حدیث
مین ہی عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلعم اقیموا حدود اللہ فی القریب
والبعید ولا تاخذکم فی اللہ لومۃ لائم رواہ بن ماجہ وعن بن عمر ان رسول اللہ صلعم
قال اقامۃ حد من حدود اللہ خیر من مطر اربعین لیلۃ فی بلاد اللہ رواہ بن ماجہ
ورواہ النسائی عن ابی ہریرۃ وغیر ذلک من الاحادیث
واضح ہو کہ جن حدیثون مین آیا ہی کہ حتی الوسع حدود کو مسلمین سے
دفع کرنا چاہیئے چنانچہ یہ حدیث ادرأوا الحدود عن المسلمین ما استطعتم
یا ادرأوا الحدود بالشبہات وغیر ذلک تو قطع نظر اسکے
(کہ یہ حدیثین ضعیف مین کما صرح المحدثون بضعفہا مقابلہ اور معارضہ
احادیث صحاح کا نہین کر سکتین) ہم کہتے ہین کہ ان احادیث مین

خطاب ہے غیر ائمہ کیطرف یعنی سائر مسلمین کو چاہیے کہ باہم موجبات حدود کے پوشیدہ
کرین اور ستر عیوب مسلمین یعنی زنا وغیرہ کو چھپا کر حاکم اور امام تک مرافعہ اوسکا
نکرین یا ان احادیث سے یہ غرض ہے کہ اگر ثبوت موجبات حدود اور وقوع
مین اوسکی ائمہ کو کسیطرح کا شک و شبہ رہے تو ہی حدود ساقط ہونگی ورنہ
حکام اور ائمہ کو جائز نہین ہے کہ بعد ثبوت موجبات حدود کی حدود کو دفع
اور درا کر دیوین ؎ اگر نیک مردی نماید عسس نیارد بشب خفتن از دزد کس
سلمنا کہ ان احادیث مین ائمہ ہی مخاطب ہین تو اندرین صورت انکا حاصل یہ ہے
کہ ائمہ کو چاہیے کہ خوب استثبات فرماوین اور استفصال کرین اون امور سے جو
مسقط حد ہین مبادا کہ بعد تنفیذ حدود کوئی امر ایسا منکشف ہو جاوے جو مسقط حد
؎ کہ سہل است لعل بدخشان شکست شکستہ نشاید دگر بارہ بست ؎ چو خشم آیدت
بر گناہ کسی بتامل کنش در عقوبت بسی ؎ چنانچہ حدیث ابی ہریرہ مین جو صحیح متفق علیہ
ہے استفصال اور استثبات حضرت علیہ السلام سے باین مبالغہ منقول ہے کہ اوس سے
بڑھ کر تطلب بیان حقیقت حال کا متصور نہین ہو سکتا گویا کہ تلقین امور مسقطہ
حدود کی اوسکو کیا جاوے تو زیبا ہے۔ باین طریق دفع اور درا حدود البتہ ہو سکتا ہے
اور یہ معنی نہین ہین کہ بعد استفصال و استثبات کے بھی حدود کو جاری نکرین
اور یہی جو بیان کئے گئے حدیث مین بھی آئے ہین دیکھو عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ
بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلعم قال تعافوا الحدود فیما بینکم فما بلغنی من حد
فقد وجب رواہ ابو داود والنسائی اور یہ معنی بھی نہین ہین کہ کتاب و سنت مین
تاویلات فاسدہ اور شبہات کاسدہ اور تحریفات باطلہ کرکے موجبات حدود کو
موجبات نرکہو کیونکہ یہ فعل تو یہود کا ہے عن عبد اللہ بن عمر ان الیہود جاءوا الی
رسول اللہ صلعم فذکروا لہ ان رجلا منہم وامرأۃ زنیا فقال لہم رسول اللہ صلعم ما تجدون

88

فی التوراۃ فی شان الرجم قالوا نفضحهم ویجلدون قال عبد اللہ بن سلام کذبتم ان
فیها الرجم فاتوا بالتوراۃ فنشروها فوضع احدهم یده علی آیۃ الرجم فقرا ما قبلها وما
بعدها فقال عبد اللہ بن سلام ارفع یدک فرفع فاذا فیها آیۃ الرجم فقالوا صدق
یا محمد فیها آیۃ الرجم فامر بهما النبی صلعم فرجما وفی روایۃ قال ارفع یدک فرفع فاذا
آیۃ الرجم تلوح فقال یا محمد ان فیها آیۃ الرجم لکننا نتکاتمہ بیننا فامر بهما فرجما متفق
علیہ اب بعد نگارش سوءثلثہ کی گذارش یہ ہی کہ نکاح کا محرمات سی ممکن الوقوع
ہونا بلکہ وقوع مین آجانا مسلم کہ علت فاعلہ موجود وعلت قابلہ موجود تراضی طرفین
اس سی یہ کب لازم آتا ہی کہ نکاح شرعی حقیقی منعقد ہو جاوی جسکی شرع مین تعریف
یہ ہی کہ عقد بین الزوجین جو سبب حل وطی کا ہو کیونکہ جب نکاح شرعی حقیقی
منعقد ہوجاتا ہی تو سب آثار اور لوازم اوسکی بہی پائی جاتی ہین کہ اشئی اذا ثبت
ثبت بلوازمہ تو درصورت تحقق نکاح حقیقی حل وطی اور جملہ حقوق جو بین الزوجین
ہوتی ہین سب تحقق ہوجاوینگی یعنی زوج پر نفقہ واجب ہوجا دیگا کہ وہ طعام
اور کسوت اور لباس ہی اور ادای مہر خواہ معجلا ہو یا موجلا وغیر ذالک من الحقوق
اور زوجہ پر تمکین زوج کی وطی اور جماع پر واجب ہوجاویگی چنانچہ آیا ہی حدیث
مین من حق الزوج علی المرأۃ اذا ارادها فی نفسها وهی علی ظهر البعیر ان لا تمنعہ
غیر ذالک من الحقوق التی جارت فی الاحادیث الصحیحۃ وذکر الفقهاء ایضا فی کتب
الفقہ اور یہ بات ہر کہ ومہ جانتا ہی اور اغلب کہ مولف بہی انکار نکریگا کہ کوئی
حکم ان احکام سی اور کوئی غرض اغراض مقصودہ شارع علیہ السلام سی نکاح محرم
مین مترتب اور متفرع نہین ہوتی اور قاضی پر تفریق واجب بل فرض ہی
اگر یہ نکاح صوری نکاح حقیقی وشرعی ہوتا تو قاضی پر وجوب تفریق کی کیا
وجہ تہی کیونکہ جو شخص باعث تفریق کا بین الزوجین ہوتا ہی وہ تو عند الشارع

نہایت مذموم اور مغضوب ہوتا ہی قال اللہ تعالی فی محل الانکار والذم فیتعلمون منہما

ما یفرقون بہ بین المرأ و زوجہ وجاء فی الحدیث عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم

ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناہم منہ

منزلۃ اعظمہم فتنۃ یجیئ احدہم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا قال

ثم یجیئ احدہم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین امرأتہ قال فیدنیہ ویقول

نعم انت قال الاعمش اراہ قال فیلتزمہ رواہ مسلم پس اب ثابت ہوا کہ نکاح محرمات

جو فقط بغیر مشاکلت کی اطلاق لفظ نکاح کا اوسپر کیا گیا ہی شارع علیہ السلام

کی نزدیک ہرگز نکاح نہین بحکم امر اول کی اور تسمیہ اس عقد کا ساتہہ اسم نکاح

ایسا ہی کہ مسیلمہ کذاب کا نام احمد کہا جاوی سے شیر قالین از برای گدکنند

مسیلمہ را لقب احمد کنند درصورت ایجاب قبول جو ہوا ہی وہ سب باطل لغو

اور کالعدم ہی اگر نکاح حقیقی ہوتا تو بالضرور مرغوب فیہ شارع ہوتا بحکم امر ثانی کی

اور جبکہ یہ نکاح محض باطل اور انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا کا مصداق ہو

تو وطی کرنا ایسی منکوحہ سی اشد زنا ہوگا پس درصورت ثبوت کامل ومعتبر عند الشارع

کی بعد استفصال واستشبات کی تنفیذ حد زنا اوسکی فاعل پر بالضرور واجب بحکم

امر سوم کی اور بعد استفصال اور استشبات کی سقوط حد کی کوئی وجہ نہین اور آیہ

نساءکم حرث لکم اسبات پر دلالت نہین کرتی کہ ہر ایک عورت وطی تمہاری

کہتی ہی بلکہ لفظ نساء سی جو مضاف ہی طرف ضمیر کم کی بطور اضافت معنویہ مفید

تعریف یا تخصیص اوس سے مراد ازواج منکوحہ بنکاح صحیح مین نہ ایسی عورتین جو

کسی طرح سی حلال ہو سکین اور محل حلت ہی نہون **قولہ** اور با وجود امکان

معنی حقیقی الی قولہ ایسی ہی نکاح محرمات کو بوجہ مذکور نکاح حقیقی سمجھتی ہین یہ

نہین کہ مجازا نکاح کہدیا واقع مین نکاح نہین **اقول** العجب کل العجب کہ بعض

باوجودیکہ قائل وجوب تقلید امام صاحب کا ہی معہذا برعکس مذہب امام صاحب کے
لفظ نکاح کی معنی حقیقی عقد کو قرار دیتا ہی حالانکہ لفظ نکاح عند الامام معنی وطی مین
حقیقی اور معنی عقد مین مجاز ہی منار کی متن مین ہی والنکاح حقیقۃ للوطی ومجاز للعقد
انتہی اور اس مذہب پر دلیل امام صاحب کی آیہ فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا
غیرہ ہی وجہ استدلال امام صاحب کی یہ ہی کہ جمہور کا مذہب ہی کہ جبتک زوج
ثانی وطی کر کے طلاق نہ دیوی تو وہ عورت زوج اول کو حلال نہین ہو سکتی چنانچہ
حدیث مین آیا ہی عن عائشۃ قالت جاءت امراۃ رفاعۃ القرظی الی رسول اللہ
صلعم فقالت انی کنت عند رفاعۃ فطلقنی فبت طلاقی فتزوجت بعدہ عبد الرحمن
بن الزبیر وما معہ الا مثل ہدبۃ الثوب فقال اتریدین ان ترجعی الی رفاعۃ فقالت
نعم قال لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق عسیلتک متفق علیہ **والیضا** ومن لم
یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات
اس آیہ مین بھی امام صاحب لفظ نکاح کو معنی وطی مین قرار دیتی ہین اور حدیث
مین آیا ہی تناکحوا تکاثروا امام صاحب کہتی ہین کہ یہان بھی لفظ تناکحوا کی
معنی تجامعوا لیئی جاوینگی ورنہ تکاثروا صرف عقد نکاح پر مترتب نہین ہو سکتا
اور نیز اسی آیہ یعنی لا تنکحوا ما نکح اباءکم مین اگر معنی نکاح عقد کی لیئی جاوینگی
تو حرمۃ مصاہرۃ بالزنا جو مذہب امام ہی مولف کیونکر ثابت کریگا اور مذہب
امام کو کسطرح محفوظ رکہی گا بینوا توجروا اب مولف کو اختیار ہی چاہی ان دلائل
امام صاحب کو رد کری اپنی قول کا پاس کر کے یا اختیار کری امام کی تقلید
کا لحاظ کر کے ہمارا کچہ حرج نہین ہماری نزدیک تو بسبب فقدان جملہ احکام
اور اغراض نکاح کی ایسی عقد کو بطور مشاکلت نکاح کہدیا ہی جیسی بیع ما لیس
عند البائع یا بیع میت ودم کو جو مال شرعی نہین بیع شرعی نہین کہہ سکتی

فقط بطور مشاکلت ہیچ کہدیتی ہین چنانچہ امر اول مین بطور معقول و ہم نہج منقول و نیز باقرار مؤلف مقصود اصلی ہمارا واضح و لائح ہوچکا۔ اور ایسا فعل نکاح حقیقی کیونکر ہوسکتا ہی کہ اوسکی بعض افراد عند اللہ فاحشہ اور ممقوت مین اور پہلی شرائع مین کبہی اوسکی رخصت نہین ہوئی قال اللہ تعالی ولا تنکحوا ما نکح ابائکم من النساء الا ما قد سلف انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا کما فی معالم فی تفسیر آیہ مین قولہ تعالی انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا علۃ للنہی ای نکاحہن کان فاحشۃ عند اللہ ما رخص فیہ لامۃ من الامم ممقوت عند ذوی المروات و لذلک سمی ولد الرجل من زوجۃ ابیہ المقتی وساء سبیلا بئس من یراہ و یفعلہ اگر نکاح محرمات نکاح حقیقی ہوتا تو ضرور اوس نکاح مین داخل ہوتا جسکو رسول نے مسنون اور مشروع فرمایا ہی اور اوسکی ترغیب دلائی ہی بحکم امر دوم کی کلا بلکہ نکاح کرنا باپ کی زوجہ سی تو ایسا فعل ہی کہ فاعل اوسکا واجب القتل ہی کما جاء فی الحدیث عن البراء بن عازب قال مر بی خالی ابو بردہ بن نیار ومعہ لواء فقلت این تذہب فقال بعثنی النبی صلعم الی رجل تزوج امراۃ ابیہ آتیہ براسہ رواہ الترمذی وابو داود وفی روایۃ لہ للنسائی وابن ماجہ والدارمی فامرنی ان اضرب عنقہ واخذ مالہ وفی ہذہ الروایۃ قال عمی بدل خالی اب اور غور کرنیکا مقام ہی کہ صحابہ کرام نی جو کہ الفاظ شرعیہ کی سمجہنی مین مرجع انام ہین اور کتاب و سنت کی فہم مین اونہین پر اعتماد تمام نکاح حلالہ کو باوجودیکہ بدلالت آیہ حتی تنکح زوجا غیرہ کی ماسور بہ ہی لاکن بسبب فساد نیت محلل کی سفاح اور زنا قرار دیا ہی چنانچہ آیا ہی مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن اثرم اور اوابن منذر مین عن عمر بن الخطاب انہ قال لا اوتی بمحلل ولا محلل لہ الا رجمتہما و لفظ عبد الرزاق وابن المنذر لا اوتی بمحلل ولا محللۃ الا رجمتہما وہو صحیح عن عمر

وقال عبد الرزاق عن معمر والزہری عن عبد الملک بن المغیرة قال سئل ابن عمر
عن تحلیل المرأة لزوجها فقال ذاک السفاح رواه ابن ابی شیبة وقال عبد الرزاق
انا الثوری عن عبد اللہ بن شریک العامری قال سمعت ابن عمر سئل عن رجل
طلق ابنة عم له ثم رغب فیہا وندم فاراد ان یتزوجہا رجل یحللہا له فقال ابن عمر
کلاہما زان وان مکث عشرین سنة اونحو ذلک اذا کان اللہ یعلم انه یرید ان
یحلہا له وغیر ذلک من آثار الصحابہ رض پس بنظر ان آثار کے نکاح محرمات ابدیہ
جو سراسر باطل اور حرام ہی کسطرح زنا اور سفاح قرار ندیا جاویگا اور کیونکر نکاح
حقیقی ہوگا ان ہذا الشئ عجاب **قوله** ہان جیسی بوجہ مفاسد الی قوله مندفع
ہو جاتی ہین **اقول** ہان اگر نکاح محرمات ابدیہ پر آثار نکاح مثل حل وطی وغیرہ
مترتب ہوتی تو نکاح کہا جاتا جیسا کہ اگر قتل پر آثار قتل مثل ازہاق روح وغیرہ
مترتب ہون تو قتل کہین گی والا نہ اور جسطرح پر مولف نی قتل کو مقیس علیہ
اور نکاح محرمات ابدیہ کو مقیس گردانا ہی وہ محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی
کیونکہ قتل سی جو ازہاق روح ہوتا ہی وہ بامر تکوینی اللہ کی ہی نہ بامر تشریعی
آیة ربی الذی یحیی ویمیت اسپر دال ہی اور نکاح پر جو حل وطی وغیرہ مترتب
ہوتا ہی وہ بامر تشریعی ہی نہ بامر تکوینی۔ قتل حقیقی کے بعد بحسب عادت اللہ
ازہاق روح بالضرور ہوگا اور نکاح حقیقی کے بعد وقوع وطی ضروری نہین۔
قتل افعال حسیہ مین سی ہی اور نکاح افعال شرعیہ مین سی ہی نور الانوار مین
موجود ہی الافعال الحسیة ما یکون معانیہا المعلومة القدیمة قبل الشرع باقیة علی
حالہا ولا تتغیر بالشرع کالقتل الی آخرہ والمراد بالامور الشرعیة ما تغیرت معانیہا
الاصلیة بعد ورود الشرع بہا۔ پس قیاس کرنا نکاح کا اوپر قتل کی باوجود
اسقدر فارقون کی قیاس مع الفارق ہوا۔ سلمنا کہ قتل مقیس علیہ اور نکاح

مقفین ہو سکتا ہی تو کہتی ہین ہم کہ اگر انزہاق روح جو باقرار مولف اوسکی آثار سی

ہی بعد ایک فعل کی جو بوجہ من الوجوہ مشاکل قتل ہی مترتب ہنووے تو اوسکو قتل

حقیقی نہ کہین گی مجازا قتل کہین تو ہو سکتا ہی ایسی ہی اگر حل وطی جو آثار نکاح

سی ہی بعد ایک عقد کی جو مشابہ نکاح کی ہو مترتب ہنووی تو اوسکو بہی نکاح

حقیقی نہ کہین گے مجازا کہین تو کچہ مضائقہ نہین اور اطلاق قتل کا ایسی

فعل پر جس سی انزہاق روح ہنو حدیث مین آیا ہی عن ابی سعید قال قال

رسول اللہ صلعم اذا صلی احدکم الی شئی یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین

یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ہو شیطان ہذا لفظ البخاری ولمسلم معناہ ظاہر ہی

کہ قتل کی معنی یہان وہ نہین جسپر انزہاق روح مترتب ہوتا ہی بلکہ دفع بالقہر کی

معنو مین ہی اور مجازا قتل کہا گیا ہی ایسا ہی ما نحن فیہ مین نکاح مجازی کہیر گے

اور جبکہ نکاح حقیقی شرعی نہوا تو انتفا زنا ہو تو کیونکر ہو اندرینصورت احکام

زنا مثل اجرای حدود منتفی ہون تو کیونکر ہون ہان البتہ اگر زنا کی وقوع مین

کسیطرحکا شک و شبہ واقع ہوگا تو حد مندفع اور مندرا ہو سکتی ہی لکن بعد استفصال

تام اور استثبات تمام کی سقوط حد کی ایسی زانی پر سی کوئی صورت نہین جیسا کہ

امر سیوم مین گذرا خلاصہ مگر جب یہ دیکہا جاوی کہ ناکح محرمات ابدیہ دو فعل حرام

قطعی کا مرتکب ہوتا ہی ایک نکاح محرمات دوم وطی محرمات ابدیہ اور مولف بہی اس

حرام کی اشد حرام ہونیکا مقر ہی کما سیاتی **قولہ** ہان یہ بات مسلم الی قولہ گذر چکا

اقول بیان ماسبق سی بخوبی واضح ولائح ہو چکا کہ زن منکوحہ محرمات ابدیہ نیز

کی بسبب ہونی محل نکاح کی زوجہ نہین ہو سکتی اور مرد ناکح زوج نہین ہو سکتا

اور کوئی حکم احکام زوجیت مین سی اوسپر مترتب نہین ہوتا اور نیز دیگر کوئی

صورت صور حلت مین سی مثل ملک یمین وغیرہ کی پائی نہین جاتی اور باقرار

مولف حرمت مین نہایت بڑہکر ہی پہر بہی یہ وطی زنا نہووی توکیا ہوگی تعریف

زنا کی جو ہی ایلاج الفرج فی غیر المحل وہ یہان پر صادق ہی - اور یہ جو مولف اس

حرمت کو حرمت حیض ونفاس پر قیاس کرتا ہی یہ قیاس مع الفارق ہی اسلیے

کہ وطی حالت حیض و نفاس مین قبیح لغیرہ مجاوراً ہی یعنی بعض احیانین قبیح مجاور

ہی اور دوسری وقت منفک نور الانوار مین ہی ومثلہ ای مثل البیع وقت الندا

فی القبح لغیرہ مجاوراً وطی الحائض مشروع من حیث انہا منکوحۃ وانما یحرم لاجل الاذی

وہو مما یمکن ان ینفک عن الوطی بان یوجد الوطی بدون الاذی والاذی بدون

الوطی وفی حاشیتہ فان قلت لانسلم زوال الاذی عن الوطی حال الحیض قلت

لیس الکلام فی حال کونہ منہیا عنہ بل المراد منہ امکان خلو الوطی عن الحرمۃ فی ہذا

المحل بعینہ کذا قال ابن الملک - اور وطی محرمات ابدیہ کل احیان مین قبیح ہی

یعنی قبیح لعینہ شرعا پس باوجود اس فارق بین کی قیاس کرنا وطی محرمات ابدیہ

کا اوپر وطی حالت حیض و نفاس کی محض قیاس مع الفارق ہوا علی الخصوص جبکہ

یہ دیکہا جاوی کہ فرج محرمات ابدیہ کی کسیوقت مین اور کسی وجہ اور کسی عنوان سے

حلال نہین ہوسکتی اور فرج منکوحہ بنکاح صحیح کی اصل مین حلال لیکن بسبب عروض

عارض یعنی اذی کی ایک خاص وقت مین منہی عنہ اور مباشرت توبہی جائز اور

بعد زوال عارض کی وہی حلت اصلی ثابت و عائد ہوجاتی ہی جیسی بعد زوال

حرارت عارضی پانی کی برودت اصلی ظاہر ہوجاتی ہی تو قیاس کرنا اس حرمت

کا اوس حرمت پر کیسا کچہ بعید از عقل و خلاف علم اصول ہی حالانکہ جماع حالت

حیض و نفاس کی دو اعتبار ہین ایک تو مشروع ہونا اسوجہ سی کہ وہ عورت

منکوحہ بنکاح صحیح ہی اور دوسری ممنوع ہونا بسبب عروض عارض اذی کی

اور جماع محرمات ابدیہ کا ابد الاباد حرام اور کوئی اعتبار اوسکی حلت اور مشروعیت

نہین ہوسکتا سے بہین تفاوت رہ از کجاست تابکجا ہ اور آثار کا موثر سے عام ہونا مسلم پہر اس سے تمکو کیا فائدہ جبکہ جماع محرمات ابدیہ کا بدلائل ماسبق زنا ہونا ثابت ہوچکا غایت مافی الباب یہ ہو کہ زنا وطی محرمات ابدیہ سے عام رہی کیونکہ کل افراد وطی محرمات ابدیہ کا زنا ہونا ثابت کیا گیا اور بعض افراد زنا وطی محرمات ابدیہ نہین ہوتین اور یہی معنی ہین عموم و خصوص مطلق کی لان مرجع العموم والخصوص

مطلقاً الی موجبۃ کلیۃ موضوعہا الاخص ومحمولہا الاعم وسالبۃ جزئیۃ موضوعہا

الاعم ومحمولہا الاخص **قولہ** اب عرض خدمت مبارک مین یہ ہی الی آخرہ **اقول** اب آپکی یہ کل گذارش بہ تغیر یسیر آپ ہی کی خدمت مبارک مین لوٹا ئی دیتا ہون سے ہمارا ہی خط یار نی پہیر بہیجا ہ وہی آگی آیا جو اپنا لکہا تہا سن لیجیی اب عرض خدمت مبارک مین یہ ہی کہ ہمنی تو بدلائل عقل و نقل محرمات ابدیہ کا محل نکاح نہونا اور اسوجہ سی اسوطی بعد النکاح کا از قسم زنا ہونا براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ سی ثابت کردیا اور آپکی سب ادلہ اذلہ ہوگئی اب آپ بہی کسی اور دلیل قوی یا ضعیف عقلی نقلی سی اسکا نکاح ہونا اور اس سبب سے اوس جماع کا زنا نہونا جو اس نکاح باطل کی بعد وقوع ہو ثابت کیجیی اور ہمیں یہین بس کیجیی یہ شبہات و ثبوت ہونی بی تکی ژاژ جعفر زٹلی صاحب پہلی پہیر لی ہو یا لفظ پہلی و ژاژ کی جگہ بہ تغییر عبارت معماد شرح معما جیسا کہ آپ نی ہسئلہ ثامن کی جواب مین کیا ہی کہ کہین فرماتی ہو کہ یہ معما ہی اور کہین کہتی ہو کہ یہ شرح معما ہی سے حدیث احمدی را جو راز دہر کمتر گو ہ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا ہ نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوستر دارند ہ جوانان سعادتمند پند پیر دانارا ہ مگر اپنی خیال میں یہ آتا ہی کہ آپکو جواب تو بن نہ آویگا اپنی خجالت اوتارنیکو جواز وطی محرمات ابدیہ سی انکار کر جاؤگی اور مین جانتا ہون اسی انداز جواب د فع دفعہ ثامن میں

اختیار فرماوینگی اور جواز وحل نکاح دوست و بروزنان شوہر دار وغیرہ سی انکار
کرجاوینگی اور اب بہی کچہ اقرار کیا ہے اور کچہ انکار بقول شخصی کہ نہ اینکار سیکنم
و نہ انکار مگر یہ یاد رہی کہ مذبذبین بین ذلک لاالی ہولاء ولاالی ہولاء کا
مصداق ہونا برا ہی آخرت کا مواخذہ دنیا کا مناقشہ آخر اللہ تعالی حکیم و
خبیر ہے مبادا بسبب قول کرنی خلاف کتاب و سنت کی جو جزا و سیر ترتب
ہوتی ہی وقوع مین آوی خصوصاً جب یہ لحاظ کیا جاوی کہ آپ نی سوال
خامس کی جواب مین وہ انداز و مسلک اختیار کیا ہی کہ جسکی موافق رسول اللہ
صلعم کی اطاعت کا وجوب بی سند ہی اور کیا عرض کرون یہ قول آپکا لوٹکر
آپ ہی پر اسوبطلی آیا ہی کہ ۵ اینجہان کوہست وفعل ماندہ بازمی آیدندا
راصداہ دفع دفعہ عاشر قولہ آپ بجای تحدید دہ دردہ الی قولہ
ہل من مزید ہوجاویگی لو قول ہرگاہ کہ نسبت تحدید دہ دردہ کی آخر جواب
مین آپکا اقرار ہی کہ دہ دردہ کوئی اصل مذہب نہین فقط ایک رائی کی بات
ہی تو آپ نی ناحق اسقدر کاغذ اور روشنائی کو خراب کیا اور اتنا اینچ پینچ
ایسی تقریر پر تزویر مین برتا سائل کی سوال کا جواب فقط اتنا ہی کافی تہا کہ دہ
دردہ کوئی اصل مذہب نہین ایک رائی اور قیاس کی بات ہی البتہ اگر بعوض
اس تقریر طویل الذیل کی جو محض خلاف داب مناظرہ ہی اتنا اور زیادہ
فرماتی کہ یہ جو بعض کتب حنفیہ مین عمل کرنا اوسپر وجوباً یا حتماً لکہا ہی وہ خلاف
اور غلط ہی اور بحر الرائق وغیرہ مین ہمکو چند وجوہ سی رد کردیا ہی تو اور زیادہ
عنایت ہوتی اور اہل علم کی اس طعن و اعتراض سی جو آپ پر وارد کرتی ہین
کہ طرح سوال سوال کرنا قانون مناظرہ کی خلاف ہی اور مناظرہ سی بہاگ جانا
چھوٹ جاتی مگر کیا کیجیی آپ بہی مجبور ہین حضرت اوستاد مخدوم جامع الفنون

قاسم العلوم جیسا ارشاد فرماتی ہین آپ تحریر مین لاتی ہین ؎ درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ٭ ہرچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم ٭ اور ہم تو نہ درپی تحدید تہی نہ درپی عدم تحدید سائل ہی تحدید وہ دردہ سی لیکن بپاس خاطر جناب آپکی سوالونکا جواب دیا جاتا ہی سنئی ہم کہتی ہین کہ الف لام الماء طہور مین استغراق کا ہی جو لام طبیعت سی بہی بڑہکر ہی اور آپ طلب دلیل سی قطع نظر نفرمائیں دلیل ہماری پاس موجود ہی بشرطیکہ آپ نی مختصر معانی مولفہ علامہ تفتازانی پڑہی ہو کیونکہ تذکرۃ البلاغت میں یہ مسئلہ مذکور نہین ہی سنئی

وقد یفید المعرف باللام المشار بہا الی الحقیقۃ الاستغراق نحو ان الانسان لفی

خسر اشیر باللام الی الحقیقۃ لکن لم یقصد بہا الماہیۃ من حیث ہی ہی ولا من

حیث تحققہا فی ضمن بعض الافراد بل فی ضمن الجمیع بدلیل صحۃ الاستثناء الذی

شرطہ دخول المستثنی فی المستثنی منہ لو سکت عن ذکرہ انتہی موضع الحاجۃ یعنی علامہ تفتازانی فرماتی ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ صحیح ہونا استثنا کا دلیل استغراق کی ہی کیونکہ استثنا متصل کی شرط ہی دخول مستثنی کا مستثنی منہ مین جزما اگر سکوت کیا جاوی اوسکی ذکر سی مثلا زید بالضرور داخل ہی قوم مین اگر سکوت کیا جاوی اوسکی ذکر سی اور نہ کہا جاوی جاءنی القوم الا زیدا اب دیکہو کہ حدیث دیگر مین استثنا موجود ہی عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ صلعم ان الماء لا ینجسہ

شئی الا ما غلب علی ریحہ وطعمہ ولونہ اخرجہ ابن ماجۃ وفی روایۃ البیہقی ان الماء

طہور الا ان تغیر ریحہ او طعمہ او لونہ بنجاستہ تحدث فیہ پس اگر کلمہ الماء مین الف لام استغراق کا نہوتا تو یہ استثنا متصل بموجب قواعد عربیہ کی ہرگز درست نہوتا اور اگر آپ کہین کہ ان الماء طہور لا ینجسہ شئی کی سوا جو زیادت بروایت ابن ماجہ اور بیہقی آئی ہی اوسکو محدثین نی ضعیف کہا ہی تو اجماع متہار اوس

تو یادت کی ساتھہ باطل ہوا تو کہتا ہوں کہ ہم نی اس یادت کی ضعف کو باعتبار
اسناد کی تسلیم کیا لاکن آپ اسکو کیا کیجیئے گا کہ امام صاحب تو حدیث ضعیف
کو بھی رائی سی مقدم اور افضل کہتی ہیں کما سیاتی مفصلا اور نسبت مسئلہ در
دردہ کی آپ فرما ہی چکی ہین کہ ایک رائی اور قیاس کی بات ہی تو ما نحن فیہ
مین حدیث ضعیف کو بھی رائی سی آپ کیونکر مقدم نرکہین گی اور کیونکر تسلیم
نکرین گی علاوہ بران یہ کہ علامہ ابن منذر اور ابن ملقن نی تصریح کی ہی کہ
اس زیادت کی مضمون پر اجماع واقع ہو گیا ہی چنانچہ شوکانی نی دراری مضیہ
مین لکہا ہی۔ اب مین پوچہتا ہون کہ آپکی نزدیک اجماع حجت ہی یا نہین
شق اول پر احتجاج اور است لال ہمارا ساتھہ اس زیادت کی کہ وہی بعینہ مسئلہ
اجماعیہ ہی ٹہیک اور درست رہا اور شق ثانی پر اتنا تو ضروری ہو گا کہ یہ زیادت
باعتبار مفاد اور مضمون کی صحیح اور درست ہو گی کیونکہ تمام مجتہدین نی اس مضمون
کو تلقی بقبول کر لیا ہی گو باعتبار سند روایت کی یہ زیادت ضعیف ہو اور خصوصا
اقل درجہ اجماع اس زیادت کی مضمون کو مفید صحت تو ضروری ہو گا تو بھی
احتجاج ہمارا اس زیادت کی مضمون و مفاد صحیح کی ساتھہ ہوا اور ٹہیک رہا۔
اور حدیث ان الماء طہور لا ینجسہ شئی کو آپ بھی تسلیم کرتی ہین آپکو الف لام
فقط کلام ہی پس جو پانی تو مزہ رنگ مین کسی نجاست سے متغیر ہو جاوی تو بسبب
نجس ہو جانیکی آپکی نزدیک بھی اس حدیث سی مستثنی ہی رہیگا تو بدلیل استثنا مسلمہ
فریقین ثابت ہوا کہ الف لام الماء مین استغراق کا ہی اور اگر اصول کی طور پر
جواب منظور ہو تو بھی سن لیجیی کہ کلمہ الماء عام ہی اور حکم عام کا حنفیوں کے
نزدیک یہ ہی کہ اپنی افراد کو قطعا شامل ہوتا ہی تو لفظ الماء بھی سب افراد ہار کو
بموجب تمہاری مسلک کی شامل ہو گا دیکھو نور الانوار اور دائرۃ الاصول اور

مدار الحول مین ہے اما العام فما یتناول افراداً متفقۃ الحدود علی سبیل الشمول وانہ یوجب
الحکم فیما یتناولہ قطعاً ولفظہ نور الانوار آگی رہی تخصیص عام کی سو وہی زیادت مجمع
علیہا المخصص واقع ہوگی اور یہ جواب ہٹ دہرمی سی فرماتی ہین کہ حسب رای
ظاہر پرستان یہ لازم تہا کہ پیشاب بہی پاک ہوتا کیونکہ وہ بہی اصل مین پانی ہی ہے
حالانکہ توضیح مین آپ نی شاید پڑہا ہوکہ وہو ای التخصیص اما بالعقل نحو خالق
کل شئی للعلم بالضرورۃ ان اللہ تعالی مخصوص منہ وتخصیص الصبی والمجنون من خطاب
الشرع من ہذا القبیل اس سی قطع نظر کرکے عرض ہی کہ اس الزام کو آپ نسبت
فرقہ ظاہریہ کی کسی دلیل سی ثابت کیجئی ورنہ یون تو آپکی نسبت بہی کہہ سکتی ہین
کہ پیشاب اگر دہ دردہ ہو تو چاہئی کہ آپکی نزدیک پاک ہو کیونکہ پیشاب بہی اصل مین
پانی ہی اور حدیث لایبولن احدکم الی آخرہ اور عمل درآمد زمان نبوت وصحابہ
واتفاق آرای فہام ہرگز معارض حدیث الماء طہور کے نہین ہی کما سیاتی
فانتظرہ **قولہ** اور اگر بمقابلہ تحدیدہ دردہ آب درپی تحدید قلتین ہین الی قولہ
اور وہان وجود نجاست ثابت **اقول** ہم درپی تحدید قلتین ہی نہین آپ خود
بخود اپنی ذمہ کی جوابدہی ٹالنی کو یہ باتین گہڑ رہی ہین ہم کسی نشنود با
من گفتگوئی میکنم ۰ اگرچہ دعوی ہمارا یہانپر تحدید قلتین نہین ہی لیکن ہم بہی
کسی امر کی مدعی ہوئی ہی نہین کہ ابہی سوال ہماری ختم نہین ہوئے یہ دونون
سوال ہی اور جواب کسی سوال کا ابہی تک پتا ونشان نہین بقول شخصی
ہنوز دلی دور لیکن باوجود اسکی بپاس خاطر آپکی سوالات بی محل کا جواب دیا جاتا
سنئی کہ جن لوگون نی حدیث قلتین مین اضطراب کا نام بہی لیا ہی انکی مقابلہ
نی ایسی جوابہای دندان شکن دیئی ہین کہ بجائی ثابت کرنی اضطراب کی حدیث
مذکور مین خصم خود مضطرب ہوگئی ہین اور پہر حدیث قلتین مین اضطراب ثابت

نہین کر سکی آپ نی یہا ہنز ایسی مہمل بابت فرمائی اور فقط یہ کہدیا کہ (حدیث مضطرب ہی) نہین معلوم کہ مراد آپکی مضطرب فی الاسناد ہی یا مضطرب فی المتن یا مضطرب فی المعنی یا کل مین اضطراب ہی اور نہ کسی طور کی اضطراب کو آپنے منصلا بیان کیا جو دفع کیا جاتا پس جب کسی قسم کا اضطراب آپ بیان فرماوینگی اوسکا جواب دیا جاویگا اور دفع کیا جاویگا انشا اللہ تعالی پس جبکہ حدیث قلتین ایسی صحیح ہوئی کہ جسنی اوسمین جرح اور قدح کیا ہی وہ ائمہ اعلام واثبات نی اوٹھا دیا ہی تو شرط صحت مولانا مشتہر کی ساتھ اون معنون کے جو سابق مین اونکی کلام سی ہم نقل و بیان کر آئی ہین اس حدیث مین موجود ہوے اور مقابلین فقرہ ہو گئی اور بعد فقرہ وا کی بحکم آنکہ خصم را تا بدروازہ باید رسانید عرض کرتا ہون کہ آپ اسکا کیا جواب دیونگی کہ مذہب امام مین حدیث ضعیف بہی رائی اور قیاس پہ مقدم ہی چند امثلہ گذارش کرتا ہون ملاحظہ فرمائیی حدیث قہقہہ فی الصلوۃ کو امام نی محض قیاس پر مقدم کیا ہی حالانکہ باجماع ائمہ حدیث وہ ضعیف ہے۔ اور مقدم کیا ہی حدیث وضو کرنیکو ساتھ نبیذ تمر کی اوپر قیاس کی اور اکثر اہل حدیث نی اوسکو ضعیف کہا ہی۔ اور جس حدیث مین اکثر ایام حیض کی دس دن آئی ہین اوسکو بہی قیاس پر مقدم رکہا ہی باوجودیکہ وہ حدیث بہی باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ اور حدیث لا مہر اقل من عشرۃ دراہم کو بہی قیاس پر مقدم کیا ہی حالانکہ سب ائمہ حدیث نی اوسکی تضعیف کی ہی اگر تفصیل زیادہ منظور ہی تو ہدایہ شریف کا کوئی باب کہولکر دیکہہ لیجیی کہ کسقدر ضعیف حدیثون سی استدلال پکڑا ہی گویا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ مذہب امام صرف احادیث ضعاف پر ہی مبنی کیا گیا ہی وذکر ابن حزم الاجماع علی ان مذہب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الرای والقیاس اذا لم یجد فی الباب غیرہ

وقال الملا علی قاری ان ابا حنیفة قدم الحدیث ولو کان ضعیفا علی القیاس و
کذا اعتبر الحدیث الموقوف وترک الرائی وکذا عمل بالمراسیل وقال ابن القیم
واصحاب ابی حنیفة مجمعون علی ان مذہب ابی حنیفة ان ضعیف الحدیث
اولی عنده من الرائی والقیاس وعلی ذلک بنی مذہبه - فثبت ان مذہبه
تقدیم الحدیث الضعیف علی القیاس والرائی - اندرینصورت حدیث قلتین کی
مقدم کرنیمین وه درده پرجو موجب آپکی ہی اقرار کی رائی اور قیاس کی بات ہے
کیون انکار ہی بلکه بحکم تقلید امام صاحب کی ماتحن فیه مین حدیث قلتین پر
عمل کرنا آپ پر واجب ہے ورنه تقلید امام ٹوٹ جاویگی حالانکه وه درده رائی
امام بہی نہین ہی فقط ایک رائی بعض متاخرین کی ہی جسکا التزام کرنا امام
کی نزدیک بہی بدعت حقیقیه مین داخل ہوگا صدق رسوله الکریم ما احدث قوم
بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة رواه احمد
علاوه یه که آپکی تحدید وتقدیر اسقدر مضطرب ہے که اوتنا اضطراب آپ حدیث
قلتین مین ہرگز ثابت نه کرسکینگے چند اضطراب کا بیان کرتا ہون بگوش
ہوش سنیئی قال فی الفتاوی التاتارخانیة ناقلا عن المحیط وغیره یجب ان یعلم
ان الماء الراکد اذا کان کثیرا فہو بمنزلة الماء الجاری لا ینجس جمیعه بوقوع
النجاسة فی طرف الا ان یتغیر لونه او طعمه او ریحه علی ہذا اتفق العلماء وبه اخذ
عامة المشائخ واذا کان قلیلا فہو بمنزلة الحوابی والاوانی یتنجس بوقوع النجاسة
فیه وان لم یتغیر احد اوصافه وقال الشافعی رحمه الله فیما دون القلتین مثل قولنا
واذا بلغ قلتین او زیادة مثل قول مالک ثم لا بد من حد فاصل بین القلیل
والکثیر فمنقول اذا کان الماء بحیث یخلص بعضه الی بعض بان تصل النجاسة
من الجزء المستعمل الی الجانب الاخر کان قلیلا وان کان لا یخلص کان کثیرا

١٠٢

الجانب

واذا اشتبه الخلوص فالجواب فيه كالجواب فيما اذا لم يخلص ثم اتفق الروايات
عن ابی حنيفة وابی یوسف ومحمد فی الکتب المشهورة ان الخلوص يعتبر بالتحريك
اذا حرک طرف منه ان لم يتحرک الطرف الآخر فهو مما لا يخلص وان تحرک الطرف
الاخر فهو مما يخلص يستدل بوصول الحركة الى الجانب الاخر على ان النجاسة وصلت
وبعدم وصول الحركة على ان النجاسة لم تصل اليه والمتاخرون اعتبروا الخلوص
بشئ آخر فعن ابی نصر انه قال ان كان الماء بحال لو اغتسل فيه يتكدر الجانب الذی
اغتسل ووصلت الكدرة الى الجانب الاخر فهو مما يخلص بعضه الى بعض وابو حفص
الكبير اعتبر الخلوص بشئ آخر وهو الصبغ فقال يلقی فيه الصبغ من جانب فاذا
اثر الصبغ من الجانب الاخر فهو مما يخلص بعضه الى بعض وابو سليمان الجوزجانی
كان يقول ان كان عشرا فی عشر فهو مما لا يخلص وان كان اقل فهو مما يخلص وعن محمد
فی النوادر انه سئل عن هذه المسئلة فقال ان كان مثل مسجدی هذا فهو مما لا يخلص
بعضه الى بعض فلما مسح المسجد كان ثمانيا فی ثمان فی رواية وعشرا فی عشر فی
رواية واثنا عشر فی اثنا عشر فی رواية انتهى موضع الحاجة مع بعض اختصار اور
عبارت درمختار یہ ہے شنلو والمعتبر فی مقدار الراكد اكبر رای المبتلى به فيه فان غلب
على ظنه عدم خلوص النجاسة الى الجانب الاخر جاز والا لا هذا ظاهر الرواية عن
الامام واليه رجع محمد وهو الاصح كما فی الغاية وغيرها وحقق فی البحر انه المذهب
وبه يعمل وان التقدير بعشر فی عشر لا يرجع الى اصل يعتمد عليه الخ وقال فی النهر
الفائق قال محمد لا اوقت فيه شيئا اقول انا لله وانا اليه راجعون مصرع
شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا محل غور وانصاف ہے کہ علماء حنفیہ
نے علامت وصول نجاست میں کسقدر اختلاف واضطراب کیا ہے اور
بیان ان علما کا کتنا مختلف اور مضطرب ہے، اصل امام صاحب قبلہ فرماتے ہیں

١٠٣

کہ کثیر وہی جسمین اثر نجاست کا ایک جانب سی دوسری جانب نہ پہنچی پھر علامت
نہ پہنچنی اثر کی امام صاحب سی یہی کہ تحریک ایک جانب سی دوسری جانب
آب کی حرکت نکری - اقول امام بغوی صاحب فرماتی ہین کہ یہ تقدیر کیسی
مجہول ہی کیونکہ تحریک نہایت درجات مختلفہ رکھتی ہی بسبب قوت و ضعف
محرکان کی کذا فی المصفی - اور علامہ ابی نصر ابن محمد بن سلام فرماتی ہین
کہ کدورت جو ایک جانب آب مین بسبب غسل کرنیکی پیدا ہووی وہ دوسری
جانب تک نہ پہنچی - اور ابو حفص کبیر جو شاگرد خاص ہین امام محمد کی وہ
فرماتی ہین کہ زعفران وغیرہ یعنی کوئی رنگ دار شی اوسمین ڈالی جاوی پھر
اگر رنگ ایک طرف سی دوسری طرف کو نہ پہنچی تو یہ علامت ہی عدم وصول
نجاست کی اور ابو سلیمان جوزجانی فرماتی ہین دہ دردہ کو اور اگر اس سی کچھ
کم ہی تو نجس ہوگا اور امام محمد صاحب نی تقدیر اوسکی اپنی مسجد کی ساتھہ
فرمائی بعد پیمایش کی ایک روایت مین تو ہشت در ہشت ہوئی جو چونسٹھہ گز
مکسر ہوتی ہی اور دوسری روایت مین دہ دردہ جو سو گز ہوتی ہی اور ایک
روایت مین دوازدہ در دوازدہ گز جو ایکسو چوالیس گز ہوتی ہی اور ایک
روایت مین پانزدہ در پانزدہ گز جو دوسو پچیس گز ہوتی ہی کما قال الشیخ فی
اللمعات اور امام محمد صاحب نی قول دہ دردہ سی بہی رجوع کیا اور فرمایا کہ مین
اسباب مین کچھ تحدید اور تقدیر نہین کر سکتا ایہا المخاطب الاتری انہم فی کل
واد یہیمون غور تو کرو کہ اصل مذہب امام صاحب کا ماء کثیر مین یہ تہا کہ خلوص
نجاست ایکجانب سی دوسری جانب کو نہو اور اس عدم خلوص کی پہچان جو
امام اور صاحبین نی ساتہہ پہنچنی تحریک ایک جانب سی دوسری جانب تک بیان
فرمائی اور وہ نہایت ہی مجہول ہی کیونکہ تحریک موافق قوت محرک کی اور ضعف

١٠٤

تحریک کی باہم مختلف ہوتی ہی ایک تحریک سی تو دو گز تک ہی حرکت پہنچی
اور ایک تحریک سی پچاس گز تک صدمہ پہنچیگا اور جیسی بتی قلتا کی معنی حدیث
قلتین مین چوٹی پہاڑ کی لیتی ہین ہم ہی کہتی ہین کہ اگر کتنی ہی کثیر پانی مین
ہو یا دریا ایک چوٹی پہاڑ کی گر پڑی تو پہر کتنی دور تک اوس تحریک کا
اثر پہنچے گا بینوا توجروا پہر بعد ان سبکے دیگر اصحاب اجتہاد اور ترجیح
کی تعبیرات مختلفہ اور تفسیرات مضطربہ کو خیال کیا جاوی کہ کسقدر مختلف
اور مضطرب ہین اور پہر اوس تفاوت پر غور فرمانا چاہیئی کہ درمیان مسافت
چونسٹھہ گز اور سو گز اور ایکسو چوالیس گز اور دو سو پچیس گز کی کسقدر تفاوت ہے
سہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ اور حدیث لا یبولن احدکم الخ وغیرہ
من الاحادیث المعلومۃ منافی اور مناقض احادیث مجتہد بہا اہل حق کی نہین ہین
آپکی اس اثبات تناقض مین الاحادیث پر ایک حکایت یاد آئی پیش کرتا
ہون **مثنوی** گفت استا احولی را کاندرآ ۔ رو برون آر از وثاق آن شیشہ را
چون درون خانہ احول رفت زود ۔ شیشہ پیش چشم او دو می نمود ۔ گفت احول
زان دو شیشہ تا کدام ۔ پیش تو آرم بکن شرح تمام ۔ گفت استا آن دو شیشہ
نیست رو ۔ احولی بگذار وافزون بین مشو ۔ گفت ای استا مرا طعنہ مزن ۔
گفت زان دو شیشہ یک را بر شکن ۔ چون یکی بشکست ہر دو شد ز چشم ۔ مرد
احول گردد از میلان و خشم ۔ شیشہ یک بود بچشمش دو نمود ۔ چون شکست آن
شیشہ را دیگر نبود ۔ آپکو شرائط تناقض بہی نہین معلوم ان دو شعرونکو ہی
یاد کر لیجیئے سہ در تناقض ہشت وحدت شرط دان ۔ وحدت موضوع و محمول
و مکان ۔ وحدت شرط و اضافت جزو کل ۔ قوت و فعل ہست در آخر زمان
آپ گذارش یہ ہی کہ حدیث ماء دائم اور نیز حدیث استیقاظ اور ولوغ کلب میں

پانی کی نجس ہونیکا کہاں ذکر ہی جو مناقض ان الماء طہور کے ہووی حدیث
ماء دائم مین نہی ہی پیشاب کرنیسی اور یہ نہین فرمایا کہ ماء دائم پیشاب
کردینی سی نجس ہوجاتا ہی مین آپسی پوچھتا ہون کہ اگر ماء راکد مین جو دہ
در دہ ہو پیشاب واقع ہوجاوی تو وہ آپکی نزدیک نجس ہوتا ہی یا نہین
شق اول آپ کی مذہب کی خلاف ہی اور شق ثانی جبکہ آپکی نزدیک علت
نہی تنجیس ہے تو کیا وجہ کہ نجس نہو پس معلوم ہوا کہ علت نہی حدیث لایبولن
مین تنجیس نہین ہی بلکہ ایذای بنی آدم اور الحاق لعن وطعن ہی ہان البتہ
اگر احد الاوصاف الثلث مین بالفعل متغیر ہوجاوی تو نجس ہوجاویگا کما
بدلیل الاجماع اور چونکہ شارع حکیم و خبیر نی ذرائع اور وسائل کو بہی اپنی شریعت
مین مسدود اور منہی فرمادیا ہی چنانچہ سابق مسئلہ قضا مین مفصلا بیان
ہوچکا لہذا پیشاب کرنیسی عموما خواہ آب کثیر ہو یا قلیل نہی فرماوی کہ
مبادا اسکی دیکہا دیکہی اور لوگ بہی پیشاب کردیا کرین اور یہ امر عادت
ہوجاوی اور پانی بعد چندی متغیر اور نجس ہوجاوی اور دیکہو حدیث بند کرنی
ذرائع کی عن ابی ہریرۃ قال انی سمعت حبی اباالقاسم صلعم یقول لا تقبل
صلوۃ امراۃ تطیبت للمسجد حتی تغتسل غسلہا من الجنابۃ رواہ ابوداود وروی
احمد والنسائی نحوہ ۔ اب غایت الباب یہ ہی کہ اگر پانی قلتین سی کم ہوگا
تو مخالطت نجاستہ سی درصورت عدم تغیر بہی مکروہ ہوجاویگا بسبب مظنہ حمل خبث
کی نہ نجس قطعی ۔ اگی رہی لفظ حدیث کی مسلم شریف مین لا یغتسل احدکم فی الماء
الدائم وہو جنب اسمین بہی علت اور حکمت نہی فقط تکدیر ماء ہی جس سی طبائع
سلیمہ کسیقدر نفرت کرتی ہین یا یہ حکم تعبدی ہی لکن علت اس نہی کی بہی
تنجیس نہین ہی اب منصف لبیب کو ثابت ہوا ہوگا کہ دونون حدیثونکی مفاد

اور مضمون مین وحدت محمول جو شرائط تناقض سی نہین موجود بمفاد
حدیث اول یہہ ہی ان الماء طہور لا ینجسه شئی بشرط ان لا یتغیر احد اوصافه
الثلث اور بمفاد حدیث دوم ان الماء لا ینبغی ان یبال فیه پس ان دونون
حدیثون مین تعارض اور تناقض نہوا۔ علی ہذا القیاس حدیث استیقاظ اور حدیث
بیر بضاعه مین کسیطرح تناقض نہین ہوسکتا کیونکہ مابین اونکی نہ وحدت
محمول ہی اور نہ وحدت موضوع حدیث استیقاظ کا مضمون اور مفہوم ہی کہ
الاناء لا یغمس فیه الید حتی یغسلها ثلثا اور اگر وحدت موضوع بہی تسلیم کیجاوی
تو پہر وحدت محمول کہانسی لاؤگی جو شرائط تناقض سی ہی اور چونکہ محدثین
اس حدیث کو باب سنن وضو مین لاتی ہین تو اس سی صاف ظاہر ہے
کہ پیش از وضو ہاتہ کا دہونا حضرت نے مسنون فرمایا ہی اور غمس سی جو
نہی فرمائی وہ برائی کراہت چنانچہ آخر حدیث کا اسکی دلیل ہی یعنی فانه
لا یدری این باتت یده تو معلوم ہوا کہ یہ امر بطور سنت اور مستحب کی ہی کہ
واسطی احتیاط کی اوسکا حکم کیا ہی نہ فرض و واجب حنفیون مین سی کوئی بہی قائل
نہین کہ قبل وضو یا بعد نوم غسل یدین فرض و واجب ہوا اور جبکہ یہ امر ندب
کی واسطی ہوا تو نہی بہی کراہت کیواسطی ہوئی خصوصا جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی
کہ حضرت علیه السلام نے لا یدری این باتت یده فرمایا کہ جس سی معلوم ہوا کہ
پلید ہونا ہاتہ کا خواب مین امر یقینی نہین ہی پس مجرد توہم اور احتمال سی
کوئی چیز فرض و واجب کیونکر ہوسکی یا حرام اور نجس قطعی بہی کیونکر ہوا در
صورت بعد استیقاظ کی ڈالنا ہاتہ کا پانی مین علت تنجیس کیونکر ہوگا البته
اگر یون ارشاد ہوتا کہ ان غمس احدکم یده فی الاناء تنجس ما ره تو مفید مدعای
خصم ہوتا ورنہ خرط القتاد۔ آگی رہی حدیث ولوغ کلب وہ بہی مناقض

حدیث بیر بضاعہ کی نہین بچند وجوہ اولاً باینکہ اس حدیث اور حدیث بیر بضاعہ
مین وحدت موضوع نہین اور بغیر وحدت موضوع تناقض متحقق نہین ہوسکتا
- اور ثانیا باینکہ یہ حدیث حنفیونکی نزدیک منسوخ ہی علما حنفیہ کہتی ہین کہ
یہ حکم ابتدائی اسلام مین تہا بعد ازان منسوخ ہوا کما قال الشیخ عبد الحق ثالثاً
باینکہ کیون نہین جائز کہ یہ حکم تعبدی ہو کیونکہ شریعت مین ہماری بہت سے
احکام تعبدی بہی موجود ہین کیا ضرور ہی کہ یہ حکم بسبب نجاست کی ہی ہو
خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی کہ اگر حکم بسبب نجاست کی ہوتا تو کم سات
مرتبہ سی بہی کفایت کرتا کتی کی منہ کی نجاست تمہاری نزدیک بہی بول
وبراز سی بڑہکر تو ہی ہی نہین پس ثابت ہوا کہ یہ امر تعبدی ہی نہ بغرض
نجاست **سوال** اگر کوئی شخص کہی کہ تمہاری تقریر سی معلوم ہوا کہ ہر ایک
پانی جو روی زمین پر پایا جاوی وہ سب پاک ہی بشرطیکہ اسکی کہ رنگ مزہ بو
مین متغیر نہوا ہو مقدار قلتین ہو یا کم وبیش پہر تحدید قلتین جو تمہاری نزدیک
حدیث صحیح مین وارد ہی اوسکا کیا فائدہ اور مفہوم مخالف حدیث قلتین سے
ظاہر ہی کہ درصورت مادون قلتین کی وقوع نجاست سے پانی نجس ہو جاویگا
اگرچہ احد الاوصاف الثلث مین متغیر نہوا ہو تو حدیث قلتین معارض ومناقض
حدیث بیر بضاعہ کی ہو گئی **جواب** وبہ نستعین حدیث قلتین معارض حدیث
بیر بضاعہ کی ہرگز نہین ہی کیونکہ جسطرح حدیث بیر بضاعہ مقید ہی ساتہ اوس
زیادت کی جو مجمع علیہا ہی اسیطرح حدیث قلتین بہی مقید ساتہہ اوسی زیادت
اجماعی کی ہی تو حاصل حدیث یہ ہوا کہ پانی مقدار قلتین حامل خبث نہین ہوتا
کسی حال مین بشرطیکہ اسکی کہ بعض یا کل اوصاف ثلثہ پانی کی وقوع نجاست
سی متغیر ہو جاوین کہ اندرینحالت بضرورت حکم حس ومشاہدہ نجس ہو جاویگا

اور مفہوم مخالف حدیث کا فقط اتنا حکم کرتا ہی کہ مادون قلتین مظنہ حمل خبث
کا ہی اور اسپر دلالت نہین کرتا کہ مادون قلتین قطعاً و یقیناً حامل خبث ہو
جاتا ہی یا نجس قطعاً کیونکہ اول تو درمیان مفہوم مخالف اور موافق کی کسی طرح
تغایرتاً کافی ہی خواہ وہ تغایر فقط کراہت اور عدم کراہت سی ہی ہو اور
ثانیاً یہ کہ پلیدی مخرج طہوریت آب تو وہی ہی کہ مغیر بعض اوصاف یا کل
اوصاف ثلثہ کی ہو اور نیز درمیان حمل خبث اور نجاست مخرجہ طہوریت کے
ہرگز تلازم نہین ومن ادعی فعلیہ البیان پس ثابت ہوا کہ مفہوم مخالف موافق
حدیث قلتین کا ہرگز تناقض اور منافات نہین رکھتا ساتھہ حدیث بیر بضاعہ
کی اور جبکہ شارع علیہ السلام نے نفی نجاست کی مطلق پانی سے کی ہی بصیغہ
عموم کی ہی اور پانی مقید بقلتین سے ہی بطور عموم ہی کی ہی اور زیادت
مجمع علیہا بطور صیغہ استثنا کی ان دونون حدیثون کی مخصص واقع ہوئی ہی

١٠٩

غایۃ الامر یہ کہ نسبت حدیث بیر بضاعہ کی بطور مخصص متصل کی ہو اور نسبت حدیث قلتین کے
بطور مخصص منفصل کی اور یہ قاعدہ مقرر علم اصول کا ہی کہ مبنی عام خاص پر مبنی اور محمول ہوا
کرتا ہی مطلقاً تو اب کچھہ منافات ان دونون حدیثون مین نہی۔ آگی رہی یہ بات کہ فائدہ
مقید کرنیکا ساتھہ قلتین کی کیا ہی کہ کلام فصیح و بلیغ مین کوئی لفظ تقیید وغیرہ
خالی از فائدہ نہین ہوتا **جواب** یہ ہی کہ فرق اور فصل کر دینا درمیان
پانی قلیل و کثیر کے کتنا بڑا فائدہ ہی موضح المرام کی شرح مین حجۃ اللہ البالغہ سے
نقل کیا ہی عبارتہ ہذا معنی وی آنست کہ حامل نمیشود خبث معنوی را کہ حکم کردہ
باشد شرع نہ عرف و عادت و ہرگاہ یکی از اوصاف ثلثہ او متغیر گردد و کما
کیفاً و کماً فاحش شود ازین باب نباشد قلتین کہ حد فاصل میان قلیل و کثیر
مقرر کردہ اند بنا بر امر ضروریست کہ چارہ نیست از ان با آنکہ تحکم و جزاف است

وهمین هست حال جمیع مقادیر شرعیه وچون آب مقدار دو قلتین در زمین
مستوی باشد غالبا هفت شبر در پنج شبر بود وایقدر را نامی حوض است و
اعلی ومارأوانی قله است وهم آوند از قله نزد ایشان معروف نبود وقلال
هجر هم غالبا برابر نبند پس این حدیث فاصل میان قلیل وکثیر وهرکه
قائل نشده بقلتین مضطرب گردیده است بسوی شکل وی در ضبط ماء کثیر
همچو مالکیه یا بسوی رخصت در ابار صحرا مانند شکهای شتران و بالجمله آنچه
درین باب معتد به تواند شد وعمل بران واجب گردد موجود نیست و حدیث
قلتین اثبت احادیث این باب است انتهی ملخصا اور واضح ہو کہ شارع
علیه السلام نے جو حد فاصل درمیان قلیل اور کثیر کی مقرر فرمائی اوسکا مطلب
یہ ہی کہ اگر ما دون قلتین میں نجاست مخالط ہو لیکن احد الاوصاف میں
تغیر نہ آوے اندرینصورت پانی پاک ہی لیکن بوجہ قلیل ہونیکی مکروہ ہی بخلاف
آب کثیر یعنی قلتین یا فوق القلتین کی کہ اگر اوسمین نجاست مخالط ہوگی تو
درصورت عدم تغیر استعمال اوسکا مکروہ بھی نہیں ہوگا چنانچہ مصفی میں لکھا ہی
پس آنچه اقرب بتحقیق می نماید اینست که آنجا دو علت است وهر دو موثر تغیر یعنی
ومخالطت نجاست پس تغیر او را نجس میسازد قطعا ومخالطت مکروه میسازد
بکراهت شدیده که جز بضرورت نباید مرتکب آن شدن اب قلیل را بخلاف
کثیر وهو قول ابن حاجب یعنی ماء قلیل که مخلوط باشد بنجاست مشهور از مذهب
مالک آنست که مکروه است وبعضی گفته اند نجس است واینجا مفهوم مخالف حدیث
قلتین ومفهوم مخالف قول مالک با عموم حدیث ان الماء طهور التئامی پیدا کرده
والله اعلم انتهی کلام المصفی اور اگر کوئی کہی کہ قلتین ہی کو حد فاصل قرار دینی
مین کیا حکمت ہی تو جاننا چاہیی کہ عرب کی نزدیک جو ظروف ماء دون قلتین ہین

حد اوانی مین داخل ہین مقدار سبو کو کوئی حوض نہین کہتا اور مقدار فوق القلتین
اونکی نزدیک حوض مین داخل ہی یعنی اتنی مقدار کو حوض کہہ سکتی ہین اگر
زمین معتدل الانخفاض مین واقع ہو کیونکہ حیاض واقعہ فی ملک الحجاز بڑی بڑی
تالاب تو کیا دہ دردہ بہی نہین ہوتی ہین اور چونکہ نظر شارع علیہ السلام مین
پانی بقدر حیاض کذائیہ کثیر مین داخل تہا اور پانی بقدر اناء کذائی یعنی مادون
القلتین قلیل مین داخل تہا اور درمیان اوانی اور حیاض کی بجز قلتین بیچ کی
اور کوئی ظرف معروف اونکی نزدیک نہین تہا لہذا اوسکو حد فاصل قرار دیا
جو درمیان کراہت اور عدم کراہت کی معیار تقریبی اور تخمینی ہو گیا اور قلتین کو
حکم فوق القلتین کا دیا گیا اب منصف لبیب کو ثابت ہوا ہوگا کہ احادیث
احکام المیاہ مین باہم کسیطرحسی منافات اور تناقض نہین ہی اور سب احادیث
واجب العمل اور زمانہ صحابہ مین بہی انہین احادیث پر عمل درآمد تہا اگر آثار
صحابہ درباب استعمال میاہ مختلفہ اور عدم مبالات اونکی دہ دردہ وغیرہ سی لکہی
جاوی تو اس مختصر مین گنجایش نہین دو ایک حدیث سید المحدثین بفتح الدال یعنی
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی پیش کرتا ہون عن یحیی بن عبد الرحمن قال
ان عمر خرج فی رکب فیہم عمرو بن العاص حتی وردوا حوضا فقال عمرو بن العاص
یا صاحب الحوض ہل ترد حوضک السباع فقال عمر بن الخطاب یا صاحب الحوض
لاتخبرنا فانا نرد علی السباع وترد علینا رواہ مالک اور یہ امر پہلی بیان ہو چکا کہ
حیاض واقعہ فی الحجاز دہ دردہ نہین ہوتی ہتی قال فی المصفی وبیقین معلوم است
کہ حیاض حجاز غدیر کبیر نمی باشد ونہ عشر در عشر انتہی — وعن عمر بن الخطاب
یوما فسقط علیہ شئ من میزاب ومعہ صاحب لہ فقال یا صاحب المیزاب ماؤک
طاہر او نجس فقال عمر یا صاحب المیزاب لاتخبرنا ومضی ذکرہ احمد قولہ میزاب بکسر المیم

توافق آرائی عام وخاص اہل تو اُسکا احتیاط واجب ہوتی ہی اقول و بہ نستعین
اگر آرائی عام وخاص سی آرائی غیر اہل شکوک و وسوسہ مراد ہی تو آرائی صحیحہ
اونکی مخالف احادیث صحیحہ مذکورہ کی نہین ہین بلکہ آرائی اونکی موافق روایت
اور مطابق درایت ہین کیونکہ کوئی عاقل گمان استعمال نجاست نہین کرتا
مگر اوسیوقت کہ یا تو جرم نجاست پانی مین مخلوط ہوجاوی اور بعینہ اوسی استعمال
کیا جاوی یا احد الاوصاف الثلث مین تغیر آجاوی ایسی ہی پانیکو قطعاً
عقل کہتی ہین کہ نجس ہو کیونکہ اس صورت مین عین نجاست کا استعمال لازم
آتا ہی کماً یا کیفاً تو آرائی صحیحہ ان احادیث کی مخالف نہوئین اور اگر آرائی عام
وخاص سی آرائی اہل وسوسہ و اوہام مراد ہین تو کسی باقتدا اور اتباع ایسی
آرائی فاسدہ کا لازم نہین چہوڑ کر اقتدائی رسول مقبول ان آرائی کی تقلید
کیونکر کیجاوی وقد قال اللہ تعالی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن
کان یرجو اللہ والیوم الآخر ۔ وایضا قال تعالی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ وقال تعالی وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم
عن سبیلہ جناب من یہ اہل وسوسہ تو مصداق اس حدیث کی ہین سیکون فی
ہذہ الامۃ قوم یعتدون فی الطہور والدعاء رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ
اب اس حدیث کو ملاؤ اس آیہ سی ان اللہ لا یحب المعتدین اور درمیان وقوع
نجاست اور نجس ہوجانی پانیکی کسی عاقل کی عقل مین تلازم نہین ہی ورنہ
چاہیی کہ وہ ورود ہی وقوع نجاست سی نجس ہوجاوی ہذا خلف اور حدیث
لا یبولن احدکم الخ بالضرور واجب العمل ہی نہ بوجہ احتیاط مخترعہ تمہاری کی بلکہ بوجہ
اوس احتیاط کی جو سابق مین مشروح ہوچکی اور جسکا تم نی وسواس و اوہام کا نام احتیاط
رکہہ لیا ہی وہ احتیاط کہ آخرت مین کار آمد ہو اور اوسپر اللہ تعالی محافظ کو [illegible]

وہ سنت کی موافقت میں ہی اور جب سنت سے تجاوز ہوگیا تو وہ جفا ہوئی
وسوسہ بھی اور اسراف ہوگیا عن عبداللہ بن عمرو بن العاص ان النبی صلعم مر بسعد
وہو یتوضا فقال ما ہذا السرف یا سعد قال افی الوضوء سرف قال نعم وان کنت
علی نہر جار رواہ احمد وابن ماجہ وفی جامع الترمذی من حدیث ابی بن کعب
ان النبی صلعم قال للوضوء شیطان یقال لہ الولہان فاتقوا وسواس الماء بس
اندرین صورت اتباع کرنا ایسی ظنون فاسدہ کا احتیاط نہین ہی بلکہ بڑی احتیاط
یہ ہی کہ اس احتیاط کو جلد اور فی الحال ترک کردے ۔ غافل ز احتیاط نفس
یک نفس مباش ؎ شاید ہمین نفس نفس واپسین بود ؎ اور دہونا ہاتہ کا بعد نوم
مستحب ہے نہ واجب کما مر مولف جو واجب کہتا ہی خلاف مذہب جمہور ہی اور حرمت
اکل صید واقع فی الماء پر مولف جو قیاس کرتا ہی وہ قیاس مع الفارق ہی کیونکہ
وہان صید مذکور کی سبب حلت مین ہی شک واقع ہوگیا ہی اور حیوان میں
بموجب مذہب حق کی اصل حرمت ہی بخلاف پانی کہ اوسمین اصل حلت ہے
تو قیاس اوس چیز کا جسمین اصل حلت ہی اوپر اوس چیز کی جسمین اصل حرمت ہے قیاس
مع الفارق ہوا ۔ برای خدا آپ جو باجتہاد خود قیاس فرمایا کرتے ہین تو ذرہ اس
قاعدہ پر غور اور امعان نظر فرمالیا کرین کہ اذا ثبت ان ہذا علۃ لکن یحتمل ان
یکون فی الفرع مانع او لخصوصیۃ الاصل اثر قولہ اب گذارش الی قولہ اس کی حکم
بیں لیجیئی اقول حدیث الماء طہور مین الف لام کا استغراقی ہونا ہم ثابت
کر دین اگر کچھ اور منظور ہی تو سنیئی بحر العلوم شرح مسلم میں لکھتی ہیں ثم اختار عند جماہیر مشائخنا
ومشایخ الشافعیۃ والمالکیۃ ایضا علی ما ہو الظاہر علی ان المدخول حقیقۃ [illegible]
عند تعذر [illegible] الامر کما اذا [illegible] معہود [illegible] فی [illegible] ثم اختار عند جماہیر مشائخنا
ومشایخ الشافعیۃ والمالکیۃ بل الحنبلیۃ ایضا علی ما ہو الظاہر ان المدخول حقیقۃ

فی الاستغراق عند مقارنۃ اللام کما ان مدونہا للفرد المبہم - اور یہ بات ثابت ہو چکی
کہ اگر حدیث متنازع فیہ ضعیف بھی تسلیم کیا جاوی تو بھی بسبب وجوب تقلید مجتہد
امام کے حدیث ضعیف پر بھی عمل کرنا آپ پر واجب ہی اب اگر آپکی پاس کوئی
دلیل ایسی مواقع مین ایسی حدیث پر عمل نکرنی پہ دلالت کرتی ہو تو لائیی اور
تیش کی جگہ تمیش لیجائیے قولہ یہی حنفیہ الی قولہ فرق اب قلیل و آب کثیر
مین متفق علیہ اقول وباللہ التوفیق حدیث الماء طہور درصورت الف لام استغراق
کی وجوب العمل اور ترک عمل مین کسیطرح کی معذوری نہین کیونکہ مخصص متصل
الا ان تغیر ریحہ او طعمہ او لونہ موجود ہی اور الف لام عہد کی کچھ ضرورت نہین کہ
العبرۃ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب اور اگر یہ شک واقع ہو کہ ذکر ایک خاص مرتبہ
پہلے الماء کی قرینہ عہد کا ہی تو اوسکا فک یہ ہی قال المولوی عبد الحکیم علی حاشیۃ
مختصر معانی وہذا التقدم شرط الصحۃ استعمالہ کما فی الضمیر الغائب لا انہ قرینۃ کما وہم اور
دلیل استغراق جو استثنا ہی موجود یعنی الا ان تغیر ریحہ الخ اور حدیث قلتین بقول تمہارے
مضطرب نہین اور اگر ضعف و اضطراب بھی اوسکا تسلیم کیا جاوی تو بھی بموجب
مذہب امام کے خصم پر حجت ہی کما مر اور مولف یہ جو کہتا ہی (کہ شرائط اداء
فرائض کی لیئے ایسی حجت چاہیئے کہ جیسی فرائض کی لیئے) اس سے کیا مراد ہی اگر
یہ مراد ہی کہ ثبوت طہارت کسی مخصوصہ پانی کی واسطے حجت قطعی جسمین کسیطرح کا
شبہ نہو چاہیئے تو اغلب کہ مولف اسکا بھی قائل ہو گا کہ ہر ایک ستونی پہ وحی اترتی
ہی کہ فلان پانی طاہر ہی اور فلان پانی نجس کیونکہ بغیر نزول وحی کی طہارت
قطعی و یقینی جسمین کسیطرح کا شک و شبہ نہو اکثر میاہ کی نسبت ثابت ہونی دشوار
ہی کہ علم غیب تو کسیکو دیا ہی نہین گیا اور نیز اسصورت آپکی مذہب مختار
اور عمدہ کی مخالف و مناقض ہو گا کیونکہ آپکی نزدیک یہ امر باجتہاد مجتہد یا

اور یہی عمدہ اور مختار جمہور والا ہی اور ظاہر ہی کہ رائی مبتلی بہ حجت قطعی ہرگز
نہین ہوسکتی اول تو عوام الناس صاحب رائی اور تدبر ہی نہین ہوتے
اور نہ مراتب قوت وضعف کو پہچان سکتی ہین بلکہ جسقدر انکو کچہ رائی اور فہم
ہوتا ہی اوسمین بہی اعتماد اپنی فہم ورائی پر نہین کرسکتے اگی رہی اصحاب رائی
وتدبر اونمین اسقدر اختلاف ہوگا کہ احصار نہوسکیگا سابقا جو اختلاف رای
اصحاب رائی مذکور ہو چکا ہی اسکو بہی اوسپر قیاس کرلو سہ قیاس کن زگلستان
من بہار مرا ۔ الحاصل درمیان آپکی دونون کلامونکی تناقض ہوا ادہر تو حجت
قطعیہ کے طالب جو متعلق بوہمی ہی اودہر رائی مبتلی بہ آپکی نظر مین عمدہ اور
مذہب مختار سہ ایدہر اسدی وصل اودہر مخلوق سی شامل وخواص اوس
برزخ کبری مین ہی صرف مشد دکا ۔ اور اگر یہ مراد ہی کہ ثبوت طہارت بموجب
قواعد شرعیہ اور موافق سنت سنیہ اور طریقہ محمدیہ کی چاہیئے تو وہ مانحن فیہ مین
موجود ہی اور آپکے ایسی وسوسون سی نفی طہارت نہین ہوسکتی دیکہو صحیح مسلم
مین ہے عن ابی ہریرة قال قال رسول الله صلعم اذا وجد احدکم فی بطنه شیئا
فاشکل علیه اخرج منه شئ ام لا فلا یخرج من المسجد حتی یسمع صوتا او یجد ریحا وفی
الصحیحین عن عبد الله بن زید قال شکی الی رسول الله صلعم الرجل یخیل الیه انه
یجد الشئ فی الصلوة فقال لا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا وفی المسند وسنن ابی
داود عن ابی سعید ان رسول الله صلعم قال ان الشیطان یاتی احدکم وهو فی الصلوة
فیاخذ بشعرة من دبره فیمدها فیری انه قد احدث فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد
ریحا ولفظ ابی داود وجد ریحا بانفه او سمع صوتا باذنه وغیر ذلک من الاحادیث
الصحاح والحسان لیکن اب آپکو ثابت ہوا ہوگا کہ حنفیہ کی ذمہ درصورت خلاف
کرنی ان احادیث صحاح کی جواب ہی لازم ہی اور نہ تیکی جواب محض بیکار

اور اب قلیل و کثیر مین جو فرق شارع علیہ السلام نے مقرر کیا ہی تو وہ مقدار قلتین ہی جس سے غرض شارع کی یہ ہی کہ پانی مقدار قلتین مخالطت نجاست سے درصورت عدم تغیر مکروہ ہوگا نہ بخبر اور مقدار قلتین یا فوق قلتین جائز رہیگا بلا کراہت کما مر مفصلا فتذکر قولہ اسلیئے رائی مبتلی بہ پر کہنا الی آخرہ اقول درحالیکہ معیار قلت و کثرت کی شارع علیہ السلام نے تغیر اور عدم تغیر کو مقرر فرمادیا اور قلتین کو حد فاصل درمیان کراہت اور عدم کراہت کی مقرر کردیا تو بادشرح ہونی نفس کی رائی مبتلی بہ کا کیا اعتبار ہے کہ آب آمد و تیمم برخاست مثل مشہور ہی مسلّمنا کہ رائی مبتلی بہ بہی معتبر ہی لیکن جب ہی تک کہ موافق سنت کے رہی کہ عشق سعدی تا بہ زانو آپ نے ہی سنا ہی ہوگا تو درصورت خلاف ہونے سنت کی وہ رائی وسواس اور وہم ہوکر مردود ہوجاویگی جیسا کہ مثلا اداے جہاد مین تمیز مومن و کافر کی بموجب آپکے فرمانیکے رائی مبتلی بہ پر چہوڑ دی گئی ہے تو اب اگر کوئی شخص مومنین ہی پر جہاد جاری کرنی لگی اور کہی کہ مجہکو شک ہوگیا ہی کہ شاید ان مومنین کا دل کفر کیطرف پہر گیا ہو کیونکہ حدیث مین آیا ہے ان القلوب بین الاصبعین من اصابع اللہ یقلبہا کیف یشاء — یا نماز جماعت کسی امام مومن کی پیچہے نہ پڑہی اور جائز نہ بتلاوی اسی دستاویز سے کہ مبادا یہ امام مرتد ہوگیا ہو کیونکہ حدیث مین آگیا ہے یا کوئی عورت کسی مرد مومن سے نکاح نکری اسی شک اور دستاویز سے یا کوئی مرد کسی عورت مسلمہ سے اسی دستاویز سے نکاح نکری تو ایسا شخص واہم اہل عقل کی نزدیک مخبط الحواس ورد ہی شمار ہوگا اب گذارش ندمتین یہ ہی کہ اگر آپکے پاس کوئی ایسی دلیل ہو جس سے ہمقام مین رائی مخلوط بالوسوسہ کا معتبر ہونا ثابت ہو تو لائیے اور بیش کی جگہ پیش لیجائیئے اور یہ بہی یاد رکہیئے کہ وعدہ صلی اور صادق تو وہی وس مدینہ کا تہرایا

وحدیث یہ ہی اور باقی آپکی ہذیانات کا جواب ہی بلکہ بمقابلہ آپکے وعدون کے

ایہہ ہی یہ وعدہ ہی کہ ؎ اگر آن ترک شیرازی بدست ارد دل ما را بخال ہندوش

بخشم سمرقند و بخارا را ہ رتادہ دردہ اوسکا اثبات تو آپکی ذمہ باقی ہی ہی اور جو

اکثر اصحاب متون و شروح کتب حنفیہ فی اوسکو لازم پکڑا ہی تو در صورت عدم

اثبات و ثبوت کی التزام کرنا اوسکا بدعت حقیقیہ مین داخل تو اہل حق عامل بالحدیث

تو اونکی تقلید کے ترک کرینمین عذر معقول و وجہ مقبول وہذا اخر ما اردنا ایرادہ فی

جواب الادلہ الاذلہ باصرار بعض الاحباب الاجلہ خصوصا المنشی عبدالرحمان

سلمہ المنان والحافظ عبداللہ جعل اللہ عقباہ خیرا من اولاہ والحمد للہ رب العالمین

والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین آمین یارب العالمین ـــ

تاریخ ختم رسالہ مصباح الادلہ لدفع الادلۃ الاذلہ از جناب مولف صاحب مد ظلہ

المنۃ للہ کہ مصباح ادلہ شد اہل حق از نجق ہمہ گرویدہ ازدل	شد ختم بفرمایش احباب اجلّہ تاریخ تمام از سر اخلاص جنان شد	ہر ابیخ باطل کہ بد از قاسم محمود با اجو بہ حق بلغ الہدی بجلہ

تاریخ طبع از طبع وقاد و ذہن نقاد حضرت مولف صاحب مد ظلہ

اندنون کیا فضل و لطف فالق الاصباح ہے کیونکہ مصباح الادلہ طبع ہوتا ہی جواب خائن سنت کا در جو کہو لنا منظور ہے تہا ادلہ کا ملہ بے شک ادلہ ناقص نقص ۱۵ رہ کی سر کو کاٹ کر کہہ سال طبع	ہی شب قدر آج شب دن روز استفتاح ہے ظلمت بدعت کا دافع کیا ہی یہ مصباح ہی اسکو لوا ہی اہل سنت یہ عجب مفتاح ہی در جواب اوسکی چہپا یہ قوت ارواح ہے شر بدعت کے لیئے احسن یہی اصلاح ہے

تمت تمام شد

ذی الحجہ ۱۲۹۱

الحمد للہ کہ تتمہ رسالہ مصباح الادلہ مسمی بجواب الالتماس عن ازالۃ الوسواس
از رشحات کلک ہدایت سلک جناب مولانا سید شاہ محمد احسن صاحب مارہروی

کُلُّ شَیْءٍ مِنْ ظَرِیْفٍ ہُوَ ظَرِیْفٌ

سنی مذہبا والقادری نسبا دام ظلہ العالی الی مدی الایام واللیالی

جواب الالتماس عن ازالۃ الوسواس بقلب عبارت سامی معہ جواب تحقیقی و الزامی

جواب الجواب تو ہو چکی التماس اور یادداشت بھی سن لیجیے ہمکو بالیقین آپکی تحریرات سے بطالعہ
سے معلوم ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص مطلب کی بات کہتا ہے تو آپ مضامین شعریہ
و خیالیہ کہکر ٹالدیتی ہیں یا سوال پر سوال کرنی لگتی ہیں اور اس بہانہ سی جواب سے
سبکدوش ہو جاتی ہیں چنانچہ آپ نی رسالہ ادلہ کاملہ (مرکب نسخہ نا منزگی کا خود)
مین اول سی آخر تک یہی انداز اختیار کیا ہی اور شروع سی انتہا تک سیکا نباہ کیا
بحکم انکہ سہ آغاز کردہ بہ سانش بانتہا - اہل انصاف کو میری اس دعوی کی
تصدیق کیواسطی یہ آپکا رسالہ ادلہ کاملہ اور نیز رسالہ مصباح التراویح ہر دو شاہد
عدل کافی ہیں کہ جنمین محض بی تعلق اور بی تکی باتیں ذکر فرمائی ہیں اور اس

الناس مین تو آپنے بی تکی کو کمال ہی درجہ پر پہنچا دیا ہے و آہیات جاہلانہ تعصب
کرنے جواب لکہنی کو طبیعت نہین چاہتی تہی کہ ع جواب جاہلان باشد خموشی
اور یہی وجہ ہے جو ارشاد ہوا کہ واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما لیکن باصرار
و فرمایش محبی و شفیقی مولوی عبدالحق صاحب مولف رسالہ تقریر دلپذیر برادر
زادہ مولانا عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الاخوان و تحفۃ الہند وغیرہما من التالیف
المفیدۃ چار و ناچار کچہ یہان بہی گذارش کرتا ہون خیر اوقات تو ضائع ہوگی
سے ہمین جینا بناچاری جو آگی تہا سو اب بہی ہی ؛ اونہین کار دل آزاری
جو آگی تہا سو اب بہی ہی ؛ اور غور سی دیکہی تو آپ نی پہلی ہی سی یہ انداز
اختیار فرمایا ہی بہلا جس بات کا آپ سی کوئی سائل ہو تو بموجب قانون مناظرہ
اور داب مباحثہ کی دلیل اپنے دعوی کی کیون نہین دیتی اور خلاف قانون
مناظرہ سوال بہ سوال کیون کرتی ہو ہیہ فرمایا مولانا محمد حسین صاحب لاہوری
مدظلہ نے کہ یہ لوگ (یعنی مقلدین) اسی غرض سی (یعنی تا کہ کوچہ جواب سوالات
مطلوبہ مین قدم رکہنی کی نوبت بہ سون تک نہ پہنچی) ان باتو نمین بات کو ٹلاتی ہین
اور حیلہ و بہانہ سی جوابدہی سی جان چہڑاتی ہین ورنہ کوئی تو انمین سی بجواب
سوالات اشتہار کوئی آیہ قطعی الدلالت یا حدیث صحیح صریح پیش کرتا اور بحث مقصود
کیطرف متوجہ ہوتا اور اس بات کا آجتک کسی نی فضلائی پنجاب و ہندوستان و
خراسان و عربستان سی حوصلہ نہ پایا اور باوجودیکہ ایک سال سی زیادہ مدت
انکا تعاقب کیا گیا اور اشتہار سائل عشرہ کئی دفعہ چہپکر ایک ایک کی گہر پہنچا کسی نے
جواب مطلوب نہ لکہا اکثر نی تو سوال بہ سوال کرنیکو ہستہ کشیدہ بنایا اور جہان انکو
جگہ نہ ملی وہان سب و شتم و طعن و تشنیع کی سپر کو آڑ بنایا اور بعضون نی احادیث
ضعیفہ موضوعہ و روایات غیر متعلقہ کو پیش کیا الغرض مطلب کی بات ایک نی نہ لکہی

119

انتہی کلام مولانا مدظلہ العالی اور آپنے تو یہ سب چاپین چلپین ہین اور جوش و خروش
ہم بیچارون پر اسکی علاوہ لیکن اس سی کیا ہوتا ہی کرے برہان قوی باید و
معنوی ۔ نہ رگہای گردن بحجت قوی ۔ آپ اپنی گہر کی خبر کیون نہین لیتے
کہ اجڑا جاتا ہے اور شجرہ تقلید شخصی جس نی دین اسلام کی رونق و تازگی کو
کہو دیا تہا وہ اب جڑ سی اوکہڑا جاتا ہے سنت نبوی پہیلی جاتی ہی زمین تقلید
شخصی کی دہلی جاتی ہی اگر آپ کی پاس حدیث صحیح متفق علیہ نہین ہی تو لیت و لعل
سی کیا فائدہ صاف کہدو بندہ چاہی سائل بنکر مطالب مشارٌ الیہ کی لئی احادیث
موصوفہ بوصف مذکورہ ہمسی درخواست فرماؤ ۔ اور ہماری جگر کو دیکہو کہ باوجود
اس تمہاری اولٹی چال کی ہی ہمنی اپنی احادیث محتج بہا کی کچہ تشریح کر دی تا کہ ہم
اگر آپ کچہ نکر سکیگے تو ہم ہی انشاء اللہ تعالی کچہ نکر سکینگے مگر عبد اللہ و برای خدا جو کچہ
آپ کرین فہم و انصاف سی کرین اور ہمون اور شروع ہمونکو مقدمہ دین مین
دخل ندین اور تعصب کو چہوڑین اور اس نارسائی پر خودرائی سی منہ موڑین
مقام تحیر ہے کہ مسئلہ عاشر کے جواب مین آپ نی بی اصل ہونیکا اقرار کرکے
پہر کچہ انکار سا کر دیا ۔ قسمت کی خوبی ہی کہ کہان ٹوٹی ہی کمند ۔ دو چار ہاتہ
جبکہ لب بام رہگیا ۔ ورنہ ہمکو آپکی اس ظاہر پرستی اور خودرائی اور تقلید جہل
فی الحدیث سے یہ اندیشہ ہے کہ آپ کسی نسخہ محرف فقہ اکبر مین لکہا دیکہکر متشابہات
تک پہنچین گے اور یداللہ فوق ایدیہم اور الرحمن علی العرش استوی سے بہر دستے
خدا کو نعوذ باللہ مجسم بتانی لگین گے کیونکہ بعین کتاب الہی جو سنت رسول ہے
کہ السنۃ قاضیۃ علی الکتاب اوسکو تو واجب العمل جانتی ہی نہین اور ایک وقت
آپکو اور ہمیش ہی کہ غنیہ کنز قدوری مین کہین اسکی تفسیر لکہی نہین اور ہمکو یہ بھی
اندیشہ ہے کہ آیہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن کو متعہ النکاح پر محمول کر

کیونکہ جیسے احادیث قرارت فاتحہ خلف الامام وغیرہ کو نہین مانتی تو جو حادث
انس آیۃ کی مفسر دسیین ہین اونکو کب مانو گے اور مین جانتا ہون کہ آپ اپنا
کام کر چکے ہین کیونکہ ہر چند یہ بات بالخصوص آپکی نسبت نہین سنی گئی پہ یہ
شور تو ایک مدت سی ہے کہ حضرت صاحب ہدایہ نی تجویز متعہ کی نسبت یہ
کہدیا ہے وقال مالک ہی جائزۃ اور قریب القیاس بہی ہے کیونکہ جب آپکی
نزدیک نکاح محرمات ابدیہ بہی منعقد ہو جاتا ہے تو نکاح متعہ نے کیا قصور کیا ہے
جو منعقد نہوا بدیر عبداللہ بن مسعود وغیرہ کا منکر تحریم ہونا حدیثون مین مرقوم ہی
ہی اور آپ نی یہ انداز اختیار کر ہی لیا ہے کہ احادیث منسوخہ اور آثار صحابہ
مرجوعہ عنہا کو احادیث مرفوعہ صحیحہ نصوص قطعیہ صریح الدلالۃ پہ مقدم اور مرجح
کر دیتی ہو یہان نیز بہی وہی انداز مختار رکہو گے اور کیون چہوڑو گے بقول شخصی
قول مردان جان دارد علاوہ یہ کہ جب افترا باندہنا ہی ٹہیرا تو امام مالک کی
کیا خصوصیت ہے امام ابوحنیفہ سہی کل کو کوئی محشی ہدایہ کا یون لکہدیوےگا کہ اصل
عبارت ہدایہ کی یہ ہے کہ المتعۃ جائزۃ عند ابی حنیفۃ وقال مالک باطلۃ
اور مسائل فقہیہ کو کتاب وسنت پہ عرض کرنیکا مسلک تو آپکا ہے ہی نہین جسسے
اصل حال معلوم ہو تو سب مقلدین اس طوفان بی تمیزی مین ڈوب جاوینگے
اور چونکہ آپ بفضلہ تعالی قوت اجتہاد رکہتے ہی ہین مسئلہ نفاذ قضاء قاضی
بشہادت زور اور مسئلہ انعقاد نکاح محرمات ابدیہ وغیرہا مین آپکا اجتہاد مسلم العلوم
کالانعام ہے ہی تو یہ کب ہو سکتا ہے کہ یہ شور اوپر ہی اوپر رہے ۔ اور نیز یہ خوف
بہی مجہکو ایک مدت سی ہے کہ مبادا بعض مقلدین خدا کی ہاتہ پاؤن کو ایسا ہی
سمجہنے لگین جیسے ہمارے تمہارے ہاتہ پاؤن ہوتے ہین تامل رہیگا تو اتنا ہی
رہیگا کہ کاہیکے ہین چاندی کی یا سونیکی یا کاہی اور کے اور یہ خوف دو وجہ سے ہی

ایک تو بسبب وجوب تقلید شخصی کے کہ جتنی فرق باطلہ گمراہ ہوئی ہین اسی آفت تقلید
ضال ہوگئی ہین سچ فرمایا مولانا روم نے ؎ زانکہ تقلید آفت ہر نیکو ئیست کہ بود
تقلید اگر کوہ قویست ✿ اور دوسری وجہ خوف کی یہ ہے کہ کنز قدوری ہدایہ
صفات الہیہ کا کہین بیان نہین اور کتاب وسنت بمقابلہ تقلید کے ساقط الاعتبار
مین قیاس ہی قیاس رہگیا سو قیاس مین ایسے ہاتھ پاؤن آتے نہین جیسے ہمارے
تمہارے ہاتھ پاؤن کی مانند ہون۔ اور اس تقلید جبل فی الجید سے مجھکو یہہ
اندیشہ ہے کہ آیات قرآنی اور تمام احادیث صحاح وحسان جنکا مضمون ہدایہ
مین مندرج نہین ہے اونکو معارض ہدایہ تصور کرکے پایۂ اعتبار سے ساقط
فرماوینگی کیونکہ حدیث گو صحیح ہی کیون نہو پر کہین ہدایہ کو پہنچتی ہی حدیث مین تو احتمال
موضوع ہونیکا منکر ہونیکا مضطرب ہونیکا اور دیگر دس طرحکی احتمال ہین واذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال بعد ان احتمالون کثیرہ کے اگر تھوڑی ایسی حدیثین باقی
بہی رہین تو اونپر عمل کیا جاوے یہ تو مثل مشہور ہی ہے کہ سو مین دسے سٹھ
آدہے گئے بٹ یعنی چارون اماموں نین حدیثین بٹا ہی گئی ہین باقی دونگا
دس دلا دونگا دس کا دینا کیا اور فرض کیا کہ حدیث صحیح متفق علیہ نص قطعی
صریح الدلالت بہی ہو تو بہی احتمال ہے کہ منسوخ ہو خصوصاً جبکہ کچھ لحاظ ہٹ
دہرمی کا بہی رہے تو یہی احتمال ہے کہ مخصص ہو یا مقید ہو یا مؤول ہو یا معارض
ہو وغیر ذالک من الاحتمالات الکثیرۃ التی تجری فی احادیث النبی الامی ولا تجری
فی اقوال المنقولۃ عن الامام الاعظم الاعلم بل فی غیر المنقولۃ عنہ ایضاً لا تجری
علاوہ یہ کہ کتاب وسنت کی رد ونفی کے واسطے قطع نظر ان احتمالات مذکورہ کے
جو گیارہ شبہات کہ حضور نے اسجگہ وارد کئے ہین یہی کافی ووافی ہین ایک تو
وہ احتمالات مذکورہ تہے ہی اور ایک یہ شبہات ہوئی تو اب ایک او دو ایک گیارہ ہو
گئے

ہو گئے اور پھر جب سے ابتک اور بھی اعتراض اپنے ذہن نقاد اور طبع وقاد سے
پیدا کیے ہی ہونگے کتاب ہدایت المسلمین پادری عماد الدین کی آپکے پاس
موجود ہو ہی گی جس سی اور شبہات بہت سے آپ لکھ سکتے ہین اور فارغ البال
نہین بیٹھ سکتے ہو بیکار مباحث کچھ کیا کرو کیونکہ پڑے ہی اور پھر کر سیاکرو زندگی
کا کیا بھروسا ہے مبادا کل کو موت آجاوی اور اعتراض کرنا کتاب وسنت کی
باقی رہجاوی سو ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ جب تلک بس چل سکی
ساغر چلے ہو اور یاد رکھیے کا این ہمان سنگ است کہ بر سر من زدہ بودی آپ
آپ کے مقابلہ کو ہم بھی حاضر ہین بسم اللہ این گو واین میدان لکل فرعون موسی
آپ فی سنا ہی ہوگا اب آپکے کل وسواس بے اساس کو بعینہ نقل کرکے جواب
دیتا ہون وسوسہ اول از طرف حنفیہ اگر حدیثون اور روایات تواریخ سے
بہ نسبت قرآن شریف کفار کا ریب وتردد مین ہونا سمجھہ مین آتا ہے تو قرآن مین
لاریب فیہ فرماتے ہین جس سی بوجہ وقوع نکرہ فی سیاق النفی بالکل ریب وتردد
کا نہونا ثابت ہوتا ہے کسیکے دلمین کیون نہو مگر ان آپکو یہ کہنے کی گنجایش ہے
کہ قرآن شریف مین ریب کی نفی ہے احادیث وتواریخ مین یقین بطلان قرآن کا
مذکور ہے مگر اسکو کیا کیجیے کہ بہت سے ضعفا کو تردد ہی ہوا دوسرے نفی لاریب
ایسی ہے جیسی نہی لا تقل لہما اف جیسی اوس سی بدلالۃ النص ضرب وغیرہ
کے نہی نکلتی ہے ایسی ہی لاریب سی یقین بطلان کی نفی نکلتی ہے بہرحال
لاریب فیہ لاریب آپکی نگاہ ہو نہین اکثر احادیث وتواریخ بلکہ مشاہدات کی نسبت
موجب ریب ہوگا ازالۃ الوسواس از جانب محمدیہ ارباب الباب پر پوشیدہ
نہ رہا ہے کہ کوئی سوال ان گیارہ سوالونمین سے استحقاق جواب نہین رکھتا
کیونکہ سوال بمقابلہ سوال ہے اور نیز کوئی غرض صحیح (قابل سماعت اہل انصاف

صفحہ ۱۲۴

ان سوالونکی کرنیسے معلوم نہین ہوتی اور کوئی کلل ان گیارہ سوالونہین سے
جواب سوالات عشرہ سے بہی یہ تعلق صحیح تعلق نہین رکہتا نہ تعیین مراد کے
غرض پر محل ہوسکتے ہین نہ تمہید مقدمات ضروریہ بن سکتے ہین بلکہ فراعن المناظرہ
سے تعلق رکہتے ہین اور اگر یہ غرض ہے کہ جیسی ان گیارہ سوالات کے
جواب ظاہر اور روشن ہین اسیطرح تمہارے دس سوالات کے جواب ظاہر
ہین تو یہ بات بہی بالکل غلط ہے عرصہ قریب دو برس کا ہوا اجتک کسی سے
ہمارے سوالات کا جواب نہین ہوسکا اور تمنی بہی اتنا پتا ہی تبلایا ہی
چنانچہ دیباچہ کتاب مین خود مقر ہو۔ اللہم الا ان یقال شاید آپکی یہ غرض ہو
کہ آیات اور احادیث مندرجہ سوالات یازدہ مین جسطرح تم تاویلات کرتی ہو
اوسیطرح ہم بہی مسائل عشرہ مین تاویل کرتے ہین اقول یہ قیاس آپکا محض
غلط اور مع الفارق ہے اولا تو بایں وجہ کہ یہ شبہات آپکے فریقین کی نزدیک
مردود اور ہبار منثور کے مصداق ہین بخلاف مسائل عشرہ کے پہر اون عبارات
مسلم الرد فریقین کو آپ یہان کیون وارد کرتے ہین وثانیا بایں وجہ کہ ان آیات
اور احادیث مین جو تم ایراد تعارض کرتے ہو وہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی کہے کہ
بہت سی آیات سی تو نماز کی فرضیت پائی جاتی ہے اور لاتقربوا الصلوۃ
سے عدم فرضیت بلکہ حرمت اوسکی ثابت ہوتی ہے تو کلام الٰہی مین باہم
تعارض اور تناقض ہوگیا اور من عند اللہ نہوا۔ سو ایسا شبہ کرنا عقلاء سے نہایت
بعید ہے اور ثالثا بایں وجہ کہ بموجب مذہب اہل حق کے جسکو ہم دیباچہ رسالہ تنویر
در باب عمل بالکتاب والسنۃ مشرح ومفسر کر آئی ہین یہ سوالات کسیطرح وارد نہین
ہوسکتے ہین اور رابعا کہ بموجب مسلک تقلید کے تم پر ہی عائد ہوتی ہین نہ
بموجب مسلک تحقیق کے بیچارہ ناچار جواب مثل الماس ہے اساس آپکے

کل وسواس کی گندہ کیجاتی ہے دیکھیے اور سنیے کہ یہ اول شک اور وسوسہ آپکا
بطور مثل ننکے ایسا ہی کہ کوئی اندھا وقت دوپہر کے دہوپ مین بیٹھہ کر کہے کہ
مجھکو تو آفتاب کی روشنی نظر نہین آتی اور وجود ضوء شمس مین مجھکو شک ہی اور
یہ جو حرارت دہوپ کی مجھکو معلوم ہوتی ہی وہ شاید آگ کی حرارت ہو کیونکہ
نابینا فی کہ حرارت آفتاب کی ایک اثر ہے اوسکے آثار سے لیکن آثار کا موثر
سے عام ہونا اولہ کاملہ کے صفحہ ۴۴ سطر اول مین لکھا ہوا ہے جناب من
شک و ریب اوسکا کسی اہل عقل کے نزدیک سوائے آپکے ایسا نہین کہ اوسکا وجود
معتبر مانا جاوی اور بموجب مسلک اہل حق کے لاریب فیہ کے یہی معنی ہین کہ
قرآن شریف کا من عند اللہ ہونا بسبب سطوع برہان کی مانند آفتاب کی ایسا روشن
ہے کہ کوئی شخص بصیر و بینا بعد حاصل کرنے نظر صحیح کے اوسمین شک و ریب نہین
کر سکتا اور تعلق ریب کیواسطی فی نفسہ وہ قابل نہین ہو سکتا اور اگر کسی اندھی کو
یا جسکی نظر صحیح نہو اوسکا من عند اللہ ہونا نظر نہ آوی تو قرآن شریف مین کیا جرح
وقدح ہوا ــ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمہ آفتاب را چہ گناہ * اور لاریب فیہ کے
یہ معنی نہین ہین کہ اس قرآن مین کوئی شخص ہیئے کا بیوڑا ہوا ہی شک نکریگا
البتہ اگر یون ارشاد ہوتا کہ لا یرتاب فیہ احد من الاغبیاء ولن یشک فیہ احد
من الاغویاء تو یہ ایراد آپکا البتہ وارد ہو سکتا تہا ایسے لوگون کے شک و
ریب کا وقوع مین آنا تو آیت وان کنتم فی ریب مما نزلنا سے پایا ہی جاتا ہے
اور فاتوا بسورۃ من مثلہ سے تعلیم برہان مزیل شکوک اہل طغیان کا ارشاد
ہوا ہے جسکی تفسیر ہمنے دفع دفوعاً مسمین کی ہی فتذکر اور پہر یہ گذارش
ہے کہ آپنے لاریب فیہ کو ہدی للمتقین سے قطعاً کیون علیحدہ کر دیا یون ہی
سمجھہ لیا ہوتا کہ لاریب فیہ للمتقین اور ہدی کو حال لازمہ ضمیر مجرور سے کر لیا ہوتا

اور عامل اوسکا طرف کو جو صفت منفی واقع ہے سمجھہ لیتے غرضکہ اہل حق آپکے
اس وسوسہ کے بہت جواب دندان شکن دے سکتے ہین لیکن چونکہ اس آیہ کی
تفسیر مین کوئی قول امام صاحب کا منقول نہین ہے تو مقلدین امام کو اسکے
جواب مین بڑی دقت واقع ہوگی کیونکہ اگر کوئی جواب دیا بھی تو اوس جواب کے
مطابقت تفسیر امام سے کیونکر معلوم ہو ہدایہ شرح وقایہ کا تو ذکر ہی کیا ہے
حضرت قاضیخان نی بھی تفسیر اسکی کہین نہین لکھی پس یہ ایراد آپ ہی پر وارد ہے
نہ ہم پر یہ الزام اہل حق پر لگانا محض خلاف نفس الامر ہے آپکو اس مقام پہ
بڑا سہو ہوا ایسا نہین چاہیے ع خود فراموشی کند تہمت و بد اوستاد را ہ آپ یکہ
یہ الزام اہل حق پر لگا کر اولٹے لینے کے دینے پڑ گئے ع مین الزام اونکو دیتا تھا
قصور اپنا نکل آیا ہ وسوسہ دوم از طرف حنفیہ آگی فرماتی ہین ہدی للمتقین لا
اختصاص اسجانب مشیر ہے کہ فاسقونکو ہدایت ہونا کافرونکو پھر تفسیر ان اللہ لا یہدی
القوم الکافرین اسکے موافق بلکہ اس مضمون مین اوسی سے بڑہکر او اکثر احادیث
صحیحہ اور تواریخ معتبرہ اور اخبار متواترہ ہدایت کفار وفساق پر شاہد سو بوجہ مخالفت
مشار الیہ بمقابلہ قرآن وہ احادیث واخبار کاہیکو مقبول ہونگی بلکہ شمول مذہب ہنود
کہ غیر ونکی ہنود ہونیکی امید ہی نہین قطع امید ہدایت کی ہدایت ہوگی آزالہ
وسوسہ از طرف محمدیہ جناب من جب زنگ تقلید دلپر دوڑ جاتی ہے تو پھر اوسکو
ہدایت کتاب وسنت کی نفع نہین دیتی ہے آہنی را کہ موریانہ بخورد نتوان
برد از و صیقل زنگ بہ اندر یصورت ہدایت بمعنی دلالت موصلہ الی المطلوب کیونکر
متحقق ہو جو ہدی للمتقین تو صادق ناوے اور ہدی للکافرین صادق آوے
بلکہ یہا نیز تو ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین ہی نے صادق ہوگا کیونکہ جب خلاف
تقلید نے دلکو ڈہپ لیا تو پھر اوسمین نور علم اور ایمان کا کیونکر پہنچے ختم اللہ علی

قلوبہم ومعلے سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ کے جو مصداق ہین وہ کیونکر مہدی اور
مہتدی ہو سکتے ہین سه بند آہن را توان کردن جدا ؛ بند غیبی را نداند کس دوا
یہ تو وہ پردے ہین جو اللہ تعالی نے اہل تقلید کے دلونپر ڈال رکہے ہین
جو حق کے منکر اور اوسکے قبول کرنیسے متکبر ہین اور انہین پر دونکی مثل کانونکا
بوجہ اور آنکہونکی نابینائی اور چہایا ہوا پردہ ہے ان آیات مین قال اللہ تعالے
وجعلنا بینک وبین الذین لا یؤمنون بالاخرۃ حجابا مستورا وقال تعالی وجعلنا
علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرا اور بعض دل تو بالکل اوندہی
مخلوق ہوئی ہین واللہ ارکسہم بما کسبوا صاحب اس دل کا باطل کو حق جانتا ہے
اور ارباب باطل سے محبت کرتا ہے اور حق کو باطل سمجہتا ہے اور اہل حق سے
عداوت رکہتا ہے اگر آپکو اس میری گذارش مین شک ہو تو ذرہ حال بعض
حضرات مقلدین کا ملاحظہ فرمائیے کہ گروہ اہل حق عامل بالحدیث سے کسطرح
پیش آتے ہین اور کیا کیا تشدد کسقدر شدومد سے کرتے ہین اپنی ایسی حرکات
سے ایک زمانہ کو زیر وزبر کر رکہا ہے اگر بامعان نظر ملاحظہ فرماوے گے تب بالجزم
ثابت ہوگا کہ ہدی للمتقین بلام اختصاص ہی ٹہیک ہے اور اگر آپ ہدایت کو بمعنی
مطلق دلالت اور ارادۃ الطریق کے مراد لیتے ہین تو البتہ کلام اللہ تعالی کا
اس اعتبار سے سب کے واسطے ہدایت ہے مومن ہو یا کافر مقلد ہو یا محمدی
تو اس نظر سے ہدی للناس بہی فرما دیا ہے تخصیص متقین اس مقام پر اسوجہ سے
ہے کہ اس دلالت سے انتفاع اہتدا انہین کو حاصل ہوتا ہے اور غیر متقین
کو بسبب اڑجانیکے تقلید یہ بعوض شفا کے مرض اور خسارا زیادہ ہوا قال اللہ
تعالی وننزل من القران ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا
وقال تعالی فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا اور یہ بات تو بدیہی ہے کہ غذا ئی صالحہ

حالت صحت مین ہہنے نفع دیتی ہے نہ حالت مرض مین آفتاب وچراغ سب کے
واسطے روشنی کا موجب ہے لیکن اندہا اوس سے مستثنے ہے مشہور مثل ہے

آنکس کہ چراغ نہ بیند بچراغ چہ بیند ولنعم ماقیل لیلی بوجہک مشرق وظلامہ

فی الناس سارٍ والناس فی سدف الظلام ونحن فی ضوء النہار ماشاء اللہ
ابتو آپکی طبع وقاد کی جولانیکی نوبت یہانتک پہنچی کہ مقابلہ سوالات عشرہ
قیاسیہ کے کتاب سنت کے واجب الاذعان ہونمین شبہات ہونے لگے
مجھکو تو یہ خوف بسبب آپکی تقلید کے اول ہی سے تہا ؎ من ازان حسن روز
افزون کہ یوسف داشت دانستم ✤ کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخارا ✤ اگر
رہی قطع امید ہدایت اوسکا یہ حال ہے کہ باوجود یاس کے بہی دعوت طرف علم
بالسنت اور اتباع حدیث کی ہمیشہ رہیگی قال المولوی المعنوی مثنوی لیک دعوت
وارد است از کردگار ✤ باقبول وناقبول اوراچہ کار ✤ نوح نہصد سال دعوت مینمود
دمبدم انکار قومش می فزود ✤ ہیچ از گفتن عنان واپس کشید ✤ ہیچ اندر غار خاموشی
خزید ✤ زانکہ از بانگ وعلالای سگان ✤ ہیچ واگردد زراہی کاروان ✤ یا شب
مہتاب از غوغای سگ ✤ سست گردد بدر را در سیر تگ ✤ مہ فشاند نور وسگ
عوعو کند ✤ ہر کسے بر خلقت خود می تند ✤ ہر کسی را خدمتی دادہ قضا ✤ در خور آن

گوہر ش در ابتلا ✤ وسوسہ سوم قولہ در مقابلہ اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم
وہ احادیث جنسے ایک وضو سے کئی نمازونکا ادا کرلینا ثابت ہوتا ہے کیونکر
مقبول ہونگی شتے ازالۃ الوساوس یہ اعتراض بہی آپ ہی کی مسلک پر وارد
ہوتا ہے چنانچہ جابجا واسطے محافظت وجوب تقلید شخصی کے کہین آیات قرآنی
کو واجب النفا جانتے ہو اور کہین احادیث صحاح کو ساقط الاعتبار گردانتے ہو
اور کہین دونون سے دستبردار ہوتے ہو اور رہا ہیکے فرمانبردار رفع جلد ہی

مجبور ہو کر یہ کیا کہ احادیث صحاح صریح الدلالت کو مقابلہ آیت فاذا قرأ القرآن
فاستمعوا لہ وانصتوا کے واجب الرد کر دیا علیٰ ہذا القیاس باقی دفعات مین خصوصا
مسئلہ نفاذ قضا مین دونون سے ہاتہہ دہو بیٹھے تھے فرمایا مولانا محمد حسین لاہوری
مدظلہ نے وہو ہذا پس ایسے شیر بہادر وں سے یہہ بھی بعید نہین کہ صاف کہدین
کہ آنحضرت نے اس آیت کے معنی سمجھنے مین غلطی کی کہ مقتدیونکو قرارت فاتحہ
کا پیچھے امام کے امر فرمایا فحوائے کلام اور مقتضائے مقام تو یہی ہے کہ سبھی
حنفی جو آنحضرت کی حدیث کو صحیح مانکر قدح وجرح سے سالم جانکر اوسکے مقابلہ مین
قرآن کی آیت پڑہ دیتے ہین بیشک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ آنحضرت نے
اس آیہ کے معنی نہین سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ مین کبھی قرآن نہ پڑہتے بلکہ
دونونکو باہم موافق کرین ولیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام مین نہین کہہ سکتے ہین
اسلیئے وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کہیلتے ہین اور اس بری اعتقاد کو اس قاعدہ
کے ضمن مین ظاہر کرتے ہین کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی
کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہے مگر چونکہ اس قاعدہ کے پابند نہین ہیتے ہین
اور جہان اس قاعدہ پر چلنے سے مذہب امام کی پیروی چہوٹتی ہے وہان
اس قاعدہ کو بالائی طاق رکہدیتے ہین اور بمقابلہ آیت قطعی کے حدیث
ظنی بلکہ قول صحابی بلکہ رائی فقیہ سے تمسک کرتے ہین تو اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ وہ قاعدہ انکا محض انکار عمل بالحدیث کی لیئے آڑ ہے اور در حقیقت
یہ قول امام کو حدیث پر مقدم سمجھتے ہین اور اونکے فہم کو آنحضرت کی فہم سے
اچھا جانتے ہین اب مین واسطی تصدیق اپنے دعویٰ کے ایک مثال جس سے
یہ ثابت ہو کہ قاعدہ انکا محض انکار کی آڑ ہے اور حقیقت مین وہ اوسکی پابند
نہین ذکر کرتا ہون مسئلہ جبکہ قرآن مین یوں ہے اذا نودی للصلوۃ

من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع یعنی جب اذان ہو دن جمعہ کے تو
دوڑو طرف ذکر خدا کے یعنی نماز جمعہ کے اور سودا تجارت چھوڑ دو تو دیکھو یہ
صریح ہے اسمین کہ جمعہ کے واسطے پادشاہ یا شہر یا بازار ہونیکی کچھ شرط نہین
پھر حنفیہ اس آیہ کو نہین مانتے اور اوسکو بمقابلہ ایک قول صحابی کے بلکہ
بقول ایک عالم مذہب حنفی جسکا قول بالاتفاق حجت نہین ترک کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ جہان شہر نہین بازار وکوچہ نہین وہان جمعہ صحیح نہین چنانچہ
ہدایہ مین کہا ہے بعد نقل عبارات ہدایہ وغیرہ مولانا ممدوح فرماتی ہین کہ
ان عبارات مین غور کرکے انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہان قرآن پر سے
عمل کہان چلا گیا اور اس قاعدہ کو کون لیگیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ پابند قاعدہ
کے نہین ہین بلکہ پابند تقلید امام کے ہین پس اگر اسکی محافظت قرآن کو اخذ
کرنے نہین دیکھتی ہین تو اوسکو ہاتھ مارتے ہین اور اگر وہ تقلید حدیث پر عمل
کرنیسے قایم رہتی ہے تو اوسکی طرف دوڑتی ہین یہانسے صدق کلام امام
رازی کا معلوم ہوا جو اونسے کہا ہے کہ مذہب حنفی قانون مستقیم پر مبنی نہین ہے
کبھی قرآن کیطرف رجوع کرتے ہین کبھی قیاس کیطرف کبھی حدیث کیطرف
دوڑتے ہین کبھی آثار کیطرف الی آخر ما نقل کلام الرازی ثم قال اور یہ طریق
انکا خلاف طریق سلف صالحین صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین خصوصا امام [illegible]
کے ہے بلکہ ارشاد آنحضرت کے جو سب اماموں کے امام ہین نیز مخالف ہے آنحضرت
صلعم کے قول سے ثابت ہے کہ حدیث وجوب اتباع مین مثل قرآن ہے اور ائمہ
سلف صالحین سے ماثور ہے کہ حدیث قرآن مجید سے وجوب اتباع مین سبقت
رکھتی ہے نہ اسوجہ سے کہ رتبہ آنحضرت کا رتبہ جناب باری سے بالا ہے اور نہ
اسوجہ سے کہ پایہ ثبوت حدیث کا ثبوت قرآن سے اعلی بلکہ اسوجہ سے کہ قرآن مجید

اجمال وابہام ہوتا ہے اور حدیث اوسکی تفسیر و مبین ہوتی ہے اسلیئے اونہون نے
یہ اتفاق کر کہا ہے کہ السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ ولیس کتاب اللہ بقاضٍ
علی السنۃ یعنے حدیث قرآن پر حاکم ہے اور قرآن حدیث پر حاکم نہین انتہی کلام
مولانا الحاصل ہمارے مسلک کی بموجب جو حتی الوسع اور مہما امکن توفیق اور
تالیف بین الادلہ ہے یہ اعتراض تمہارا ہرگز وارد نہین ہوتا کیونکہ یہان پر ہم
صیغہ امر کو واسطے ندب اور استحباب کے لیتے ہین حالت وجود طہارت مین مثلا
اذا قمتم الی الصلوۃ کو جو مطلق ہے مقید کرتے ہین ساتھ قید محدثین کے اور
وہ احادیث جنسے ایک وضو سے کئی نمازونکا ادا کر لینا ثابت ہوتا ہے وہی
اس مطلق کیواسطے موجب تقیید واقع ہونگی بموجب ہمارے مسلک کے

۱۳۱۰

وسوسہ چہارم اور حدیث ان المؤمن لا ینجس انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس
کے بعد بھی اسلیئے کیونکر لائق قبول ہوگی کہ اہل بیت جنمین بدلالت لفظ اہل بیت
خود حضرت رسول اللہ صلعم بھی داخل ہین چہ جائیکہ اور کاملان وقت زمرہ
اہل ایمان سے نعوذ باللہ خارج ہین ازالۃ الوسواس یہ اعتراض بھی
مسلک مقلدین کے بموجب اونپر ہی عائد ہوتا ہے کیونکہ پانی مستعمل
مؤمن کا امام کے مذہب مین نجس ہے اندرینصورت تمام مؤمنین نعوذ باللہ
نجس ہونگی کیونکہ بغیر نجس ہونے مؤمن کے پانی مستعمل اوسکا کیونکر نجس ہوگا
تو تمام اولیا و صلحا و تابعین و صحابہ و اہلبیت حتی کہ رسول اللہ صلعم مقلدین کے
نزدیک نعوذ باللہ نجس ہوئے اور حدیث ان المؤمن لا ینجس قول امام سے منسوخ
ہوگی اور آیۃ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس امام کے قول سے مؤید یا یون کہو
کہ یہ تمام کمل مؤمنین زمرہ اہل ایمان سے خارج ہونگے لاکن جبکہ قلادہ تقلید شخصی
کو توڑ ڈالا جاوے اور مذہب تحقیق و مسلک عمل بالکتاب والسنۃ اختیار کیا جاوے

تو یہ اعتراض ہرگز ہرگز وارد نہین ہوتا اور درمیان آیت اور حدیث کے کچھ تعارض
نہین کیونکہ حدیث مذکور مین حالت جنابت کا مذکور ہے اور نجاست جنابت کی
نجاست حکمی ہے کہ شارع علیہ السلام نے ساتھہ اوسکے حکم کیا ہے اور غسل اوسپر
واجب کیا ہے اور ظاہر ہے کہ جنابت سے آدمی خواہ مومن ہو یا کافر حقیقتاً
نجس نہین ہوجاتا ہے اور اسلیئے پسینا اور جھوٹا جنبی کا پاک ہے اور مصافحہ
اور اوٹھنا بیٹھنا ساتھہ اوسکے اور مخالطت کرنا اوس سے بھی جائز ہے اب واسطے
تصدیق اس بیان کے دیکھو کل حدیث کو جسکا ٹکڑا انتہی بطور بحث ربود کے
ذکر کیا ہے عن ابی ہریرہ قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا جنب
فاخذ بیدی فمشیت معہ حتی قعد فانسللت فاتیت الرحل فاغتسلت ثم جئت
وہو قاعد فقال این کنت یا ابا ہر فقلت لہ فقال سبحان اللہ ان المومن لا ینجس
ہذا لفظ البخاری ولمسلم معناہ وزاد بعد قولہ فقلت لہ لقیتنی وانا جنب فکرہت
ان اجالسک حتی اغتسل وکذا البخاری فی روایۃ اخری فان قیل کہ جبکہ کافر
جنبی بھی بسبب جنابت کے مثل خنزیر وغیرہ کے موجب تمہارے قول کے
نجس نہین ہوتا ہے تو اس حدیث مین تخصیص مومن کی نہین فرمائی اقول
تخصیص مومن کی اسواسطے فرمائی ہے کہ حدیث مذکورہ مین بیان مصافحہ
اور ملاقات کا ہے اور کافر مین ایک قسم کی نجاست یعنی نجاست اعتقادیہ ہے
کہ جسکے سبب سے مومنین کو اوسسے اجتناب کرنا چاہیئے جیسا کہ نجاسات سے اجتناب
کرتے ہین اور مصافحہ اور معانقہ اور مخالطت کرنا اوسسے جائز نہین لہذا
حضرت علیہ السلام مومن کو تخصیص کرکے فرماتے ہین کہ المومن لا ینجس حاصل
یہ کہ مومن مین نجاست اعتقادیہ نہین اور بسبب جنابت کے بھی جسم اوسکا نجس
نہین ہوتا تو معانقہ اور مصافحہ اوسسے کیون جائز نہو بخلاف کافر کے کہ اگرچہ

بسبب جنابت کے وہ بھی نجس نہین ہوتا لیکن بسبب خبث عقاید کے بحکم انما المشرکون
نجس ان سے مباشرت اور مصافحہ و معانقہ وغیرہ بھی نہین تو حدیث مذکور مین وجہ تخصیص
مومن کے ساتھ ذکر کے ظاہر ہے پس حدیث سے اتنا ہی ثابت ہوا کہ جنابت
سے مومن نجس نہین ہوجاتا - اور آیہ مین رجس سے مراد بموجب مسلک
اہل حق کے رذائل اور گناہ کی باتین ہین جو نفس کی ناپاک کرنیوالی ہین
اور مثل نجاست کے واجب الاجتناب ہین اور انکا ذکر اللہ تعالی نے قبل
اس آیہ کے فرمایا ہے فلا تخضعن بالقول وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج
الجاہلیۃ الاولی بعد تخلیہ رذائل کے تحلیہ بفضائل کیطرف اشارہ فرماتا ہے
کہ واقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ بعد اسکے ارشاد ہوتا ہے کہ
انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا غرضکہ بموجب مسلک
اہل حق کے آیہ مین جس نجاست اور رجس کا ثبوت پایا جاتا ہے حدیث مین اوسکی
نفی نہین اور حدیث مین جس نجاست کی مومن سے نفی ہے آیہ مین اوسکا
ثبوت نہین پایا جاتا تو تعارض وتناقض ہو تو کیونکر ہو ہان البتہ بموجب مسلک
مقلدین کے دو بلاؤن اور آفتو نمین سے ایک بلا اور آفت کا وقوع ضرور ہے
چنانچہ اوپر ہم لکھہ آئے ولنعم ما قیل ع وانہرب عن التقلید فہو ضلالۃ اذ
المقلد فی سبیل الہالک؛ وسوسہ پنجم اور بمقابلہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک
بہ احادیث دال مغفرت کبار صحابہ جو بالیقین پہلے مشرک تھے کیونکہ پایہ اعتبار
کو پہنچین گے بلکہ مشرک کی مغفرت کی امید ہی منقطع کیجاوے گی گو تائب ہو کر
مسلم ہی کیون نہو جاوے اور پہر اسوجہ سے بعد ضم ضمیمہ جہلا شرک کا عجب
نہین حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت مین بھی تامل ہو۔ ازالہ الوسوسہ
آپ ہر جگہ آیات اور احادیث مین دعوی تعارض کرتے ہین اور کسی دلیل سے

تعارض کو ثابت نہین کرتے مدعی بنکر اپنے دعویکو بے دلیل چھوڑ دینا کیسی
ہٹ دھرمی کی بات ہے مین دریافت کرتا ہون کہ اہل حق کا وہ کونسا مسئلہ
ہے جسکے بموجب یہ شبہ آپکا وارد ہوتا ہے اہل حق تفسیر قرآن کی یا تو خود قرآن
سے ہی کرتے ہین کہ ع تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ؛ یا حدیث سید الانس
والجان کو مفسر اور مبین اوسکا مانتے ہین اور قول صحابہ و تابعین کو بھی بیان
قرآن جانتے ہین اور اظہر من الشمس ہے کہ بموجب اس مسلک کی احادیث
اور آیات مین تعارض و تناقض ہرگز ہرگز قیامت تک آپ ثابت نکرسکینگے
ولو کان بعضکم لبعض ظہیرا کتاب و سنت مین ایسے ایسے وسواس بی اساس
پیدا کرکے مصداق حدیث ذیل کیون ہوتی ہو عن زیاد بن حدیر قال قال عمر
هل تعرف ما يهدم الاسلام قلت لا قال يهدمه زلة العالم وجدال المنافق بالكتاب
وحكم الائمة المضلين رواه الدارمي عوام لوگ تو آپکے ایسے ایسے وسواس بے اساس
دیکھکر آپکی نسبت طرح طرح کے گمان فاسد کرتے ہین اور خواص کو آپکے ان
سوالات بی محل پر ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی آتا ہے خیر بہرحال
آپکے اس وسوسہ کو موجب مسلک اہل حق کے دفع کرتا ہون سنیے کہ بدلائل
کتاب و سنت یہ بات ثابت ہے کہ توبہ سے جملہ معاصی کفر و شرک تک سب
مغفور ہوجاتے ہین قال الله تعالى قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف
وايضا قال الله تعالى هو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات
واني لغفار لمن تاب وجاء في الحديث التائب من الذنب كمن لا ذنب له وايضا
لو اخطا احدكم حتے ملا ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه وغير ذ
من الآيات الكثيرة والاحاديث التي يطول ذكرها تو بموجب ان آیات اور
احادیث کے جو کافر و مشرک کفر و شرک سے توبہ کرکے اسلام مین داخل ہوجاوے

اور تقلید آبائی کو چھوڑ کر اقتدائے سنت نبی کو اختیار کرے تو پہلا کفر و شرک اوسکا
سب مغفور ہو جاویگا آگے رہا وہ کافر و مشرک جو آخر عمر تک تائب نہین ہوا
تو وہ کافر و مشرک البتہ مغفور نہوگا اور اوسکا شرک ہرگز نہ بخشا جاویگا سو ایسے
مشرک کے حق مین ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ فرمایا ہے اور اہل حق کے
نزدیک تخصیص عموم کتاب کے ساتھ خبر واحد کی بھی جائز ہے چہ جائیکہ خود
نصوص کتاب الہی مخصص واقع ہوئی ہون اب عرض یہ ہے کہ کبار صحابہ
جو پہلے مشرک تھے آپکے نزدیک تائب عن الشرک تھے یا نہین بشق اول
شرک سابق اونکا بعد توبہ مغفور کیون نہوگا اور اطلاق لفظ مشرک یا کافر کا
بعد توبہ اونپر آپ کس قاعدہ سے کرینگے بینوا توجروا اور بشق ثانی وہ صحابہ
ہی نہین ہیے جو اندر عمومت اطلاق لفظ صحابہ کا آپ اونپر کسطرح کرینگے ۔ آگے
جو ضمیمہ ذمیمہ مین ارشاد ہوتا ہے کہ (بعد ضم ضمیمہ جعلا لہ شرکاء عجب نہین کہ
حضرت آدم کی مغفرت مین بھی تامل ہو) مین پوچھتا ہون کہ آپنے حضرت آدم
کا شرک کونسے کلمہ سے ثابت کیا ہے اگر صیغہ تثنیہ جعلا نے آپکو اس وسوسے
مین ڈالا ہے تو پھر صیغہ ضمیر جمع یشرکون کو آپ کیا کیجیئے گا اور مرجع اوسکا
کسکو قرار دیجیئے گا آدم و حوا کے سوا تیسرا شخص کہانسے لائیگا جو صیغہ جمع
صادق آوے اگر اونکی اولاد مین سے تیسرا شخص لوگے تو آپکا مقابل بھی
یہ کہہ سکتا ہے کہ جعلا لہ شرکاء کے معنی جعل اولادہما شرکاء ہین بطریق حذف
مضاف اور اقامت مضاف الیہ کے مقام مضاف کے جو محاورات عرب وغیرہ
مین کثیر الاستعمال ہے تو اس صورت مین شرک حضرت آدم کا کہان ثابت
ہوا جو آپکا دعوی ہے اور اگر یہ وسوسہ آپکو اس حدیث سے پیدا ہوا ہے

روی سمرۃ عن النبی صلعم قال لما ولدت حوا طاف بہا ابلیس کان لا یعیش لہا

ولدٗ فقال سمیہ عبد الحارث فانہ یعیش فسمتہ فعاش فکان ذلک من وحی الشیطان

وامرہ رواہ الحاکم وقال صحیح والترمذی وقال حسن غریب تو عرض یہ ہے کہ اس
حدیث مین شرک کرنا حضرت آدم کا کہان مذکور ہے یہ تو آپکی طوفان بندی
ہی ہے البتہ حضرت حوا کی نسبت یہ مذکور ہے کہ اونہون نے فرزند کا نام
عبد الحارث رکہا پہر یہ گذارش ہی کہ عبد الحارث رکہنا شرک فی العبادۃ کسطرح
ہوا اسکو ثابت کیجیے تب یہ شرک موجب دخول نار ہوگا البتہ اگر آپ یہ بات
بہ نقل صحیح ثابت کرین کہ حضرت حوا نے حارث کو اپنا رب اور معبود اعتقاد کیا
تہا تب بہی فقط حضرت حوا کا اشراک ثابت ہوگا نہ حضرت آدم کا جو نبی معصوم
عن الشرک تہی ۔ پہر یہ گذارش ہے کہ ہمنے کوئی اقرار نامہ لکہدیا ہے جسکی
سبب ہمکو ضرورت واقع ہو کہ ان آیات کا نزول حضرت آدم اور حوا کی نسبت
ہی اعتقاد کرین کیون نہین جائز کہ یہ آیات سوائی حضرت آدم اور حوا کے
کسی اور کے حق مین نازل ہوئی ہون قال فی البیضاوی ویحتمل ان یکون
الخطاب فی خلقکم لآل قصی من قریش فانہم خلقوا من نفس قصی وکان لہا
زوج من جنسہا عربیۃ قرشیۃ وطلبا من اللہ تعالی الولد فاعطاہما اربعۃ
بنین فسمیاہم عبد مناف وعبد شمس وعبد قصی وعبد الدار ویکون الضمیر فی
یشرکون لہما ولاعقابہما المقتدین بہما انتہی اور پہر یہ گذارش ہے کہ ہمکو کونسی
ضرورت واقع ہے جو نزول ان آیات کا کسی خاص شخص کی ہی حق مین
مع جملہ خصوصیات مندرجہ آیات کے مانا جاوے کیونکہ مقامات کثیرہ مین
پروردگار نے تصویرا ایک صورت فرضی کی کرکے صور جزئیہ بغرض بیان احکام
ارشاد فرمائی ہین اور تحقیق جملہ خصوصیات اون صور مذکورہ کا مقصود ومطلوب
نہین ہے کما قال اللہ تعالی کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ

دیکھو بیہا پر لازم ہنین کر جب ایں صفت موصوف ضرور ہی پایا جاوے بلکہ مقصود
پروردگار عالم فقط زیادت اجر کی تصویر ہے اگر اتفاقاً کوئی صورت ایسی پائی
جاوے جسمین کل وہ خصوصیات یا اکثر اوسکے متحقق ہوویں تو فبہا وقال تعالیٰ
من ہذا القبیل وَوَصَّینَا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ ووضعتہ کرہاً الآیہ وقال
تعالیٰ واذا قیل لہم ماذا انزل ربکم قالوا اساطیر الاولین الایہ وقال تعالیٰ
وقیل للذین اتقوا ماذا انزل ربکم قالوا خیرا وقال تعالیٰ ضرب اللہ مثلاً قریۃ
کانت امنۃ مطمئنۃ الایہ وغیر ذلک من الایات الکثیرہ چنانچہ بموجب اس
بیان مذکورہ کے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فائدہ ترجمہ مین ارشاد فرماتے
ہین این تصویر ہست حال آدمی را کہ نزدیک ثقل حمل نیت اخلاص درست کند
وچون فرزند بوجود آید آنرا فراموش سازد و در تسمیہ اشراک کند و ازینجا دانستہ
شد کہ شرک در تسمیہ نوعیست از شرک چنانکہ اہل زمان ما غلام فلان وعبد فلان
نام می نہند انتہی پس بموجب مسلک اہل حق کے آپکا اعتراض ہرگز وارد
نہین ہوتا اب مین دریافت کرتا ہون کہ اس آپکے وسواس کا دفع بطور مذکور
امام صاحب سے تفسیر آیت مین منقول ہے یا نہین بشق اول سند چاہئیے
جواب آپ پر واجب التسلیم ہین ورنہ تقلید ٹوٹ جاویگی اور بشق ثانی
درصورت وجوب تقلید شخصی آیت کی تفسیر وتطبیق مذہب حق سے بغیر نقل
اقوال امام صاحب کے آپ کیسی کرینگے اندرینصورت آپ ایمان سے ہاتھ دہو
بیٹھین گے اور مورد اس اپنے اعتراض کے آپہی رہینگے اب اختیار بدست
مختار ہے چاہئیے ایمان سے دست بردار ہو جیئے چاہئیے وجوب تقلید سے
اگر ہمسے مشورہ لیتے ہو تو بحکم من تبلی بہ بلیتین فلیختر اہونہا کے وجوب تقلید
ہی کو جانے دیجئے اور یہ خوب یاد رکھیئے کہ اس قسم کے جسقدر سوالات

اور شبہات پیدا کرینگے اپنی تقلید ہی کی رسوائی ہویدا کرینگے دنعم ما قیل لعلم
کے بر سر شاخ دین می برید ، خدا وند بستان نگہ کرد و دید ، بگفتا گر این مرد
بد میکند ، نہ با من کہ با نفس خود میکند ، وسوسہ ششم اور بمقابلہ ومن یقتل
مؤمنا متعمدا اون احادیث کی آپ کا ہیکو سنین گے جن سے لا الہ الا اللہ
کہنے والونکی مغفرت نکلتی ہے ازالۃ الوسواس ہمارا کام تو یہی ہے کہ
آیات قرانی کو بہی سنین اور احادیث رسول مقبول سے تمسک کرین وانکار
سے رغم الحسود۔ اگر کسیطرحکا تعارض بظاہر بینہما معلوم ہو تو توفیق اور تلفیق دیکر
سب ادلہ پر حکم اعمال جاری کرین نہ تمہاری طرح حکم الغا و اہمال چنانچہ مسلک
ہمارا رسالہ مصباح الادلہ اور ملاحظہ دیگر رسائل سے بخوبی واضح ولائح ہوگا اور
اگر آپکو مضامین توفیق بین الادلہ مندرجہ رسائل بسبب قوت حافظہ یاد نہین
رہی ہون تو یہان پر سنلیجیے کہ صیغہ من یقتل اگرچہ عام ہے مستحل اور غیر مستحل کو
لیکن بدلائل کتاب و سنت ہماری نزدیک مخصوص ہے ساتہ مستحل کے یعنی جو شخص
مومن کے قتل کو حلال جانکر قتل کرے تو وہ مستحل قتل مستحق وعید مذکور کا ہی
اور وجہ تخصیص یہ ہے کہ تخصیص عام کتاب کی ساتہ خبر واحد کے اہل حق کے
نزدیک جائز ہے کما مر مرارا ارشاد الفحول مین ہے اتفق اہل العلم سلفا وخلفا
علے ان التخصیص للعمومات جائز ولم یخالف فی ذلک احد ممن یعتد بہ وہو معلوم
من ہذہ الشریعۃ المطہرۃ حتی قیل انہ لا عام الا وہو مخصوص الا قولہ واللہ بکل شیٔ
علیم۔ اور پہر یہ گذارش ہے کہ ہجگہ پر تعلیق کرنا قتل کا ساتہ وصف مومن کے
مشیر اور مشعر ہے علیۃ کو یعنی من یقتل مومنا لاجل ایمانہ اور ظاہر ہے کہ قتل کرنا
مومن کا بوجہ اُسکے ایمان کے محض کفر ہے تو بہی قاتل مومن اسوجہ سے مستحق
وعید مذکور کا ہوا لیکن آپ اپنی فرمائیے آپنے تو ادلہ کاملہ مین وہ چال چلی

اختیار کیا ہے جسکے سبب ان کل اپنے اعتراضونکے مورد خود ہی ہوگئے ہو
اور ہمکو اور سوالونسے فارغ البال کردیا ہے ۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است ۔ جبکہ آپ تخصیص عموم آیہ واذا قرئ القرآن
کے ساتھ احادیث صحاح کے جائز نہین رکھتے تو یہانپر آپ اس انداز کو کب
چھوڑینگے اور اون احادیث کو کاہیکو سنینگے جنسے لا الہ الا اللہ کہنے والونکو
مغفرت نکلتی ہے حالانکہ آیت واذا قرئ القرآن کے بعد مخصص متصل ہی اوسکا
موجود ہے یعنی واذکر ربک فی نفسک الایہ اگر اب بہی اس بند تقلید کو توڑ دو
تو سب ایرادون سے محفوظ رہو ہیچ فرمایا شیخ علیہ الرحمۃ نے ۔ از تقلید اندیشہ بسیر
واجب است ۔ کہ تقلید پابند ہر طالب است ۔ وسوسہ ہفتم اور بمقابلہ آیہ لا بیع
فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ احادیث شفاعت کس شمار مین ہونگی ازالۃ وسوسہ
اگر مراد آپکی شفاعت سے شفاعت بلا اذن ہے تو حدیثون مین اوسکا ثبوت کہان
ہے اور محدثین شفاعت بلا اذن کے کب قائل ہین جو آپ کہتے ہین کہ احادیث
شفاعت کس شمار مین ہونگی اور اگر مراد شفاعت بالاذن ہے تو قرآن شریف
مین اوسکی نفی کہان ہین ۔ الا لمن اذن لہ الرحمن وقال صوابا ۔ ومن ذا الذی یشفع
عندہ الا باذنہ وغیر ذلک من الایات موجود ہین جو بطور تفسیر و بیان کے واقع
ہوئی ہین واسطے آیہ لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ کے اور مثل مشہور ہے
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ۔ بہ خیال من اس الزام کے مورد ہم نہین ہوسکتے
قصور صاف لا تقربوا الصلوۃ پر عمل کرنا وانتم سکاری کیطرف نظر نکرنا یہ تو کام آپکا
ہی ہے محدثین نے تو علم تطبیق و توفیق مین خوب ہی بحث کی ہے جس سے
اونی درجہ کے طالب کتاب سنت کو توفیق و تطبیق بین الادلہ معلوم ہوجاتی
ہے اور منافات ظاہری سب دفع ہوجاتی ہے ۔ بموجب قواعد اصول کے

کہین عام کی تخصیص ہے، اور کہین مطلق کی تقیید اور کہین تعدد حادثہ پر محمول وغیر
ذالک من التوجیہات اگر شک ہو تو تفاسیر اور شروح مصنفہ اہل حق کا ملاحظہ
کر لیجیے اگر یہ بہی میسر نہو تو رسائل مصنفہ اہل حق جو مسائل مختلف فیہا مین مولف
ہوئی ہین دیکہہ لیجیے اور یہ بہی میسر نہو تو اسی رسالہ مصباح الادلہ کو بشہود قلت
والقائی سمعہ سنئے اور دیکہیے اور باقی مسائل محدثین کو مشتی نمونہ از خرواری
قیاس کر لیجیے اور اگر انداز صم بکم عمی کا ہی مختار ہے تو بہر بجز فہم لا یرجعون
کے کیا توقع کیجاوے خیر انا للہ وانا الیہ راجعون وسوسہ ہشتم اور بمقابلہ
مثنیٰ وثلٰث ورباع حدیث اخبار تسعہ ازواج مطہرات ساقط الاعتبار ہون گے
یا نعوذ باللہ دشمنان نبوی صلعم کو مرتکب کبیرہ شنیعہ ومصر علے الکبیرہ او جاہد
بالکبیرہ تصور فرماوینگے ازالہ وسوسہ اہل اسلام مین سوائی آپکے کونسا
فرقہ ہے جو حضرت کے مخصوصات کا قائل نہین اور ہمارا کونسا مسلک ایسا ہے
جس سی یہ الزام ہمپر عائد ہوتا ہے اور یہ افترا ہو رہا ہے ذرا اس حدیث کو خیال
کر لیا کرو ولا تاتو بہتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم اول تو جو مخصوصات نبی
علیہ السلام کی احادیث سے ثابت ہین وہ بہی ہماری نزدیک واجب القبول ہین
خصوصًا باب النکاح کے مخصوصات وہ تو خود پروردگار عالم نے اپنے کلام پاک
مین مخصوص کرکے بیان فرمادیئے ہین حیث قال تعالی وامراۃ مومنۃ ان
وہبت نفسہا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحہا خالصۃ لک من دون المومنین
اگر اب بہی کچہہ شک ہو تو سیاق وسباق آیت کو دیکہہ لو ہان البتہ بموجب
آپکے مسلک کے یہ اعتراض آپہی پر وارد ہوتا ہے وتقریرہ ہذا کتاب النکاح
مین ہدایہ وغیرہ کے حضرت علیہ السلام کی ازواج تسعہ مطہرات کے واسطے
امام ابوحنیفہ صاحب نے کہین جواز نقل نہین کیا لکہے رہی کتاب سنت سو وسیر

عمل کرنا ہوتے ہدایہ کے جائز نہین تو بالضرور حدیث اخبار تسعہ ازواج مطہرات آپکے نزدیک ساقط الاعتبار ہونگے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ کیا جاوی کہ حنفیونکے نزدیک سائر مومنین کا نکاح بصیغہ ہبہ بہی منعقد ہوجاتا ہے حالانکہ عند اہل الحق مخصوصات نبی علیہ السلام سے ہے تو جیسے انعقاد نکاح بلفظ ہبہ عند الحنفیہ مخصوصات حضرت سے نرہا حالانکہ خالصۃ لک من دون المومنین صریح اور دال ہے تو تزویج ازواج تسعہ کی تجویز نسبت نبی علیہ السلام کے جو ہدایہ وغیرہ مین امام ابو حنیفہ صاحب سے کہین منقول نہین آپ کب تسلیم کرینگے اور نعوذ باللہ دشمنان نبوی صلعم کو مرتکب کبیرہ شنیعہ و مصر علی الکبیرہ اور جاہر بالکبیرہ تصور فرماوینگے وتعالی شان النبی المعصوم عن ذلک کلہ وسوسہ نہم اور بمقابلہ یوصیکم اللہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث مثل شیعہ دیوار سے ماری جاویگی ازالہ وسوسہ اس سوال سے اگر یہ غرض ہے کہ آیت یوصیکم اللہ نص صریح قطعی الدلالہ قطعی الثبوت ہے اور حدیث نحن معاشر الانبیا اگرچہ نص صریح قطعی الدلالۃ ہے لیکن قطعی الثبوت نہین بلکہ ظنی الثبوت ہے تو بموجب مسلک اشتہار مولانا مشتہر کی آیت مذکورہ حدیث مسطورہ پر مقدم رہیگی بسبب قطعی الثبوت ہونیکے اور حدیث ساقط الاعتبار ہوگی بسبب ظنی الثبوت ہونیکے اور نظر بر غالب ... ان سوالات کے کرنیسے آپکی یہی غرض ہے سو گذارش بخدمت عالی [illegible] یہ ہے کہ وقت تعارض کے ترجیح اور تقدیم نص صریح قطعی الدلالہ کے ... متعارض ہوسکے یعنی اوس حدیث پر جو نص صریح قطعی الدلالت نہو مسلم ہے اہل حق کا مسلک یہی ہے جس بنا پر سوالات [illegible] ہین کیونکہ جناب مخالف ہین نص صریح قطعی الدلالۃ صحیح [illegible] ہے بخلاف جناب موافق کے چنانچہ تحقیقات ماسبق سے [illegible] ہی ترجیح اور

تقدیم حجت قطعی الثبوت کے علی الاطلاق اور بطور کلیہ کے اوپر حجت ظنی الثبوت
کے سو معرض بحث مین ہی ہماری نزدیک کلیۃ اوسکی ثابت نہین کیونکہ جائز
ہے کہ حجت قطعی الثبوت اور خبر واحد ظنی الثبوت مین تطبیق و توفیق کیجاوے
توضیح مین ہے اعمال الدلیلین واجب ما امکن فیعمل بکل واحد فی مورد الا ان
لا یمکن ہماری نزدیک تو جسطرح کتاب اللہ واجب العمل ہے حدیث رسول صلعم بھی
واجب العمل ہے اتبعوا ما انزل علیکم من ربکم جیسے کتاب کو شامل ہے بسبب
عموم اپنے کے سنت کو بھی شامل ہے وما آتاکم الرسول فخذوہ کتاب و سنت
دونونکو عام ہے اور مخصص کوئی موجود نہین اور تثبیت القران و مسئلہ معہ خود نبی
علیہ السلام نے فرمایا ہے تو قطعی الثبوت ہوئی آیت یوصیکم اللہ کو باوجودیکہ
ظنی الدلالہ ہے انبیاء کے حق مین واجب العمل ٹھیرانا اور حدیث نحن معاشر الانبیاء
کو بسبب ظنی الثبوت ہونیکے باوجودیکہ قطعی الدلالہ ہے پایہ حجت و اعتبار سے
ساقط کرنا یہ ایکا ہی مسلک ہی ہمارا نہین چنانچہ قرارت فاتحہ خلف الامام مین
آپ نے ہی مسلک برتا ہے اور دیگر صدہا مقامونپر واسطے رد کرنے حدیث
و سنت کے علم اصول مین ایسی ہی بعضے قاعدہ اور اصول سلف نے مین
ڈالے ہین اگر آپکو وہ یاد نرہے ہونگے اور مجھسے دریافت فرماوینگے تو
مشتی نمونہ از خروارے نہین کتابونسے جو مدرسہ دیوبند مین پڑہائی جاتی ہین
ثابت کرونگا انشاء اللہ تعالے بالجملہ مورد اس اعتراض کے تم ہی ہو نہ ہم
یاد رکھو جسقدر اعتراض اہل حق پر کروگے خود آپہی اونکے مورد ہوگے صدق اللہ
تعالی یخربون بیوتہم بایدیہم وایدی المومنین وسوسہ دہم اللہ بقابلہ
اگر اینقدر [illegible] شنوائی ہوگی ازالہ وسوسہ صدق قول
اللہ اہل وہولر [illegible] رد کرنا احادیث کا شغل روافض کے آپہی کا

چال چلین ہے اپنی ادلہ کاملہ کو بھی اگر بنظر انصاف نظر ثانی فرماؤ گے تو گذارش
احقر کی ربت پاؤگے بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ ناظرین
منصف سے طلب انصاف وداد ہے کہ حضرت قاسم العلوم نے بمقابلہ ایک قیاس
فاسدکے سوال تاسع کے جواب مین نہ آیت الزانیۃ والزانی کی شنوائی کی
ہے اور نہ حدیث رجم کی شنوائی اور سماعت فرمائی وطی محرمات ابدیہ کو حد زنا سے
خارج کر ہی دیا حالانکہ تعریف زنا کی یہی ہے ایلاج فرج فی فرج مشتہی طبعاً محرم
قطعاً جو وطی محرمات کو بھی شامل ہے لیکن حضرت قاسم العلوم نے بمقابلہ
کتاب وسنت نکے یہی فرمایا کہ علت فاعلہ موجود علت قابلہ موجود تراضی ممکن
پھر نکاح نہو سکنے کے کیا معنی علت فاعلہ کا ثبوت تو اس سی زیادہ کیا کہ خدا
قادر علی الجماع ہے اور علت قابلہ کا ثبوت اس سی زیادہ اور کیا ہوگا کہ
عورت محل پیداوار مرد نہین جو اس توقع کی گنجایش نہو غرض جو باتین اور عورتوں
سے متصور ہین یا اور مردوں سے متصور ہین وہی باتین مردونکو اپنے محارم
سے متصور اور ظاہر ہے کہ اصل مقصود نکاح جو بدلالت نساءکم حرث لکم اولاد
ہانیوجہ کہ اتنی ہی بات پر موقوف ہے محارم سے بھی متوقع انتہی از صفحہ ۱۲
ادلہ کاملہ ونعوذ باللہ من ہذا القول مثل البول ایسے قیاس فاسد کے مقابلہ مین
کتاب وسنت کو بالائی طاق رکھدینا آپ ہی کا کام ہے ع انکار از تو ابد مردان
چنین کنند ۔ اور رجم تو درمیان اس آیت اور حدیث رجم کے یون ہی تطبیق
کرینگے کہ انہا مخصوص بخبر الرجم فان قیل فیلزم تخصیص القرآن بخبر الواحد قلنا
بل بالخبر المتواتر لانہ منقول بالتواتر کما ثبت فی محلہ ولو علمنا فقد بین فی اصول الفقہ
ان تخصیص القرآن بخبر الواحد ایضاً جائز ۔ اگر آپ بھی تقلید شخصی کو ترک فرماوینگے
تو اس سرگشتگی اور گمراہی سے نجات پاوین وما علینا الا البلاغ ولنعم ما قیل

اور بمقابلہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا
اوس حدیث کو آپ کیا سمجھین گے جس سے بحالت امن منی مین باوجود مجمع کثیر
نفقار رسول اللہ صلعم کا قصر کرنا ثابت ہے ازالہ وسوسہ اولا آپکو یہ بات ثابت
کرلینی ضرورتھی عند المحدثین کہ کلمہ ان شرطیہ مفید ہے اس امر کو کہ وقت عدم
شرط کے عدم مشروط بھی لازم ہے اور ہم تو اس امر کو منع کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ کلمہ ان خفتم فقط اس بات کو مقتضی ہے کہ وقت حصول خوف کی رخصت
قصر جائز ہے اور اس بات کو مقتضی نہین کہ وقت عدم خوف کے رخصت قصر جائز
نہو اندرینصورت آیت مذکورہ بیان حکم حالت امن سی ساکت رہے نہ نفی کرتی
ہے نہ اثبات اور حالت امن مین رخصت کا اثبات خبر واحد سے ہے تو خبر
واحد نے اثبات اوس امر کا کیا جس سی قرآن شریف ساکت ہے پس اندرین
صورت کیا قباحت ہے بینوا اور تقیید حالت خوف کے ساتھ جو فرمائی وہ باعتبار
غالب اسفار نبی علیہ السلام کے ہے کیونکہ اکثر سفار نبی علیہ السلام کے خوف
عدو سی خالی نہ تھی تو باعتبار غلبت اور اکثر کے اللہ تعالی نی اس شرط کا ذکر
فرمایا ہے اور پہر یہ گذارش ہے کہ نسبت قصر کے معنے یہ کیا قرار دیا کہ آیا
کہ مراد اس سی وہی ہو جو آپکے ذہن عالیمین آئی ہو کیون نہین جائز کہ مراد
قصر سے یہ ہو کہ بعوض رکوع اور سجود کے ایما اور اشارہ ہی کافی ہے اور ظاہر ہے
کہ صلوۃ کذائیہ وقت شدت خوف کی ہی مخصوص ہے پس تعارض کدہر ہے
البتہ حضرات خفاف نے ہجگہ خلاف کتاب وسنت وہم خلاف قیاس کیا ہے
وہ یہ کہ عند الاحناف قصر کرنا واجب ہے اگر مسافر قصر نکریگا تو آثم اور عاصی ہوگا
حالانکہ یہ یعنی قول بالوجوب خلاف کتاب وسنت وہم خلاف قیاس ہے

اما الکتاب فقوله تعالے لاجناح علیکم ان تقصروا من الصلوۃ مشعرٌ لعدم الوجوب
فلانہ لایقال لاجناح علیکم فی اداء الصلوۃ الواجبۃ بل ہذا للفظ انما یذکر فی رفع التکلف
بذلک الشئ فاما الایجاب علے التعیین غیر مستعمل فیہ الانادراً ومجازاً ولایصار الیہ
بغیر ضرورۃ واما السنۃ فما روی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت اعتمرت مع
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی مکۃ فلما قدمت مکۃ قلت یا رسول اللہ
بابی انت وامی قصرت واتممت وصمت وافطرت فقال احسنت یا عائشۃ
وما عاب علی وکان عثمان یتم ولیقصر وما ظہرا نکار من الصحابۃ علیہ وغیر ذالک
من الاحادیث واما القیاس لیس ظاہر ہے کہ تمام رخص شرعیہ علی سبیل التجویز
مشروع ہوئی ہین نہ علی سبیل التعیین جزما ووجوبا فکذا ہہنا - اب مین سرد
انہین دس گیارہ سوالونپر جو آپکے مسلک اور مذہب کے بموجب آپ ہی پر
وارد ہوتی ہین اور بیخ کنی شجرہ تقلید کی کرتے ہین اکتفا کرتا ہون تاکہ العشر
بالعشر ہوجاوی اور لدینا مزید کی دہکی اور بڑہ جاوی آپ اور کچہ رقم فرماوینگے
توہم ہی اوسکو آپ ہی پر لوٹاوینگے بحکم آنکہ ؎ اینجہان کوہ ست فعل ماندا:
بازمی آیندا را صدا یہ اور اوسیکو آپکی تقلید کی خدمت گذاری کے لیئے
بطور نذر پیشکش لاوینگے والسلام علی من اتبع خیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم وترک شر الامور محدثاتہا وہو التقلید الذی شمل الامم وآخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
تم بالخیر اب آگے ضمیمہ ذمیمہ کا بہی جواب باصواب خواب خرگوش سے بیدار
ہوکر سنلیجیے اور اوسکو تتمیہ واسطے دفع اپنے مرض تقلید ذمیمہ کے تصور کیجیے
؎ گوش خر بفروش دیگر گوش خر کین سخن را درنیابد گوش خر
تتمیہ کریمہ وافع ضمیمہ ذمیمہ لقلب عبارت فخیمہ

حضرت سلامت اس ضمیمہ نمبر ثالث کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بکمال
انکار انجام ہوا ہے کہ تسلیم کرنی قواعد اصول فقہ سے جنکی توضیح تلویح وغیرہ مین ہے
ہمارے مقابلہ مین آپ انکار کرنے لگے اور نیز قبول کرنے اصول مسلمہ فریقین سے
جنکا انتخاب شرح نخبہ وغیرہ مین ہے آپ دست بردار ہوگئے آپ نے سوچ لیا
کہ ان الزامات سے بچنے کی تدبیر سوا اسکی اور کچھہ بھی نظر نہین آتی ہی انکار
کی آڑ لیجئے حضرت اس طرح سپر کا ڈالدینا آپکی شجاعت قاسمی سے بہت بعید
ہے ایسا نہو کوئی یون کہے کہ دلگی دلی مین ہی بات نہونے پائی تو آپ
بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی ہو ابھی تک تو ہمنے آپکی اصول موضوعہ پر
کوئی اعتراض نہین کیا جو پہلے سے پہلے توضیح کی اصول سے دست بردار ہونے
لگے بحکم آنکہ آب نادیدہ موزہ از پا کشیدہ اور ایسی لامذہبی اختیار کرنے لگے
کہ شرح نخبہ کو بھی پس پشت ڈالنے لگے اس زیادتی کا وبال فرمایئے
کسکی گردن پر رہا اتنی بات پر شستا قولنی دامن چھوڑا نچاہیے ہم تو اصول
توضیح پر ابھی کچھہ اعتراض نہین کرتے اور اگر کسی نے کسی اصل کو اوسکی اصول
مین سے نمانا تو بسبب مخالفت کتاب و سنت کے نمانا ہوگا تسپر بھی آپکی
خاطر نمانا یہ قول ہے کہ جس کسی نے بھی یہ کیا اچھی فضول کیا پر یہ تو فرمایئے
حضور سے سند کا طلب کرنا کیون نچاہیے اگر آپ صور مندرجہ اشتہار مین تقلید
شخصی کے قائل ہین تو طلب سند کیون بیجا ہی نہین تو آپکو لامذہب بننا
پڑیگا اور اگر مثل اخفا آمین کے اخفا مذہب ہی مقصود ہے تو ہان ایک بات
ہی پر یہ عذر معقول وہان کا آتا ہے جہان اخفا مقصود ہو یہان تو اظہار
اول کا ملہ او اشتہار اظہار الحق مقصود ہے اور ہم تو جہان مانگتے ہین بعض
مسائل حنفیہ کی سند مانگتے ہین جنکے آپ واجب العمل ہونیکے مدعی ہین اور ہم

ادسکے مانع اور یہ وہ بات ہے جسکی بروی عقل آپ ذمہ کش ہین علاوہ برین انکی
اقرار ونمین وعدہ بہی موجود ہے کہ روایات کا اتا پتا بتا ہی دیتا ہون غیر
ذلک من المواعید العرقوب ۵ کانت مواعید عرقوب لہا مثلا ٭ وما مواعیدہا الا
الا باطیل ٭ مگر ہان آپ نی یہ بہت بڑی بات سنائی کہ (نخبہ اور توضیح کی تقلید کی
نسبت ہمارا کونسا اقرار نامہ موجود ہے) با این ہمہ ہمکو اس سے بہی سروکار
نہین کہ آپ توضیح وغیرہ کو مانیئے یا نمانیئے پر سند مسائل جو آپکے نزدیک
واجب العمل ہین بروی انصاف آپ پر واجب الادا ہے مگر آپ کی ہمت عالی
سے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید آپ اور کوئی بلٹی کہا مین اور یہ پیام وسلام [illegible]
جائین کیونکہ پہر آپکو اصول فقہ سے بہی بیزاری ہوگئی اور اصول حدیث
سے بہی دست برداری نہ شرح نخبہ کو تسلیم کرتے ہو نہ توضیح وتلویح کو اسلیئے
حسرت آئندہ کے لیئے بطور مثل پیشگی یہ شعر پڑہے دیتا ہون ۵ عاشق ہوئے
ہین یار کے ہم کس امید پر ٭ جز آہ نارسا کوئی سامان ہی نہین ٭ باقی آپکی یہ
تدبیر کہ گفتگو کرونگا تو پردہ محمودین ہی بیٹہہ کر کرونگا خدا جانے کس بنا پر ہے
شاید آپ نی اس شہرت غیر مقبول پر جسکا سبب زہد خشک ہے دہوکہا کہا یا ورنہ
یہ تو آپ بہی جانتے ہونگے کہ کتاب بینی ہین جو باعث کمال علمی ہے آپ
مشہور ہین اور اکثر مسائل اپنے قیاس ہی اساس سے مثل شعرائی نازک خیال
خیال سے گہڑ دیتی ہین پہر آپکو اس حجاب ونقاب سے کیا مطلب کہا تھا اب
تو اٹہ حجاب مین ہی ہو قبلہ مشاہیر علما کو تو بسبب آپکی اس قلت نظر کے
کتب پر گفتگو کرنیمین عار ہونا لازم ہے اور اغلب ہمین وجہ مولانا شمس نے
آپکے جواب ادلہ کا ادلہ مین تاخیر کی ہے اب تو آپ ہم ہی جیسو نپر قناعت فرمائیے
اور کچہہ ہنر ہو تو دکہلائیے اور بہی کچہہ نہین تو ہماری سب باتونکا جواب دیجیئے

اور یہ بھی ارشاد کیجیے کہ یہ صورت کذائی نماز کی جسمین نہ رفع یدین ہو اور نہ نماز جہر مین
جہر بالتامین اور نہ وضع یدین علی الصدر اور نہ قرات فاتحہ خلف الامام وغیر
ذلک من الامور المسنونۃ کونسی حدیث صحیح یا آیت سے ثابت ہے آپ اس
امر ضروری کے اثبات سے فارغ ہولین گے تو پھر ہم اور کچھ پوچھین گے والسلام
علی من اتبع خیر الھدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وترک شر الامور محدثاتہا وہو
التقلید الذی مثل الشرک فقط

خلاصۃ الانظار فی تکذیب الاظہار

انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین - اما بعد
بندہ ضعیف ونحیف محمد حنیف ابن میرجی خدا بخش صاحب سلمہ اللہ الواہب ساکن
عمدۃ البلاد نجیب آباد وارد حال دیرہ دون ہدی اللہ اہلہا الی الطریق المسنون
بخدمت اہل علم ذوی الانصاف دور از اعتساف گذارش کرتا ہے کہ اشتہار
مسائل عشر کے جواب مین اولاً تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ نے ایک
رسالہ بجواب اہم محمود حسن دیوبندی تالیف فرمایا اور ثانیاً جواب دہی مین
کہین وجوب اتباع قرآن اور اقتدائی سنت نبی الانس والجان کی منکر ہوئے
اور کہین ہماری ضد مین پیشاب کا پاک ہونا تجویز فرمانی لگی اور کہین باوجود
اقرار بے اصل ہونے مسئلہ کے اثبات بے ثبات اوسکا کرنے لگے جو سست
از خانہ عنکبوت ہی اور صفحہ ۲۸ مین طرح طرح کے بہتان اور افترا اہل حق کے
ذمہ لگانے پر مستعد ہوئے اور کہین جواب نفاذ قضا مین محض خیالی مضامین
خسیس مثل دبیر وانیس کے گھڑنے لگے اور کہین پر اولٹی طلب دلیل
مولانا مشتہر سے فرمائی اور کہین پر چند آیات اور احادیث مین بزور اپنی قوت
متخیلہ اور طاقت واہمہ کے تعارض وتناقض درمیان آیات اور احادیث کی

ثابت کیا غرضکہ اس کشمکش مین پڑکر ہر جگہ اپنی اوقات کا خون کرتے رہے باوجود
ارتکاب ایسے فعل کبیرہ کے مطلب کی بات اب تک نہ کہی اور کسی جگہ اپنے وعدہ کا
ایفا نفرمایا جو بصفحہ ۳ سطر اول کیا تہا اور پہر اسپر نام رسالہ کا کہین ادلہ کاملہ
اور کہین اظہار الحق تجویز فرمایا اب اہل انصاف دور از اعتساب امور مذکورہ تعصب
کا ملاحظہ فرماوین جو کل رسالہ کا منتخب ہے اور انصاف سے ارشاد کرین کہ کسی ایک
سوال کا جواب بہی اوس سے نکل سکتا ہے کلا بلکہ محض لا تعلق باتین بمصداق
شعر مشہور مین قال الشاعر ؎ لوگو مرے مجنونکو کوئی چرخ پہ ڈہونڈو وہ شیرین
کی یہ فریاد تہی کلکتہ مین سب سے ۵ اب بعد مولویصاحب مدظلہ کے سجادہ نشین
انصاحب علم و یقین یعنی حضرت خیرخواہ مسلمین ناصر الدین بحکم آنکہ اگر پدر نتواند
پسر تمام کند اپنی تقاریر کے جواہر زواہر کو معرض اظہار مین لاکر گوہر افشانے
فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے جواب اول یہ اشتہار واسطے اغوا اور تضلیل
عوام کالانعام کے شائع کیا ہے جواب ثانی مولویصاحب مشتہر کو احادیث
صحاح ستہ کی خبر نہین جواب ثالث مسائل خلاف وضد اونکی کو آپ بطرح
ثابت فرما دیجیے جواب رابع مسئلہ تین طلاق کو جو ایک طہر مین دی گئی ہون
ایک طلاق ٹہیرانا ثابت کر دیجیے اور سو روپیہ انعام لیجیے جواب خامس
ایک حکایت پر از شکایت دور از کار در ریل مشعر جواز و عدم جواز نماز در ریل
نقل فرمائیے جواب سادس مشتہر کو اس اشتہار سے اپنی تشہیر مقصود ہے
جواب سابع اثنائی تقریر مین فرماتے ہین کہ انکی جواب مین اسیقدر کافی
ہے یہہ دفع دخل ہوا سوال مقدر کا جواب ثامن آخر مین ارشاد ہوتا ہے
نسبت جوابہائی مذکورہ کے کہ واسطے اطلاع عوام اہل اسلام کے مجمل جواب اشتہار
تحریر ہوا یعنی ادلہ کاملہ تحریر ہوا ہے واسطے خواص اہل اسلام کے جواب تاسع

۱۴۹.

ایسے مولوی صاحب مشتہر کی صحبت سے عوام کو چاہیے کہ احتراز کرین اور اونکے
قول و فعل پر اعتماد نکرین جو اعجاب مشتہر ارشاد ہوتا ہے نسبت نہین جوابہائی
مذکورہ بالا کے کہ ما علینا الا البلاغ المبین ۔ و قول انا للہ و انا الیہ راجعون کا
وزیری چنین شہریار چنان ؛ جہان چون نگیرد قراری چنان ؛ صاحبو یہ دوسرے
جواب مین اشتہار رد مسائل ہے جو مسمی بہ بلاغ مبین ہے منجانب حضرت خیرخواہ
مسلمین ناصر الدین خلیفہ و سجادہ نشین پہلوی حضرت قاسم العلوم صاحب علم
و یقین پہلے تو ملاحظہ ادلہ کاملہ کا فرماؤ جو طرح طرح کے مضمون اور اسرارون سے
مملو اور مشحون ہے اور پھر اس اظہار کے جوابونکا تماشا دیکھو کیسے کیسے جواہر
زواہر نصائح کا مضمون ہے اور بعد ملاحظہ دونونکے جواب مسائل عشرہ کا
دونونسی نکال لو گستاخی معاف ہے پہلے تو روغن گل ہنیس کے انڈے سے نکالا
پھر دوا جتنی ہے کل ہنیس کے انڈے سے نکال ؛ اور غور تو کرو کہ حضرت خیرخواہ
مسلمین بجناب حضرت قاسم العلوم کیسا کچھ اتحاد رکھتے ہین ہے غنی یکرنگے
معشوق و عاشق دیدنی دارد ؛ نگاہ بر پر طوطی و برگ نیشکر دارم ؛ اور جو
انداز جوابدہی اور طرز مناظرہ حضرت قاسم العلوم کا تہا حضرت خیرخواہ مسلمین
نے اوسکو کیسا نباہا ہے و نعم ما قیل ہے بسیار دیدہ ام کہ یکے را دو کرد تیغ
شمشیر عشق بین کہ دو کس را یکے کند ؛ مین بہی اس اظہار کا جواب ترکی بترکی
لکہہ سکتا تہا بحکم آنکہ الا لا یجہلن احد علینا ؛ فنجہل فوق جہل الجاہلینا ؛ لیکن
اسمین چند طرحکا نقصان تصور کرتا ہون ایک تو تضیع اوقات ہوگی اور دوسرے
بسبب درازگی کتاب کے زر طبع بڑہجاویگا اور تیسرے ملالت طبع سامعین
کا بہی اندیشہ ہے اور ناظرین اہل انصاف تو حق مین مظہر خیرخواہ مسلمین کے
خود بخود بہی یہ شعر ارشاد فرماوینگے ہے زبان لاف رسوا میکند ناقص کمال از ابد

کردو برخاک مالد بپیشانی بستہ بالا نزاد اور مسئلہ تین طلاق کی تحقیق جسکو
منظور ہووہ اغاثۃ اللہفان کا ملاحظہ فرمالیوے یہ تقریر مختصر اوسکی تشریح
کی متحمل نہین ہوسکتی اور اگر حضرت منظر حسب الوعدہ سو روپیہ سرکار مین
جمع فرما دیوین تو اسکا بھی کچھ مضایقہ نہین ہم اوسکی توضیح کرکے بھی اور
سو روپیہ سے چھپوا سکتے ہین لیکن مخاطب صحیح درکار ہے ورنہ یہ شعر تو
مشہور ہی ہے ع چو استعداد نبود کار از اعجاز نکشاید ؞ مسیحا کے تواند
کرد بروشن چشم موزان راہ ؞ تمت بالخیر

ہذا ما اقتنی بہ الفواد فی جواب الاظہار بتوفیق اللہ الملک الغفار ولو شئنا لاختصر
الحق کل الانتصار وفیما ذکرنا کفایۃ لاولی الابصار واللہ الہادی الی سبیل الحق
والصراط المستقیم وانہ ہو الغفور الرحیم والصلوۃ والسلام علی نبیہ الکریم ۔

تقریظ منجانب جناب لانا و بالفضل اولانا حضرت مخدومنا مولوی محمد عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الہند

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحابہ
واتباعہ اجمعین اما بعد فقیر محمد عبید اللہ ایک مدت سے بعد ملاحظہ تحفۃ اثنا عشریہ
کے اشتیاق زیارت جناب مولانا سید محمد حسن صاحب مدظلہ العالی مدی الایام
واللیالی مصنف رسالہ مذکور کا بہت رکھتا تھا اب آخر ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ ہجری
مین بقصد زیارت جناب ممدوح اور بعض دیگر احباب کے دیرہ مین پہنچا اور
وہان سے واسطے استفادہ بعضے مسائل کے رسالہ ویسرا اینہ باد دیکھا رڑ
مین آکر تین روز مولانا ممدوح کی خدمت بابرکت مین رہا اس عرصہ مین
باوجود شغل امور دیگر کے مولانا صاحب ممدوح نے رسالہ مصباح الادلہ
لدفع الادلۃ الاولہ جو جواب مین ادلہ کاملہ کے تحریر فرمایا ہے جسقدر ہوسکا

مجھکو سنایا اور اکثر مقامات اوسکے مین نے غور کے ساتھہ سُنے تو اس
فقیر نے اوس رسالہ کو کلام محقق اور مدلل اور مطابق عقائد اہل سنت کے
اور موافق مذہب سلف صالح کے پایا اور جامع بہت مضامین اور اکثر مسائل
ضروریہ کا اگرچہ اوسکے بعض مقام مین مثل مولف رسالہ ادلہ کاملہ کے کلام
شجاعانہ اور ظرافت آمیز فرمایا ہے ہرچند کہ یہ امور ادلہ اربعہ شرعیہ مین داخل
نہین ہین لیکن بیشک اوقع فی النفوس ہوتے ہین چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ
نے فرمایا ہے ؎ بہ پرویزن معرفت بیختہ ٭ بشہد ظرافت درآمیختہ ٭ مین
بے تکلف اور بلامبالغہ اس رسالہ کی تقریظ مین لکھتا ہون کہ اگر ناظرین
انصاف پسند بلکہ خود جناب مولف ادلہ کاملہ بھی اس رسالہ کو بنظر انصاف
اور غور و تامل کے بلاتعصب اور جانب داری اور پاس سخن اور نفسانیت اور
تقلید فاسد کے اوسکو ملاحظہ فرماوینگے تو انشاء اللہ تعالے اوسکو کلام حق
اور مدلل اور خالی از افراط و تفریط و غلو و جامع مضامین و مسائل مفیدہ
پاوینگے اور اس سے بہت منفعت اوٹھاوینگے اور اسکے جواب کی لکھنے
مین بیباکانہ قلم نہ اوٹھاوینگے واللہ اعلم بالصواب ۔ فقیر محمد عبد اللہ عفی اللہ عنہ

152

تقریظ ثانی بزبان عربی از طرف مولانا محمد نجیب خان صاحب ساکن گنج پورہ

اللہ اللہ ما انور ہذا المصباح بل وما اضوأ ذالک الصباح ٭ منور بانوار الایات و
اضوأ الاحادیث الصحاح سمعت اکثر ہا من المصنف العلام بسمع الالتفات ٭ فوجدتہا
رافعۃ للشکوک والشبہات ٭ اقسم باللہ ان ہذا کتاب انیق ٭ ونظم رشیق ٭
یدعو کل اناسٍ الی صراط مستقیم ٭ وذالک بفضل اللہ العظیم ولکن الذین لجوا
فی التقلید الفاسد عن الصراط لناکبون ٭ وفی طغیانہم یعمہون ٭ فعلیکم یا اولی الالباب

بسماعت ہذا الکتاب وقرائتہ عند ذوی الابصار لانہا خزینۃ الاسرار للابرار

وموجب اسف للغاوین والاشرار ومانقل المجیب المحقق فیہ من کتب

الحدیث الشریف وغیرہا فہو عین حق حقیق بان یقبلہ الناظرون وما

ردہ من اقوال القاسمیۃ التی ہی کسراب بقیعۃ احق بان تردو لایغتر

بہا العالمون ومن جنح مع ہذا الی اقاویل القاسمیۃ بالعدوان والقی

فی مواقف الخزی والخذلان ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا

من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب واللہ اعلم بالصواب —

حررہ فقیر محمد نجیب خان عفی اللہ عنہ فی العشرۃ الثالثۃ من شہر رمضان ۱۲۹۵ھ

تقریظ وتاریخ تالیف طبع ہرسہ از جودت طبع مولانا مولوی قاری محمد غلام اکبر خان صاحب متخلص بمسلم سلمہ ربہ ست

زلاف حمد ونعت اولی ست بر خاک ادب خفتن

سجود میتوان کردن درود میتوان گفتن

ارباب خبرت واصحاب بصیرت پر مخفی نرہے کہ جناب فضیلت مآب

جامع معقول ومنقول سر غنار علما رفحول زبدۃ المحدثین قدوۃ المحققین علامہ

الشہیر فخر المشاہیر وحید زمان فرید دوران فہامہ زمن مولانا مولوی

محمد احسن صاحب مدظلہم کی یہ کتاب مستطاب کہ مولوی محمد قاسم صاحب

کے رسالہ ادلہ کاملہ کا جواب ہے - الحق نہایت جواب باصواب ہے - جواب

دندان شکن جو مشہور ہے اگر کوئی پوچھے کسی کہتے ہین - تو ہر شخص اسکو

بے دہڑک صاف کہہ سکتا ہے کہ اسی کہتے ہین - اس کتاب لاجواب نے

ادلہ کاملہ کا بے حقیقت ہونا ثابت کردکہایا - محض بے اعتبار کردیا اور

نظر کی نظر سے گرایا - اللہ مولوی محمد قاسم صاحب جیسا عالم مشہور عام
اور یہ بیہودہ کلام - ثابت ہوا کہ حضرت کا نام ہی نام ہے - اور کچھ بھی
نہین مفت کا غوغائے عوام ہے - اچھا ادلہ کاملہ لکھا جسمین بلہ فہمی
سخن سازی چالاکی دہوکہ بازی کے سوائے کوئی کام کی بات نہین -
بکی سب بیہودہ گوئی کوئی فقرہ بھی ایسا نہین جو مزخرف وخرافات نہین
ایک تکمبندی ہی لایعنی - معانین کیسی بڑہی فضول بی معنی واہ جی واہ خوب
میان دوابیون نے حضرت کو بنایا ہے - پیران نمی پرند مریدان می پرانند
بے پروبکی کہانسنے کہان تک اوڑایا ہے - کیا خوب مفت کی لنبی چوڑ
بہلا سوالات عشرہ دیکہو اور ادلہ کاملہ کہان وہ فاضلانہ پختہ سوالات
اور کہان صاحب ادلہ کاملہ کے ٹوٹے ہوئے کچے جوابات - چرب بازی
اور ہوتی ہے اور حق بیانی اور - کیون اب کیسے خاک اوڑے ہ لینے کے
دینے پڑے - اوئی جواب اہل حق لکہو - مزا چکہو - اب جو کوئی مصباح الادلہ
کو دیکہیگا اور انصاف کو کام فرمائیگا وہ ادلہ کاملہ کی مزخرفات پر قہقہہ
لگائیگا - واہ جناب مولنا محمد حسین صاحب خوب ہی شرقاً وغرباً ہل من مبارز
کا نقارہ بجایا - متعصب مقلدو نکو تھکایا - کہ کسی کو فضول بکنے اور سوال پر
سوال کرنیکے سوا ر سوالات عشرہ کا جواب شافی میسر نہ آیا - جسی جواب
دہی کی ٹہرائی - لایعنی بکا سوال پر سوال کرکے چہرہ کی کہائی - اب تو وہ
مقلدین جو انصاف پسند ہین حق کا حق ہونا پہچان گئے ہونگے - اس ہر کہ
سوال جوابین اہل حق کی شمشیر تحقیق کا لوہا مان گئے ہونگے - اب چاہیے
کہ ہر کوئی مصباح الادلہ کو مطالعہ فرمائی - کہ تا ادلہ کاملہ کی ابتر بکا لطف
اوٹہائی - سبحان اللہ اس سالہ کو اگر ہدایت کا مقالہ لکہون تو سزا ہی - اور اگر

کتاب ہے متفاوت انتساب کہون تو بجا اسکے ہر لفظ سے اعلاء کلمۃ اللہ پیدا ہے
اور اسکے ہر کلمہ سے اشاعت سنت رسول اللہ ہویدا احیاء سنت کی قواعد
اسی عیان ہین - اور اماتت بدعت کے ضوابط نمایان - یہ کتاب ہے
باگل تحقیق کا - گلستان ہے - رسالہ ہے یا چمن الحدیث کا چمنستان ہے
خوبی اس حدیقہ تحقیق کی جاویدان ہے - اور بہار اسکی بہار بیخزان -
اسکی تقریر پر فصاحت و بلاغت پر صد جبنا - اور اسکی تحریر سنجیدہ و برجستہ
پر ہزار مرحبا - اسکی ہر بات لائق تحسین و آفرین ہے - کیا بیان کیجیے اسکی
بیان کرنیکے لیئے گویا دہن مین زبان ہہین ہے - کیا کتاب ہے ماشاء اللہ
اور کیا جواب لاجواب ہے بارک اللہ - الحمد للہ علے ذالک حمداً کثیراً -

تاریخ تالیف رسالہ ہذا قطعہ

سال تالیف اس رسالہ کا سنو ۔ وہ کہ ہوا عدد کا جس سے رنگ فق
مصرع موزون یہ ہاتف نے پڑھا ۔ تاریخ دندان شکن ہے از اہل حق

ولہ ایضاً قطعہ تاریخ طبع رسالہ ہذا

صاحبو مت پوچھو مصباح الادلہ دیکھکر ۔ یون بسال طبع دروازہ کھلا تقریر کا
بیتامل بی تفکر بی تردد بالبدیہہ ۔ بولا ہاتف چھپ گیا رد قاسمی تحریر کا


تمت

صحت نامہ متن رسالہ مصباح الادلہ لدفع الادلۃ الاذلہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱	بہا	بہا	۴۲	۲۱	فضلای	فصحای	۶۵	۲۱	یکونہم	بکونہم
۸	۱۷	صحیح	افصح	۴۳	۱۰	بالفضل	بالفضل ہی	۶۸	۹	چیوڑنا	چھوڑانا
؍؍	۳۰	باعتبار	اعتراف	۴۵	۱۷	استطاعت	عدم استطاعت	۷۰	۳	ہو	ہوا
۱۴	۱۲	بالعتاب	بالاجتناب	۴۱	۲	قرمائے	فرمائے	؍؍	۲۱	زور	روز
۱۶	۱۱	ہودی	ہوی	۴۴	۱۱	تخصی	تقلید تخصی	۷۲	۵	حال	جال
[illegible]	۱۴	ثنانیۃ	الثانیۃ	؍؍	۱۵	سنت	کتاب وسنت	؍؍	۹	امر	امرِ
۲۰	[illegible]	شدود	شذوذ و	؍؍	۱۶	ہو	ہوا	۷۴	۸	قال	قاتل
؍؍	۲۱	قسطلانی	عسقلانی	۴۴	۲۰	توقیفی	توفیقی	۷۷	۵	حکم کی	کی حکم
۲۲	۲۰	صعبۃ	صحت	۴۵	۱۹	غمت بود	غت بود	۸۰	۹	کہ	کو
۲۳	۷	یامم	بِاُمّم	۵۰	۱۴	کاریان	کایان	۸۱	۷	یا	با
؍؍	۱۵	روایۃ	روایۃ	۵۲	۱۴	لبصراۃ	البصراۃ	۸۲	۱۵	خیر	خبر
؍؍	۳۰	ثین	بین	؍؍	؍؍	الاعشی	الاعشی	۸۳	۱۵	یقید	بقدر
[illegible]	۲۱	بالدلالۃ	الدلالۃ	؍؍	۱۹	اورد	ورد	۸۵	۲۱	تشابع	الشارع
۲۶	۱۲	مرتبہ	سہرتہ	؍؍	۲۱	عرضکہ	غرضکہ	۸۶	۱	نہ	از
۲۷	۱۹	او	اور	۵۴	۱۱	الشی	النشئ	۸۷	۹	تسامحوا	تسامحوا
۲۸	۸	بغیر	بغیر	۵۶	۱۶	القضاء	القضاء	۸۹	۹	اس	لیکن اس
۲۹	۱۳	نصائر	بصائر	۶۳	۱	شود	سایہ شود	؍؍	۱۱	الردجین	الزوجین
[illegible]	۱۶	بانقار	بانقار	؍؍	۵	کر	اور	؍؍	۱۳	مجہلا	مجلا
[illegible]	۲	فاسعو	فاسعوا	۶۴	۳	نہایت	نیابت	۹۰	۷	بغیر	مبطور
	۱۰	قوت	فوت	۶۵	۱۷	تقاضی	التقاضی	۹۲	۱۴	للنسائی	والنسائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۲۰	رتہنا	رہتہنا	۱۳۱	۱۰	یجس	یحبس	۱۵۰	۱۹	درازگی	درازی
۹۸	۲۱	احتباع	احتجاج	۱۳۲	۱۱	جنت	جنب	۱۵۳	۹	طبع	طبع
۱۰۳	۱۸	تیغبر	تیغیر	″	۱۳	ہنین	کیون	″	۱۰	س	بیت
۱۰۴	۱۸	مار	مار	۱۳۳	۷	فلاتخضعن	فلاتخضعن	″	۱۲	سجود	سجودی
۱۰۶	۱۵	الخنابۃ	الجنابۃ	۱۳۵	۱۷	یقسل	یقبل	″	″	درود	درودی
۱۰۷	۱	سی	سی ہی	″	۱۸	والی	والی	تمت			
۱۰۸	۲۱	ہوجاوین گی	ہوجاوینگی	″	۱۹	احطار	اخطار	صحت نامہ حاشیہ			
۱۰۹	۲۱	بانگہ	نانگہ	۱۳۶	۵	رکہنا	نام رکہنا	۲۳	۳۹	می	
۱۱۰	۴	حدیث	حدیبث	۱۳۹	۷	واذکر	واذکر ربک	۲۵	۱۴	کرتا ہے	کرتی ہے
″	۶	شکہای	پشکہای	۱۴۱	۲۰	صحیح	جو صحیح	″	۲۸	غایت	خلف
۱۱۳	۴	ہر	نہر	۱۴۴	۹	سالت	ساکت	۳۰	۲۰	کہا	کیا
″	۱۷	استغراقی	استغراق	″	۱۲	اغلت	اغلب	۳۲	۲۵	اگر	اگرچہ
۱۱۷	۱۴	۹۳	۹۳ / ۹۴	″	۱۹	اضاف	اخاف	۳۴	۴۹	اسرات	اثبات
۱۲۲	۵	مین	ہین	۱۴۵	۶	اقطرت	افطرت	۴۱	۴۸	یقطع	للقطع
″	۱۲	کیا	کرا کیا	″	۷	نماب	عاب	۴۷	۱۰	۰	اور وقت عصر
″	۱۸	اقول	الاقوال	۱۴۹	۳	حو	جو	۵۱	۱۵	است	اسنت
[illegible]	۱	طرف	ظرف	″	۲۰	محمل	مجمل	″	۱۷	الاحی	الوحی
۱۲۸	۲۰	الغا	الالغا	۱۵۰	۵	دین	دس	۵۶	اخیر حاشیہ	۰	سی ایک

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا فی الواقع یہ رسالہ مسمّی ثبوت الحق الحقیق حق کی کاملہ

ہے اور موافق مذہب کے واقعی حررہ محمد عبد الرؤف سہدانوی عظیم آبادی محمد لطف حسین

محمد عبد العزیز

ابو النصر محمد عبد الغفار

مہدانوی عظیم آباد

محمد نظیر حسن

عظیم آبادی

محمد شمس الحق

ابو المحامد توکلی

محمد عبد القادر

محمد غلام اکبر خان

محمد عبد العزیز

محمد عبد العزیز

رحیم آبادی

محمد عبد الغفار

بنگالی

نصیر الحق

حفیظ اللہ

عبد الغفور

بنگالی

عظیم آبادسے

محمد امیر علی عفی عنہ لکھنوی	محمد قاسم عفی عنہ شاہ آبادی	محمد عبد السبحان عفا [عنہ] موضع شمس آبادی	محمد عبد الحق پنجابی
نور محمد ملتانی ثم قازیخانی	محمد عبد الاحد سیالکوٹی خانپوری	محمد نجم الدین مرشد آبادی	محمد جمیل ضلع عظیم گڈھی؛ محمد سعید کنجاہی

محمد اکبر خان جونپوری

محمد سیف اللہ پنجابی

محمد حسین ابن شیخ محمد ساکن ... علیپور متعلقہ ...	محمد ... ساکن ...	رحیم اللہ عفی عنہ مئوی	علی حسن خان جمیگھر ضلع ...	عبد الہادی الاسلام آبادی
محمد امیر حسن البہاری عظیم آبادی	محمد ظل الرحیم نصیر آبادی	محمد حسین ... سلطانپوری	محمد گلزار حسین عفی عنہ	... محمد المئوی الاعظمی

محمد عبد العزیز ... آبادی

غلط نامہ متن وحاشیہ

حافظ اللہ ...

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢	١٦	لطلب	حلب
٢	١٩	غالوا جیب	غالوا حیب
٣	٥	بین	بین داخل ہوئی ... اور بدعت فرعی
٤	١٥	بہم سام	بہم سائیم
[illegible]	١٦	ناالقینا	ما الفینا
[illegible]	١٤	گزشتہ	گذشتہ
[illegible]	١٠	گزشتہ	گذشتہ
٥	٤	ابن ابی نحو	ابن اسحق
٥	٧	حقیقت	حقیت
[illegible]	١١	محقق محقق	محقق محقق
٦	١٥	الی الاسلام	الی الاسلام
[illegible]	٢	شبراً شیراً	شبراً شبراً
[illegible]	١١	مذہبی	مذہب
[illegible]	١٤	حب لید	حب للہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
حاشیہ نمبر ٣ متعلقہ صفحہ ١	١٣	نہ زضایع	نہ ضایع
حاشیہ متعلقہ صفحہ ٢	١١	واسطہ	وسائط
حاشیہ نمبر ١ متعلقہ صفحہ ٣	٥	[illegible]	اور ... آپ ... بس ...
حاشیہ نمبر ١ متعلقہ صفحہ ٧	٣٠ ٣١ ٣٣		
ایضاً	٢٠	قرآن	کتاب اللہ
ایضاً	٢١	وہ جو	وہ چیز جو
ایضاً	٢٢	قرآن کا	کتاب اللہ کا
ایضاً	٢٩	مسائل	مسائل

حسب الفرمائش مقبول الکونین مولوی محمد لطف حسین صاحب عظیم آبادی و مولوی محمد یوسف صاحب بہاری و مولوی محمد نظیر حسن صاحب العظیم آبادی

مطبع چشمہ فیض دہلی واقع محلہ پیپل مہادیو میں حلیہ طبع پہنا